اور کر رہی ہین۔ ایک اور مشہور عیسائی مورخ شلاسر[۲] اس کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتا ہے:۔

"یہی وہ ناپاک اتحاد تھا جو ۱۷۷۲ء سے لیکر اب تک یورپین اقوام کی تمام مصائب کا منبع ثابت ہوا ہی کیونکہ یہ معاہدہ ان تمام معاہدون کیلئے جو بعدازآن وقوع مین آئے اور جن کے روسے کمزور ریاستون کی قسمت اور اندرونی نظم و نسق کی حالت زبردست اقوام کے باہمی عہد و پیمان، سپاہ اور مدبرین کی رائے پر بالکل منحصر ہو گئی ہے۔ نمونہ کا کام دیتا رہا ہے۔ یہ پہلا معاہدہ گو صرف اہالی پولنڈ کے برخلاف تھا مگر جو اوس کے بعد عمل مین آئے اور جو ہو بہو اوسکے نمونہ پر تیار کئے گئے تھے۔ وہ اسیطرح دیگر اقوام کی آزادیون کے برخلاف تھا۔ اوسطرح سے محکومین اور حاکمون کے درمیان نارضامندی و نفاق کے بیج اب تک برابر بڑھتے اور نشو و نما پاتے رہے ہین جس کی لاٹھی اوسکی بھینس کا اصول یعنی تلوار و سنگین کے استحقاق کو ایک دفعہ پولنڈ اور ٹرکی کے برخلاف درست مان لیے جانے کی دیر تھی کہ رعیت کی حقوق اور آزادی کے برخلاف بھی اس اصول حق تلفی کو ویسا ہی درست تصور کر لیا گیا۔ مظلوم (رعایا) اتمام اوس ہو کر برداشت کر چکی ہے۔ اور خداوند کریم کے غضب کے نزول کا انتظار کر رہی ہے۔ یہ غضب ۵۶ برسون سے ان مدبرین اور سپاہ ودون ظالمون اور جابر والیان ملک کو گھور رہا ہے۔ چلا آتا ہے اور اوس کا ایک دن نمودار ہو جانا ویسا ہی یقینی ہے جیسا کہ یہ امر کہ یہ دنیا ایک سب سے اعلی و برتر احکم الحاکمین کی نگرانی و نگہداشت مین ہے۔"

باب عالی نے شروع شروع مین پولنڈ کی طرف سے تو بھی رکھی تخت کی لیے شاہ رہنے کے دوران مین اوس نے صرف اسی پر اکتفا کیا کہ ۱۲ اپریل ۱۷۶۴ء کو روسی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو ایک مراسلہ بہت نرم و معتدل عبارت مین اس مضمون کا

(بقیہ صفحہ ۱۳۸) وہ اس عورت کی حسن و دلفریبی کا گرویدہ نہ ہوا لیکن اوس کا بھائی ایپی میتہس جو ویسا دانا نہ تھا۔ فریفتہ ہو گیا اور اوس نے پنڈورا سے شادی کر لی۔ اور صندوق کو کھولتے ہی جو بیوی نے اوسے حسب فرمان نذر کر دیا تھا خرابیون اور مصیبتون کا ہجوم فوراً اوس سے برآمد ہو کر کل جہان مین پھیل گیا۔ اور بنی آدم پر مستولی ہو گیا لیکن ایک امید جو سب کے نیچے تھی رنج و غم کی تکلیف کو زندگی مین کم آزار بنانے کیلئے صندوق مین پیچھے رہی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق پرامی تھی اس نے صندوق کو کھولا تھا۔ (مولف)

[۲] فریڈرک کرسٹوف شلاسر جرمن مورخ تھا ۱۷۷۶ء مین موضع جیور مین پیدا ہوا۔ اور گاٹنگن کی یونیورسٹی مین تعلیم پائی جسکے بعد وہ ایک لوبک کے گھرانہ مین پرائیوٹ مدرس ہو گیا۔ اور بعدازآن ایک پبلک سکول کا مدرس تھا۔ اسے ابتدائے زمانہ طالب علمی سے ہی بڑا شوق تھا جس کا مطالعہ اوسنے کالج چھوڑنے کے بعد بھی جاری رکھا۔ ۱۸۰۷ء مین اوس نے "بت شکن قیاصرہ" کی تاریخ لکھی جس سے اوس کی شہرت بہت بڑھ گئی۔ اور وہ فرنکفورٹ کی یونیورسٹی مین پروفیسر مقرر ہو گیا۔ ۱۸۱۷ء مین وہ مقام ہیڈلبرگ کی یونیورسٹی مین تاریخ کا پروفیسر مقرر رہا۔ اوسکی بڑی مشہور کتاب "اٹھارہوین و انیسوین صدیون کی تاریخ" ہے جو ۱۸۲۳ء و ۱۸۴۶ء کے درمیان ۲۳ برسون کے عرصہ مین شائع ہوئی۔ اس کتاب کا جرمن سے انگریزی مین بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ اوسکی دوسری مشہور کتابین یہ ہین "زمانہ قدیم کی تاریخ اور اوسکی تہذیب"، "نپولین کی تاریخ پر مورخانہ بحث"۔ انکے علاوہ کئی چھوٹی چھوٹی تاریخین بھی ہین۔ ۱۸۶۱ء مین بمقام ہیڈلبرگ فوت ہوا۔ (مولف)

بیجد یا کہ روس بادشاہ کے انتخاب میں کوئی دخل نہ دے۔ اور مجلس امرا کو آزادی سے انتخاب کرنے دے۔ مگر جب پولش رعایا نے روس کی دراندازی سے تنگ آکر فساد کر دیا۔ تو فرنچ سفیر کونٹ ورجینیز نے بابعالی کو زیادہ سرگرمی کے ساتھ اہالی پولنڈ کی امداد پر برانگیختہ کرنا شروع کر دیا لیکن کیتھرائن ثانی کی پرحیل چالوں کے سامنے اوسکی کوئی پیش نہ گئی۔ اس چالاک عورت نے تخت پر بیٹھتے ہی نہ صرف پولنڈ بلکہ کئی ترکی صوبوں کو بھی فتح کر لینے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ مگر پولنڈ کا معاملہ طے نہ ہو جانے تک وہ بظاہر ترکوں سے بگاڑ کرنا ہرگز قرین مصلحت نہ سمجھتی تھی۔ چنانچہ اوس نے بڑی بڑی رشوتیں دیکر دیوان کے سرکردہ اور مقتدر اراکین میں سے چند کو اپنے ساتھ گانٹھ لیا ہوا تھا۔ جن کی مخالفت کی وجہ سے فرنچ سفیر کی تحریکیں بے اثر رہی۔ اس عیار وشفتی عورت نے سلطان مصطفے کو بھی جس کی نیک نیتی، مردانہ پرجوشی وستعدی اور قومی دلسوزی کو عیسائی مورخ بھی تسلیم کرتے ہیں سخت دہوکہ دیا۔

سلطان نے قسم اوٹھائی تھی کہ وہ انتخاب میں کسیطرح کا دخل نہیں دیگا۔ مگر اس کیساتھ یہ صریح شرط کر دی تھی۔ کہ سٹانسلاس پوتی آٹوسکی کو ہرگز امیدواروں میں داخل نہ کیا جائے۔ اور زارینہ نے وعدہ کیا تھا کہ ایسا ہی ہوگا لیکن بالآخر کیتھرائن نے اسی شخص کو بنوک سنگین اور بزور شمشیر اہالی پولنڈ کے سر پر متسلط کر دیا۔ سلطان مصطفی نے اس کمال بے ایمانی کی خبر سنتے ہی سخت غضبناک ہو کر کہا "خدا نے چاہا تو میں ان کفار کو ذلیل کرنے کا کوئی نہ کوئی رستہ نکال لونگا" اور سب کو یقین ہو گیا کہ سلطان فی الفور اعلان جنگ کر دیگا۔ لیکن افسوس مجبوری نے سلطان کے غضب کو جلد فرو کر دیا۔ یہ مجبوری کئی طرح کی تھی۔ ۲۵ برسوں کے امن سے فوج کا کل نظام درہم برہم ہو گیا تھا۔ حکام کی غفلت سے خزانہ کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔ وزرا رشوت یا جہالت سے روس کے اس چکمہ میں آگئے ہوئے تھے کہ پولنڈ کے فساد محض مذہبی تنازعہ کے باعث ہیں۔ اور اسطرح سے وہ سلطان کی رائے سے مخالف ہو گئے ہوئے تھے۔ اور سب سے بڑی وجہہ یہ تھی کہ خود قوم بھی لاپروائی، سستی، کاہلی اور غفلت کے ایسے قعر عمیق میں گری ہوئی تھی کہ اوسے متنبہ و بیدار کرنا ناممکن ہو رہا تھا۔ اس موقعہ پر مصطفے نے جو خط باندوہ دلی خان کو لیا کو لکھا اوس کے چند فقرات سخت عبرت بخش ہیں "میں اکیلا کیا کر سکتا ہوں۔ میرے تمام پاشا خائین اور زنانہ صفت ہیں۔ اونکو کو شکوں۔ گوتوں اور خوبصورت لونڈیوں کے سوا اور کسی چیز کی پرواہ نہیں۔ میں سلطنت میں نظام قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ مگر افسوس ایک شخص بھی مجھے اس کام میں مدد دینے کی خواہش نہیں رکھتا"

عثمانیہ دربار پولنڈ پر روسی اور پرشوی افواج کے تصرفات اور بے ایمانی وجبر سے سٹانسلاس کے تخت نشین کرانے اور وارسا پر روسی جرنیل ریپنن کی عملی حکومت کے برخلاف متواتر مگر بیفایدہ معترض ہوتا رہا۔ روسی ان اعتراضات کو ایسی لغو اور لوچ حجتوں سے ٹالتے رہے کہ اون کے جوابات پڑھنے سے صاف مترشح ہو رہا ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ عثمانیوں کی نہ صرف مدبرانہ قابلیت بلکہ جنگی طاقت کو بھی کیسی حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئے تھے۔ جرمن مورخ دان ہیمر اس قضیہ

فریقین کی لیاقتون کا کیسا صحیح اندازہ کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے :-

"ان مراسلون سے جو پولنڈ کے معاملات کے متعلق سنہ ۱۷۶۸ء ترکی۔ پرشیا اور روسی سفراء اور وزراء ایکدوسرے کو لکھتے رہے۔ عثمانیہ وزراء اور مدبرین کی کمال سادہ لوحی اور روس اور پرشیا کی کمال ریاکاری اور مکاری صاف واضح ہو رہی ہے۔ ترکی گورنمنٹ ہر وقت ان دونون ملکون کے سفراء سے ان سینہ زوریون کی کیفیت جو پولنڈ مین ہو رہی تھین دریافت کرنے کے لیے اپنے ترجمانون کی وساطت سے گفت آمیز سوال کرتی رہتی جن کا روسی سفیر ہمیشہ یا یہ جواب دیتا کہ ایسے کوئی واقعات ظہور مین ہی نہین آئے۔ اور نہ اونکی نسبت کچھ سنا ہی نہین۔ یا یہ جواب دیتا کہ یہ امر محض ریاست مذکور کی آزادی کی حفاظت اور عہدنامون کے حلفی عہد و پیمام کی نگہداشت کے لیے کیا گیا ہے"

کیتھرائن کی کوششین پولنڈ مین اپنی چالون کا جال پھیلانے یا ترکی وزراء کو احمق بنانے پر ہی محدود نہ تھین اوسنے روسی فوجکشی کیلئے راستہ صاف کرنیکے لیے ترکی عیسائی رعایا کو برانگیختہ کرنے کیلئے جابجا خفیہ گماشتے بھی بھیجے ہوئے تھے۔ تھیسلی کا ایک یونانی مسمی پاپاس اوغلو جو روسی توپخانہ مین افسر تھا بحیرہ ایڈریاٹک کے ساحلی علاقہ تھیسلی اور موریا کو بھیجا گیا ایک اور شخص مسمی راہب شیفانو سرویا اور کروشیا مین اسی کام مین مصروف تھا۔

"آخر الذکر نے عیسائی رعایا کو بہکانا شروع کیا کہ جرمنی اور ہنگری تمہارے لیے کچھ نہین کرسکتے۔ فرانس سو رہا ہے اور پولنڈ مفتوح کی حالت مین ہے۔ صرف ایک روس کو تمہارا خیال ہے۔ وہی ایک تمہارا ہم مذہب یعنی کلیسیائے یونانی کا معتقد ہے اور ہر وقت تمہاری مدد اور دستگیری کو تیار ہے۔ کیا تمہین یہ پرانی پیشگوئی یاد نہین کہ بھورے بالون والی قوم تمہین آکر بچائیگی۔ کیا تم اس قوم کو پہچان نہین سکتے۔

الغرض اوس کے نصیحت۔ اغوا، وعدہ و وعید اور فیاضی سے البانیا۔ سرویا اور مانٹی نیگرو کے عیسائی بغاوت پر کھڑے ہوگئے۔ لیکن روسی ابھی فوجکشی کے لیے تیار نہ تھے۔ اور ترکی حکام نے باغیون کا جلد تدارک کر دیا۔ پاپاس اوغلو کو موریا مین کامیابی نہ ہوئی۔ اہالی موریا کے سرغنہ ماوردیکالیس نے کہا کہ اگر روس یہ شرط کرے کہ جب تک کل یونان ترکون سے آزاد نہ ہوجائے وہ ترکی سے صلح نہ کریگا۔ تو اس صورت مین ہم اوس کے ساتھ شریک ہوسکتے ہین۔ گماشتہ مذکور اسپر شمالی یونان اور تھیسلی کو چلا گیا۔ جہان کالا ماٹا کے محسن کش اور احسان فراموش بشپ بنانی نے اوس سے وعدہ کیا کہ روسیون کے حملہ کر دینے پر وہ ایک لاکھ یونانیون سے بغاوت کرادیگا۔ ایک تیسرا گماشتہ والیشیا اور مالڈیویا کے امراء اور رعایا کو بہکانے کے لیے بھیجا گیا جو آسانی سے اوسکے فریب مین آگئے۔ ترک اور فناری حاکمون کے مکانات لوٹ لیے گئے۔ اور وہ جانین بچا کر ملک سے بھاگ گئے۔ مگر اونکی بغاوت کا وہی نتیجہ ہوا۔ جو سرویا اور مانٹی نیگرو کی بغاوت کا ہوا تھا۔ ترکی افواج نے امن قایم کرلیا۔ اور بابعالی نے ان باجگذار صوبون کے امراء وغیرہ کو وفاداری پر ثابت قدم رکھنے کے لیے حکم دیا کہ آئندہ صوبجات ڈینیوب کے تمام امراء اور سوداگر اپنا روپیہ پیسہ اور قیمتی جایداد منقولہ قسطنطنیہ مین جمع رکھا کرین تاکہ سرحدی باجگذار

صوبون مین بھی یہی کیفیت گذری - جارجیا اور آرمینیا کے باجگذار شہزادون سے نقدی کے علاوہ ہر سال غلامون کی کچھ تعداد بھی خراج مین لیجاتی تہی - ان والیان ریاست نے روسیون کی انگیخت سے غلام بھیجنے سے انکار کردیا اور کہا کہ یہ امر ہمارے دینی یعنی عیسوی، مذہب کے احکام کے برخلاف ہے - اور بعد ازان علانیہ بغاوت کردی - جو دوسری شورشون کیطرح فرو کردی گئی - اور ترکی عیسائی رعایا کو شمال کے مقدس مہاتما کے مواعید حمایت وحفاظت کا صحیح اندازہ کرنیکا موقعہ ملگیا - لیکن تعصب اور ازادی کا جنون اون کے سرون پر ایسا سوار ہورہا تھا کہ روس کی اس صریح بد عہدی سے بھی اون کا اوسپر بدستور یقین رہا - اور وہ کیتھرائین کی اسیطرح سیوا کرتی رہی -

دربار عثمانیہ نے ان سازشون کی بھی شکایت کی - مگر دربار سینٹ پیٹرزبرگ کیطرف سے حسب معمول وہی گول مول جواب موصول ہوا جس سے سلطان کے دل مین کیتھرائین کیطرف سے کینہ اور تنافر اور بڑھ گیا مگر ملک کی حالت اس کینہ اور نفرت کے عملی اظہار کی اجازت دیتی تھی +

ایشیائی صوبجات کی حالت مصر و شام

صرف یوروپین صوبجات ہی سلطنت سے جدا ہونے کی خواہش نہین کہتے تھے - بلکہ ایشیائی صوبجات مین بھی باب عالی کا اقتدار بہت کچھ محدود اور کمزور ہورہا تھا - اور جو صوبے اور اون کے گورنر مائل بسرکشی نہ تھے - وہان عمال کی شتابکارانہ تغیر وتبدل سے انتظام بگڑ رہا تھا - بسا اوقات عامل اپنے منصب کے فرائض سے واقف بھی نہین ہونے پاتا تھا کہ اسی دوسری جگہ تبدیل کردیا جاتا تھا - صوبہ بغداد کی نسبت اوس وقت کا ایک انگریز سیاح ڈبلیو ایٹن حسب ذیل لکھتا ہے :-

"بغداد کا وسیع صوبہ احمد پاشا کیوقت سے جسنے نادر شاہ کے حملون سے اوسے بچایا تھا - سوائے چند چھوٹے چھوٹے وقفون اور زمانون کے عملی طرح پر آزاد چلا آتا ہے - سلطان کا صرف یہ کام ہے کہ جسکو باشندے بالخصوص صوبہ مذکور کی سپاہ اوسپر مطلق العنان حکومت کرنے کیلئے منتخب کرتی ہے - وہ اوسے تقرری کا فرمان بھیجدیتا ہے - لیکن بظاہر فرمان کی عبارت سے یہ پایا جاتا ہے کہ باب عالی فلان پاشا کو اوسکی قابلیت اور سلطنت کی فلان نمایان خدمت کے صلہ مین اس اعلیٰ اور اہم ذمہ داری کے عہدہ پر مامور کرتا ہے - اس کھیل اور تمسخر کی ہر سال نیا فرمان بھیجنے سے تجدید کی جاتی ہے جسکا مطلب بظاہر یہ ہوتا ہے کہ باب عالی پاشا کو موقوف کرنیکا اختیار رکھتا ہے - مگر فی الواقع اس اختیار کا کوئی وجود نہین ہوتا سلطان کو اس صوبہ سے جسکا رقبہ بہت بڑا ہے - ایک حبہ آمدنی نہین ملتی - پاشا جسکے پاس ہمیشہ زبردست فوج جو اوسکی بڑی جان نثار اور وفادار ہوتی ہے - موجود رہتی ہے - اور وہ ہر سال اپنے صوبہ کی آمدنی کا حساب قسطنطنیہ بھیجدیتا ہے جسمین بلا استثناء ہر برس یہی دکھایا جاتا ہے کہ کل آمدنی فوج کے اخراجات قلعون کی مرمت اور دیگر اسی قسم کے کامون پر خرچ ہوگئی ہے - فوج کی جمعیت بڑی رکھنے کی یہ وجہ بتائی جاتی ہے کہ عربون اور ایرانیون کے حملون سے سلطنت کو محفوظ رکھنے کیلئے یہ امر ناگزیر ہے - مگر جن قلعون کی مرمت کا خرچ دکھایا جاتا ہے - وہ پہلے زمانہ مین تو بیشک موجود تھے - مگر اب انکا کہین نام ونشان

نہین پایا جاتا۔ اگر باب‌عالی کسی یورپین طاقت سے مصروف پیکار ہو اور پاشا سے کمک طلب کرے تو وہ جواب بھیجدیتا ہے کہ صوبہ کی فوج سے ایک سپاہی کی بھی گنجایش نہین نکل سکتی۔ وہ سب کی سب اندرون ملک کو عربون کی یورشون سے محفوظ رکھنے کے لیئے بمشکل کفایت کرتی ہے۔ اور پھر اس حجت کو نباہنے ظاہر کرنے کے لیئے وہ کسی نہ کسی عرب قبیلہ پر حملہ کر دیتا ہے۔ الغرض سلطان صرف برائے نام حکمران ہے۔ اس صوبہ کا واقعی فرمانروا پاشا ہوتا ہے۔ بالائی ارمینیا اور متصلہ علاقون (یعنی کردستان) مین قبیلون کے قبیلے بالکل آزاد ہین۔ جو باب‌عالی یا اوسکے کسی پاشا کو اپنا حاکم نہین تسلیم کرتے۔ عرب کے تینون حصون (نجد۔ یمن۔ اور حجاز) مین بھی جہان شہرون کی تعداد بہت کم ہے۔ اور جو ہین اونکی آبادی بھی معمولی سی ہے۔ سلطانی اقتدار اسی سے کچھ زیادہ نہین۔ آبہاسیا کا پاشا عموماً باب‌عالی کے احکام کی کوئی پروا نہین کرتا۔ اور طرابزون کا پاشا حاجی علی بک قلعی تمام علاقہ کا مطلق العنان مالک ہے۔ وہ زبردست فوج میدان جنگ مین لا سکتا ہے۔ اور کئی دفعہ سلطان المعظم سے سرتابی کر چکا ہے۔ اوس علاقہ مین جو سمرنا کے قرب و جوار مین ہے۔ بڑے بڑے آغا موجود ہین۔ وہ عملی طور پر بالکل آزاد تعلقہ دار ہین۔ اونکے پاس اپنی علیحدہ علیحدہ فوجین ہین۔ اور اکثر شہر مذکور پر حملہ کرکے اوسکو باشندون سے روپیہ کی معقول تعداد لیئے بغیر اوسکی خلاصی نہین کرتے۔ باب‌عالی کو اونپر عارضی سے بڑھکر کبھی اقتدار حاصل نہین ہوا۔ اور وہ بھی وقتاً فوقتاً اونکو آپس مین لڑاتے بھڑاتے رہنے سے سمرنا سے لیکر یروشلیم تک تمام کوہستانی مطلقاً آزاد ہین۔ اور خود ترک اونکو اپنا دشمن تصور کرتے ہین۔ اور جب موقعہ ملے اونسے لڑائی کرتے رہتے ہین۔ ان کوہستانیون کی مختلف قومین ہین۔ اور اکثر کے مذہب بھی ایک دوسرے سے متغایر ہین۔ ہر ایک قوم خاص اپنی قوم کے سرغنہ کے ماتحت ہے۔ سمرنا کے قریب کے کوہستانی مسلمان ہین۔ اون سے پرے کرد۔ مارونی۔ دروس وغیرہ وغیرہ عکہ کا پاشا ضاہر وسیع علاقے پر حکمران ہے جس سے باب‌عالی کو کوئی آمدنی نہین ملتی۔ اور وہ خود مختار ریاست سمجھا جا سکتا ہے۔ دروسون کے علاقہ اور صوبہ عکہ کے درمیان ٹائر (صور) کے عقب مین جو کوہستانی آباد ہین وہ شیعہ ملت کے متولی لوگ ہین۔ اور وہ ترکون (یعنی سنت جماعت) کے ایسی جانی دشمن ہین۔ کہ اگر کوئی ترک اونکے قابو آجائے تو اوسے فی الفور بیدریغ قتل کر دیتے ہین۔ مختصر سواحل شام پر سلطان کی حکومت صرف لٹاکیہ۔ سکندرون۔ طرابلس۔ صیدا۔ یافا اور چند دیگر چھوٹے چھوٹے مقامات پر محدود ہے۔ سکندرون سے جو قافلے حلب کو جاتے ہین اونکو لطاکیہ کے رستہ جانا پڑتا ہے۔ کیونکہ سیدھی سڑک جس علاقہ سے گذرتی ہے وہ کردون کے پاس ہے۔ جو ترکون کو کبھی اوس مین دخیل نہین ہونے دیتے۔ یہ ہے اجمالی کیفیت اون تعلقات کی جو عثمان ثالث اور مصطفےٰ الثالث کے زمانہ مین ایشیائی صوبون کے باب‌عالی کیساتھ تھے۔"

مصر کی حالت اسلئے کچھ بہتر نہ تھی۔ مملوک علی بک وہان کا مطلق العنان مالک بنا ہوا تھا۔ اوسنے پہلے اپنے تمام مخالفون کو قتل یا جلاوطن کرکے قاہرہ پر قبضہ کر لیا۔ جسپر باب‌عالی نے اوسے قائمقام (یعنی نایب گورنر) تسلیم کر لیا۔ مگر اوسے یہ ماتحتی بھی ناگوار تھی۔ وہ خود مختار حاکم اور سلطان مصر بننا چاہتا تھا۔ چنانچہ اوسنے سنہ ۱۷۶۶ء مین ترکی گورنر کو جو سو حسب سابق محض برائے نام

گورنر تھا۔ ملک سے خارج کر دیا۔ بعد ازان معمولی سالانہ خراج دینے سے انکار کر دیا۔ اور آخر کار ۱۷۶۸ء مین سکہ و خطبہ بھی اپنے نام کا جاری کر دیا۔ بابعالی اس سرکشی سے دلمین تو بہت قلملا رہا تھا۔ مگر اوس کی سرکوبی کیلیے علانیہ لڑائی کرنی پڑتی تھی جسکے لیئے وہ موقعہ مناسب نہ تھا۔ روس کی کارستانیون اور پولنڈ کے معاملات کو اس سے زیادہ اہم اور اونکا تدارک سب سے ضروری سمجھا گیا چنانچہ علانیہ فوجکشی کی بجاے حسب معمول "کالوچیون" یا "خفیہ خاتمون" سے کام لیا گیا۔ مگر علی بک کی ہوشیاری کے سامنے اونکی کوئی پیش نہ گئی۔ اور ہمیشہ ایسا ہوا کہ وہ اپنی کمانون کو استعمال مین لانیکا موقعہ پاتے خود ہی علی بک کے مقرر کردہ گماشتون کے خنجرون یا زہر ہلاہل کا شکار ہوجاتے۔ اور اسطرح سے بابعالی کے غیظ سے علی بک کو اپنے مقاصد کی تکمیل اور مزید کامیابیون کے حصول کی مہلت مل گئی۔ ادہر شام مین بھی ایک ویسا ہی خودسر پیدا ہوگیا۔

علی بک نے عرب شیخ ضاہر سے اتحاد کر لیا۔ جس سے ضاہر کی طاقت دگنی ہوگئی۔ اور اوسے ترکون کا رو در رو مقابلہ کرنے کی جرات ہوگئی۔ ضاہر شروع شروع مین ایک چھوٹے سے موضع موسومہ صفد[1] کا شیخ تھا۔ ۱۷۳۵ء مین اوس نے طبریہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اوس وقت کے ایشیائی گورنرون اور والیان ریاست اور شیوخ کیطرح وہ بھی ساتھ ہی تجارت بھی کیا کرتا تھا۔ اس سے اوسکو خیال پیدا ہوا کہ اگر ساحل کے کسی مقام پر تصرف ہوجاے تو تجارت مین زیادہ نفع ہوگا۔ اوسپر اوس نے ۱۷۴۹ء مین عکہ پر اچانک حملہ آور ہوکر اوسپر قبضہ کر لیا۔ اور اوسکو خوب محفوظ اور مورچہ بند بنا لیا۔ ادہر بابعالی کے اراکین کو تحفہ تحایف اور وفاداری و جان نثاری کے اظہارات سے خوشنود کر لیا۔ یوروپین سیاح دولنی جس نے ۱۷۸۳ء سے ۱۷۸۵ء تک بلاد شام و مصر کی سیاحت کی تھی لکھتا ہے کہ:۔

"ناظرین اس سے یہ نہ سمجھ لین کہ دیوان ضاہر کی ان ابلہ فریبیون سے دہوکہ کھا گیا تھا۔ وہ ایسی چالون کو اچھی طرح سے سمجھتا ہے اور اونکا معتاد ہورہا ہے۔ ترکون کی حکمت عملی ہی یہ ہورہی ہے کہ وہ اپنے باجگذارون سے ہمیشہ پوری پوری متابعت کرانے کے خواہان نہین ہوتے۔ وہ اچھی طرح سے جانتے ہین کہ اگر سب باغیون سے لڑائی کیجاوے تو یہ کام طول طویل کبھی ختم نہوگا اور روپیہ اور جانون کے صرف کثیر کے علاوہ بعض اوقات شکستون کا ملنا بھی امکان مین داخل ہے جن سے سرکشون کے حوصلے اور بڑھ جائین۔ اس لیے اونھون نے تحمل و بردباری کو اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ وہ سرکش ماتحتون کیساتھ زمانہ سازی کرتے رہتے ہین۔ اور زیر پردہ اون کے ہمسایون۔ لواحقون اور بیٹون کو اونکے برخلاف اکساتے رہتے ہین۔ جسکا بالعموم جلدی یا دیر سے یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ خودسر آخر انہی لوگون مین سے جن کی بابعالی نے در باطن انگیخت کی ہوئی ہوتی کسی ایک کے ہاتھ سے قتل ہوجاتا ہے۔ اور اوسکا تمام اندوختہ سلطانی خزانہ مین چلا جاتا ہے"۔

چنانچہ ضاہر کی شورہ پشتی بھی جب بہت بڑھ گئی تو بابعالی نے درست اس کو مزید انعام و اکرام سے راضی کر دینا قرین مصلحت تصور کیا۔ اور ۱۷۷۱ء مین اوسے گورنری کا باضابطہ فرمان بھیجکر اوس منصب کو اوسکی اولاد مین موروثی کر دیا۔ اور

[1] صفد فلسطین مین جھیل طبریہ سے بجانب شمال تخمیناً دس میل اور عکہ سے بجانب مشرق تخمیناً تیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ مؤلف +

اوس کو شیخ عمر امیر الامرا اور ناصرت (ناصرہ) طبریہ صفد اور کل ملک گیلی لی۔ (جلیلہ) کی انتظام کے خطاب عطا کر دیے تھی اوسوقت ایشیائی اور افریقی مقبوضات کیحالت جبکہ روس کی چالون کا بازار پولنڈ مین خوب گرم ہو رہا تھا۔ اور اوسکے لڑائی دن بدن اٹل ہوتی چلی جا رہی تھی +

فرانس کی کوششیں لڑائی کرانیکے لیے

یونانیون سرویانیون اور سربون کی علانیہ ناراضمندی مع ملتفت ایشیاء کوچک مین زمینداروں اور جاگیرداروں کی سرتابی۔ بغداد مکہ و مصر کے گورنرون کی عملی مطلق العنانی جیسے خزانہ کی تہیدستی۔ فوج کی قلت۔ جنگی نظام کی ابتری۔ سپہ سالارون کی بددیانتی سپاہیون کی سرکشی اور بزدلی یہ سب باتین ایسی تھین کہ جنکے ایسے سے لڑائی چھڑ جانے پر ٹرکی کے لیے کچھ اچھے آثار نہین رکھتی تھین۔ فرنچ سفیر ورجنیز سے بھی ٹرکی کی یہ کمزوریان پوشیدہ نہ تھین۔ چنانچہ اوس نے در پردہ اپنی گورنمنٹ کو ان سے مطلع کر کے لکھدیا کہ ترک لڑائی کے لیے کسیطرح تیار نہین۔ اونکو محاربہ کی ترغیب دینا درست نہ ہوگا۔ مگر چونکہ فرنچ اس کو یہ اطلاع پہونچ چکی تھی۔ کہ کیتھرائن ترکون کی عیسائی رعایا کو بھر بڑی سرگرمی سے بغاوت پر اکسا رہی ہے۔ اور یوروپ کی شمالی طاقتون کو اپنے ساتھ متحد کرنے کی تجویز کر رہی ہے۔ اوس نے ورجنیز کو حکم بھیجدیا کہ جسطرح ہو ترکی وزرا کو لڑائی پر تیار کیا جائے۔ یا کم از کم اونکو صورت حالات سے بخوبی مطلع کر دیا جائے۔ کیونکہ یقین ہے کہ پھر وہ خود ہی دشمن کی چالیں روک تھام اور اپنی اندرونی خرابیون کی اصلاح کا انتظام کرنے پر آمادہ ہو جائینگے۔ اس حکم کے ساتھ ہی فرنچ وزیر اعظم نے وہ تمام رپورٹین جو اوسے پولنڈ اور سویڈن مین روسی کارستانیون کی نسبت موصول ہوئی تھین۔ اپنے سفیر کو بھیج دین۔ جسنے اونکو فی الفور سلطان کے سامنے پیش کر دیا۔ فرنچ گورنمنٹ نے البیوزرا کو جو لڑائی کے مخالف تھی رشوت دیکر متفق الرائے بنانیکے لیے چالیس لاکھ فرینک تک خرچ کر دینے کا اختیار بھی اپنے سفیر کو دیدیا۔ اور پھر غیر مذکور اپنی گورنمنٹ کے حسب منشا ترکون کو جنگ کی ترغیب دینے کے لیے بڑی سرگرمی سے کوشش کرنے لگ گیا۔ ایکطرف اوسنے مشہور ڈی ٹاٹ کے بیٹے بیرن ڈی ٹاٹ کو جو باپ سے کچھ کم مدبر اور چالاک نہ تھا۔ اور ان ممالک کی تمام زبانین جانتا تھا۔ خان کریمیا کے پاس بھیجدیا کہ وہ خان مذکور سے جو لڑائی کا دلی خواہان تھا۔ کوئی ایسا فعل کرائے جس سے ٹرکی کو مجبوراً روس کیساتھ اعلان جنگ کرنا پڑ جائے۔ اور دوسری طرف ایک طویل عرضداشت تحریر کر کے سلطان المعظم کی خدمت مین پیش کی۔ اس مین اوسنے پولنڈ مین روس کے ظلم و ستم اور چالون اور اوسکے ارادون کی مفصل قلعی کھول کر بالوضاحت لکھدیا کہ روس اس ریاست کو ملحق کرنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے۔ اور اوس کی تمام کارروائیان اسی امر کی طرف منجر ہین۔ اس مین اوس نے عثمانیہ وزرا کی بھی شکایت کی کہ یہ وہ روس و فرانس مین کوئی تمیز نہین کر رہے۔ حالانکہ اول الذکر ٹرکی کا قدیم اور مخلص دوست ہے۔ اور دیوان کو ہمیشہ اوس کے دشمنونکی زبردست چالون کی درست خبر پہونچاتا رہتا ہے۔ اور دوسرا ملک اس کے برعکس ٹرکی کا مخفی اور ایسا دشمن ہے جو کبھی دوست نہین ہو سکتا۔ اور ترکی گورنمنٹ کو قبیح ترین ہوکون سے دغا دے رہا ہے۔" اور آخر مین یہ بھی ایزاد کر دیا کہ یہ روس سے لڑائی کرنے کے لیے یہ موقعہ نہایت مناسب ہے۔ اگر سلطان

اس سے فایدہ نہ اوٹھایا۔ تو اسکی سلطنت دنیا کی نگاہ مین بہت ذلیل ہو جائے گی۔ اور مین اس امر کا یقین دلاتا ہون۔ اور میری گورنمنٹ اس کی ذمہ واری اوٹھاتی ہے۔ کہ اگر سلطان جنگ کا جو سخت ضروری ہو رہا ہے اعلان کر دینگے تو آسٹریا بالکل الگ رہے گی؟

یہ عرضداشت ایسی اہم تھی کہ وزرا اوسکو اوسے سلطان کے سامنے پیش کرنے کی بغیر کوئی چارہ نہ تہا۔ اور جب مصطفیٰ ثالث نے اوسے پڑہا۔ تو اوسپر اسکا بہت اثر پڑا۔ اور اس نے اہالی پولنڈ کی حمایت کا اور زارینہ سے تخلیہ پولنڈ کا مطالبہ کرنیکا عزم بالجزم کرلیا۔ مگر اودہر اوس کے وزرا اپنی سلطنت کی کمزوری کے علم یا قیصرہ کی رشوت کی وجہ سے فرانس کے مشورہ پر نہ چلنے کا پختہ ارادہ کیئے ہوئے تھے۔ اونہون نے پولنڈ کی محب وطن جماعت کو مدد دی۔ مگر علانیہ اعانت کرنے سے انکار کر دیا۔ اور روسیون سے پولنڈ کو چھوڑ دینے کا مطالبہ تو کیا۔ مگر اون کے پرجوش درخواست توقف سے اغماض کرتے رہے۔ لیکن ورجینیز جیسے شوازل بلکہ خود لوئی پانزدہم تاکید پر تاکید کر رہا تہا اپنے کام سے غافل نہ تہا۔ وہ رشوت دینے کے بغیر دیوان کے اراکین اور سلطان سے برابر تقاضا کرتا رہا۔ اور دوسری طرف اوسنے دی ٹاٹ کی مدد سے اہالی پولنڈ کی حمایت کیلئے کئی تاتاری گروہون کو مسلح کرلیا۔

معاملہ ابھی یہین تک تہا کہ فرینچ گورنمنٹ نے ورجینیز کو واپس بلا لیا۔ اور اوس کی جگہ ایم ڈی سینٹ پرسنٹ کو قسطنطنیہ بہیجدیا۔ شوازل نے جولائی ۱۷۶۸ء مین چلتی دفعہ جو اوسے تحریری ہدایات دین۔ اون کا خلاصہ یہان دیدینا نامناسب نہ ہوگا۔ جو حسب ذیل ہے:۔

"ترکون نے روسیون کے وعدون پر بھروسہ کیا۔ مگر آخر الذکر نے اونکو کمال بے ایمانی سے توڑ دیا۔ وہ پولنڈ مین سخت ظلم و ستم کر رہے ہین۔ اور اپنی چالون کا جال بچھا رہے ہین۔ لیکن یہ باتین بھی ترکون کو خواب غفلت اور کاہلی سے بیدار نہین کر سکین۔ ترکی وزرا کیتھرائن ثانی کی قبیح ترین اعمال اور تدابیر پر نہایت استادی سے روغن قاذ مل رہے اور اون سے درگذر کر رہے ہین۔ بات یہ ہے کہ قیصرہ وقتاً فوقتاً جو وعدے کرتی رہی ہے۔ اون پر وہ فی الحقیقت اعتبار کرتے رہے ہین۔ قیصرہ نے کہا کہ وہ انتخاب مین دخل نہ دے گی۔ اونہون نے مان لیا۔ پھر قیصرہ نے وعدہ کیا کہ وہ ریاست کا کوئی حصہ ملحق نہ کرے گی۔ ترکون نے اعتبار کرلیا۔ اور پھر جب اوس نے کہا کہ جونہی بدامنی دور ہو جاوے گی۔ مین اپنی فوجکو واپس بلالونگی۔ تو اونہونے اسے بھی سچ سمجھ لیا۔ مگر جب اقعامان وعدون کو یکے بعد دیگرے جھٹلاتے گئے۔ تو آخر اون کی آنکھین کھل گئین۔ اور اب وہ خفت اور ندامت کے مارے یہ تسلیم کرنا نہین چاہتے کہ قیصرہ اونکو اسطرح احمق بناتی رہی ہے۔ مگر یہ پردہ داری تابکے۔ غالباً اسکا انجام یہی ہوگا۔ کہ موجودہ ترکی وزارت بدل دیجائے گی یا وہ اپنا طریق عمل بدل لین گے۔ ترکی وزرا اپنی عدم مداخلت کی اب یہ حجت پیش کرتے ہین کہ معاہدہ پروتھ جس کے رو سے روس نے معاملات پولنڈ سے محترز رہنے کا اقرار کیا تہا منسوخ ہو چکا ہے۔ انکا یہ بیان محض اپنی غفلت کو چھپانے کیلئے ہے۔ یہ درست ہے کہ روسی ایلچی رپانانے اپنے معاہدہ بلغراد مین معاہدہ پروتھ کی شرائط درج نہین ہونے دی تہین۔ مگر اس سے وہ معاہدہ منسوخ نہین ہوگیا۔ اور خود ترکی مین اکثر اشخاص کی

بھی یہی رائے ہوگی۔ کہ وہ اب تک نافہتہ۔ موقعہ نہایت ضروری اور تاکیدی ہی نہین مفید بھی ہے۔ مایوسی۔ آزادی کی پرجوش تمنا اور مذہبی تعصب[1] نے محب وطن پولون کو سر باختہ بنا دیا ہے۔ اور کل قوم باب عالی کا اشارہ پاتے ہی اوس کے ساتھ متفق ہونے کے لیئے تیار کھڑی ہے۔ اگر باب عالی نے یہ موقعہ ہاتھ سے نکلجانے دیا۔ تو کھیل تمام ہو جائے گی۔ روس کی گرفت پولنڈ پر اور مضبوط ہو جائے گی۔ اور روس کی فتوحات عظیمہ کی بنیاد بڑی مضبوطی سے قائم ہو جائے گی۔ برعکس اس کے اس وقت ٹرکی اگر محض اپنی فوجی طاقت کی نمائش اور اپنے خیالات کا اظہار کردے۔ تو ممکن ہے کہ پولنڈ باب عالی کی حمایت مین آجائے اور یہ ریاست شکاریون کی دست برد سے بچ جائے۔ اور ساتھ ہی سوڈن کی اندرونی مشکلات کا خاتمہ ہو جائے۔ الغرض بابعالی اگر مردانہ روش اختیار کرے۔ تو چند جوانمردانہ کارروائیون سے ہی اوس کی وقعت پھر قائم ہو جائے گی وہ اپنی سرحدون کی حفاظت کما حقہ کرنے کے قابل ہو جائیگا۔ اپنے دوستون کے جن کی دوستی صدیون سے چلی آتی ہے کام آسکا کرے گا۔ اور قدرتی اعداء کا غرور و تکبر جو اس وقت یہ مشہور کر رہے ہین کہ وہ اپنی چکنی چپڑی باتون سے ٹرکی کو اندھا کیئے ہوئے ہین۔ خاک مین ملا دے گا۔

" یہ ظاہر ہے کہ خود روس ہی اوس پردہ کو جو ترکون نے سادہ لوحی سے مخالفون کے بہکاوون مین آکر بدست خود اپنے گرد تن لیا ہے۔ اپنی چالون عجب و نخوت اور بے ایمانیون سے ایک دن پھاڑ دین گے۔ مگر جب وہ پھاڑ دین گے اوس وقت کام تمام ہو چکا ہو گا۔ ہمارا کام ہے کہ ہم سرگرمی سے کوشش کر کے ترکون کو اس وقت سے پہلے متنبہ کر کے یہ پردہ اونکی آنکھون سے ہٹا دین۔ خان کریمیا ہم سے متفق الرائے اور اہالی پولنڈ کا خیرخواہ ہے۔ سرحدی افسر بھی باب عالی کو جگانے مین کوئی کسر باقی نہین چھوڑ رہے۔ پس شاہ فرانس کے سفیر پر لازم ہے کہ وہ ترکون مین اس قسم کے مبارک خیال پیدا کرنے کے لیئے کوئی کوشش باقی نہ اٹھا رکھے۔ خان کریمیا کی معروضات سے اوسے ترکون کو بیدار اور برانگیختہ کرنے مین بہت مدد ملے گی۔"

اس کے بعد خود شاہ لوئی پانزدہم نے ۲۰ اپریل ۱۷۶۹ء کو اپنے سفیر کو خفیہ مراسلت بھیجکر انہی باتون کی تاکید کی تھی۔ اس بادشاہ کی نیت اپنے وزیر سے بھی زیادہ نیک تھی۔ اور اس خفیہ مراسلت سے ظاہر ہو رہا ہو کہ وہ تدبر اور دور اندیشی مین بھی اپنے وزیر پر فوقیت رکھتا تھا۔ شو اسل پولنڈ کو محض روس کی پیشقدمی کو روکنے کے لیئے بچانا چاہتا تھا۔ مگر شاہ مذکور نہ صرف اس لیئے بلکہ خود پولنڈ کی خاطر ٹرکی کی بہتری اور فرانس کی بھلائی کے لیئے بھی اس امر کو ضروری سمجھتا تھا۔ اس مراسلت مین جو کونٹ ڈی براگلی نے اوس کے حکم سے لکھی تھی۔ اوس نے[2] روس کو ذلیل کرنا فرانس کی مقدم پالیسی قرار دیا۔ مگر افسوس عیاشی اور مادام پارک آسرفس (حرم ابکار) کی بدمستیون نے اوسکی ذہانت و نیک نیتی کو خاک مین ملا دیا۔ اور وہ کوئی مفید کام

[1] پولنڈ کے عیسائی رومن کیتھولک مذہب کے پابند ہین۔ اور روسی کلیسائی یونانی کے۔ مولف "

[2] اس فرانسیسی جملہ کے منو خط و صدانی مین ساتھ دیدیئے گئے ہین۔ لوئی پانزدہم کی مختصر سوانح عمری کسی حاشیہ مین (باقی اگلے صفحہ پر)

کرنے کے قابل نہ رہ گیا تھا۔ آخر فرانس کا صلاح و مشورہ مصطفی پر غالب آگیا۔ وزیر اعظم بدل دیا گیا۔ اور وہ جماعت صاحب اقتدار ہو گئی۔ جو لڑائی کی طرفدار تھی۔

اعلان جنگ۔ یوروپ کے خیالات۔ بغاوت موریا وغیرہ

در حقیقت روسیون نے پولنڈ مین پہلو سے زیادہ جبر و ستم کرنا شروع کر دیا ہوا تھا۔ اور کل ترک یہ خبرین سنکر برافروختہ ہو رہے تھے کہ اتنے مین روسیون کی تازہ شرارت سے مسلمانون کی آتش غضب اور زیادہ مشتعل ہو گئی۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ کئی پولنڈی روسیون سے تنگ آکر ترکی علاقہ مین پناہ گزین ہو گئے تھے۔ اور وقتاً فوقتاً وہان سے روسیون پر یورشین کرتے رہتے تھے۔ اور جب کبھی یہ شکست کھاکر بھاگتے تو روسی انکا تعاقب کرتے ہوئے ترکی علاقہ مین بھی گھس آیا کرتے تھے۔ اور وہان پہونچکر اون کو قتل یا گرفتار کر لیتے تھے۔ آخر کار روسی جرنیل ویمین ایک دفعہ پولنڈیون کا تعاقب کرتا ہوا قصبہ بالٹا تک پہونچ گیا۔ یہ صوبہ بسرابیا کی سرحد پر واقع ہے اور اوس وقت سلطان کے باجگذار خان کریمیا کے قبضہ مین تھا۔ پولنڈی شہر مین داخل ہو گئے۔ جس پر روسیون نے اوس کا محاصرہ کر لیا۔ اور اوسے بزور شمشیر فتح کر کے کل شہر کو خاک سیاہ اور وہان کے عیسائی مسلمان کل باشندون کو تہ تیغ کر دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر قسطنطنیہ مین پہونچی تو کل رعایا مین سخت جوش پھیل گیا۔ اور دیوان نے اس اندیشہ سے کہ کہین بغاوت نہ ہو جائے۔ ۴ راکتوبر ۱۷۶۸ء کو اعلان جنگ کا فیصلہ کر کے جنگی تیاریان شروع کر دین مگر علانیہ اعلان کرنے سے پہلے یہ مناسب سمجھا گیا کہ وزیر اعظم روسی سفیر کو بلا آخری دفعہ سمجھا دے۔ اور اوسے مطلع کر دے کہ اگر روس اپنے چارون رفیق سلطنتون انگلستان پرشیا۔ ڈنمارک اور سویڈن کی ضمانت دیکر آئندہ پولنڈ کے مذہبی۔ ملکی یا تمدنی معاملات مین کسیطرح کی دست اندازی نہ کرنے اور وہان سے اپنی فوجین واپس بلا لینے کا حلفی اقرار کرے۔ تو لڑائی رک سکتی ہے۔ چنانچہ روسی سفیر ایم اوبریسکوف کو وزیر اعظم حمزہ پاشا کے حضور طلب کیا گیا۔ سفیر نے میٹھی حسب معمول چکنی چپڑی اور خوشامدانہ باتین شروع کر دین۔ مگر وزیر نے اوسے بڑی سختی سے چپ کرا کر وہ تحریری دستاویز اوس کے سامنے پیش کی۔ جو چار برس ہوئے اوس نے اپنی قیصرہ کی طرف سے باب عالی کو لکھدی تھی۔ اور اوس مین حلف اوٹھائی تھی کہ پولنڈ مین روسی فوج محافظ کی تعداد گھٹا کر سات ہزار کر دی جائے گی۔ مگر اوس کے برعکس اُسے تیس ہزار تک بڑھا دیا گیا تھا۔ اوبریسکوف نے جواب دیا کہ تیس ہزار کی تعداد مبالغہ آمیز ہے۔ البتہ اٹھائیس ہزار فوج

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۷) پہلے درج ہو چکی ہے اور اوس مین اوسکی آشنائون کا بھی تذکرہ ہو چکا ہے۔ نہایت ہی کم عمر نوخیز لڑکیون کا یہ حرم سرا اوس کی ایک آشنا مادام ڈوبارے لوئی پر اپنا اقتدار قائم رکھنے کے لئے بنایا تھا۔ اس چھوکری کو روسی گورنمنٹ بھی رشوت دیکر بہت کام نکالا کرتی تھی۔ لوئی آخری عمر تک اپنی حرامکاریون مین مستغرق رہا۔ اور اوس کی موت کا باعث بھی ایک سخت بد مستانہ کاروائی ہوئی تھی۔ وہ ۱۷۱۰ء مین پیدا۔ ۱۷۱۵ء مین تخت نشین اور ۱۷۷۴ء مین فوت ہوا۔ مؤلف

وہان موجود ہے۔

یہ سنتے ہی وزیر نے غضب آلود ہو کر جواب دیا ۔ ”بے ایمان غدار کیا تو نے اپنی زبان سے ہی اپنی بدعہدی کو تسلیم نہین کر لیا ؟ کیا تو خدا اور انسانون کے سامنے اون سپاہیون سے جن کے تیرے ملک والے اوس علاقہ مین جو تمہارا نہین ہے مصروف پیکار رہے ہین خجل نہین ہوتا۔ کیا وہ تو ہین جنہون نے خان کرمیا کے ایک محل کو مسمار کیا ہو۔ روسی تو ہین نہین ؟“

اس پر غضب تقریر کے بعد وزیر نے روسی سفیر کو ایک دستاویز پر جسکی عبارت دیوان کے فیصلہ کے مطابق تحریر کی گئی تھی ۔ دستخط کرنے کیلئے کہا ۔ اوبریسکاف نے جواب دیا ۔ ”مجھے ایسا کرنے کا اختیار نہین“ ۔ اوس کا انکار برضابطہ اعلان ۔ اور روسی سفیر قلعہ ہفت برج مین مقید کر دیا گیا ۔ ہر ایک نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ سفیر کو قید کر دینا لڑائی مین کوئی کارآمد نہین ہو سکتا۔

شائد بعض کا خیال ہو کہ سفیر اپنے معلومات سے اپنے ملک کو ایسے وقت مین بہت کام دے سکتا ہے۔ مگر یہ خیال غلط ہے سفیر ایسی ضروری باتین جو اونکی گورنمنٹ کے کارآمد ہون دلون مین نہین رکھا کرتے ۔ بلکہ جسوقت کوئی راز معلوم ہو اس سے فوراً اپنے بادشاہ کی گورنمنٹ کو مطلع کر دیتے ہین ۔ اس بیہودہ اور فضول حرکت سے قیصرہ کو دنیا کے سامنے یہ موقعہ ملگیا کہ اب مجھے مجبوراً لڑائی کرنی پڑی ہے ۔ حالانکہ اصل بانی مبانی لڑائی کی وہی تھی ۔ اور اسی کی عہد شکنی اور عیارانہ چالون نے ترکون کو شمشیر میان سے نکالنے پر مجبور کیا تھا۔

یوروپ کی عام رائے قیصرہ کے حق مین تھی ۔ دیگر شمالی سلطنتون کے علاوہ انگلستان جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے اوس وقت اور اس سے کئی سال بعد تک بھی روس کا گہرا رفیق رہا ۔ اور خاندان بوربون کے زیر اقتدار ہسپانیہ اور فرانس کے اتحاد کے برخلاف پرشیا ۔ ڈنمارک ۔ سوئیڈن ۔ ہالینڈ اور انگلستان روس کے مشہور شمالی اتحاد کو قائم کرنے کی کوشش کر رہا ۔ اس اتحاد کا خیال ابتداءً مسٹر پٹ کو جو بعد مین لارڈ چیتھم کے خطاب سے ممتاز ہوا ۔ جنگ ہفت سالہ مین پیدا ہوا تھا ۔ اور عرصہ دراز تک انگلستان کے مدبرین اس مدعا کے حصول کے درپے رہے تھے ۔ البتہ فرانس روس کی ترقی دنیا کے امن و امان کیلئے مفید نہین خیال کرتا تھا ۔ فرنچ وزیر اعظم

لہ انگلستان کا مشہور وزیر اعظم اور اسی نام کے دوسرے مشہور وزیر اعظم کا باپ تھا ۔ ۱۷۰۸ء مین صوبہ کارنوال کے ایک دیہاتی رئیس کے گھر پیدا ہوا اور ایٹن سکول اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے ٹرینٹی کالج مین تعلیم پائی ۔ پہلے فوج مین ملازم ہوا ۔ مگر ۱۷۳۵ء مین ممبر پارلیمنٹ ہونے پر فوج سے مستعفی ہو گیا ۔ وہ بڑا زبردست بولنے والا تھا ۔ اور اوس کی تقریر کے سامنے کسی مخالف کی پیش نہین جا سکتی تھی ۔ اس کے ایام وزارت مین انگلستان کے اقتدار کو دنیا مین بہت ترقی ہوئی ۔ اوسے لارڈ کا خطاب ۱۷۶۶ء مین ملا ۔ اوس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہونے کے قریب پہنچ چکا تھا کہ امریکن آبادکارون نے آزادی کا مطالبہ شروع کر دیا ۔ اوس وقت وہ وزیر نہین تھا ۔ اوس نے آبادکارون کی بہت حمایت کی چنانچہ ۷ ۔ اکتوبر ۱۷۷۸ء کو وہ دارالامراء مین انہی کی تائید مین نہایت پرجوشی سے تقریر کر رہا تھا کہ سکتہ سا چھا گیا ۔ بیہوش ہو کر فرش پر گر پڑا ۔ اور اسی کی مرضی سے ۱۱ مئی سنہ مذکور کو راہی ملک عدم ہو گیا ۔ مسٹر پٹ ثانی اسی کا دوسرا بیٹا تھا ۔ جو کئی برس تک انگلستان کے جہاز کی نپولین اعظم کی فتوحات کے خطرناک زمانہ مین بھی نہایت کامیابی سے ناخدائی کرتا رہا ۔ وہ ۱۷۵۹ء مین پیدا اور ۱۸۰۶ء مین فوت ہوا ۔ مولف

شواسل نے اب پھر ۱۷۹۱ء مین انگلستان کو روسی طاقت کی غائت اور روس کی امنگون کا صیحم مدعا بتا کر اوسے متفق کرنے کی بڑی کوشش کی جسکا اثر کچھ نہ ہوا اس موقعہ پر وزیر برنڈ کو رنے سرکاری طور پر جو رائین ظاہر کی تہین اون مین سے ایک مراسلہ جو انگلستان کی خواہش دربارۂ تحاد شمالی کے متعلق تہا۔ خاص طور پر ذکر کرنیکے قابل ہو۔ اور اوسکا ترجمہ یہان ناظرین کی آگاہی کے لیئے درج کیا جاتا ہے:۔

"انگلستان کا وزیر غلطی پر ہے۔ وہان مقاصد کو اوس بلند سطح پر چڑھے ہو کر اور اوس وسیع النظری سے نہین دیکھ رہا جو کہ ایک بڑے وزیر کی شایان شان ہو۔ بنی نوع انسان کی خوشحالی و آسائش نہین۔ بلکہ یوروپ کی بڑی بڑی سلطنتون کے لیئے بھی روس کی بلند پروازامنگون کی کامیابی اور اوس کی جنگی فتوحات سے بڑھ کر کوئی چیز خطرناک نہین ہو سکتی پس یوروپ کی طاقتون کو زارینہ کی رفاقت واتحاد کی خواہش کرنے کی بجائے اوس کی طاقت کو کمزور اور اوس کے غلبہ کو معدوم کرنے کے لیئے آپس مین متحد ہونا سخت لازمی ہو۔ اگر موازنۂ طاقت کی بے معنی اصطلاح جسے ولیم ثالث نے انگلستان کا بادشاہ ہونے پر کل یوروپ کو فرانس کے برخلاف کھڑا کرنے کے لیئے گھڑا تہا۔ کوئی معنے رکھ سکتی ہے۔ اور اوس کا کسی پر اطلاق ہو سکتا ہے تو وہ موجودہ حالت ہو۔ اور اگر یہ مفروضہ موازنۂ طاقت کبھی معدوم ہو سکتا ہے۔ تو وہ روس کی مادی اور اخلاقی طاقت دونون مین بے اندازہ اضافہ ہو جانے سے ہو گا۔ وہ اس وقت جنوبی یوروپ کو غلام بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اگر اسکی مطلق العنانی اور فتوح مندی کی پرجوش سیلاب کو بروقت نہ روک دیا گیا۔ تو اس کے بعد شمالی یوروپ کی باری آئے گی۔ یوروپ کی متمدن سلطنتون کو روس کی طاقت کو بڑھانے مین مدد کرنے کی بجائے بالاشتراک اوس کی حرص وطمع اور بلند پروازی کو روکنا چاہیے فرانس پر ایک دفعہ اتہام لگایا گیا تہا۔ کہ وہ کل دنیا کی بادشاہی کی ہوس رکہتا ہے۔ لیکن اگر روس اس بے اصل خیال کو چند باتون مین پورا کر دکھائے تو کوئی تعجب نہین"۔

تاہم گو ترک بالکل حق بجانب تھے۔ لیکن واقعات مابعد سے ثابت ہو گیا۔ کہ اونہون نے بہت شتابکاری سے کام لیا۔ سلطان مصطفیٰ اور اوس کے وزرا نے اعلان جنگ تو کر دیا۔ اور علم مقدس بڑی دہوم دہام سے باہر نکالا۔ مگر لڑائی کے لیئے کوئی تیاری نہین کی ہوئی تہی۔ توپخانہ قلعے۔ نظام سپاہ۔ فوجی مہارت سب کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ اور جہالت کی یہ حالت تھی کہ وزیر ترک جغرافیہ کی ادنےٰ ادنےٰ باتون سے محض نابلد تھے۔ ڈی ٹاٹ نے انکی اصلاح کے لیئے سلطان کو متعدد عرضداشتین بہیجین۔ اور تاکہ وہ ان تحریرون کو سمجھ سکے میدان جنگ کے نقشے بھی تیار کر کے ساتھ ارسال کیئے۔ مصطفیٰ یہ حالات سن کر حیران رہ گیا۔ اور آخرہت تذبذب کے بعد کیونکہ

۱؎ یہ رائے وزیر شواسل نے فرانس کی ایک مشہور عالمہ لیڈی کے خاوند مارکوئس شالاٹے کو ایک خط مورخہ ۱۶ اپریل ۱۷۶۹ء مین تحریر کی تہی فاٹے لاکی بیوی حسین بھی بہت تہی شادی کے بعد اس کا تعلق فرانس کے مشہور فلاسفر اور ادیب والٹیر سے ہو گیا۔ اور وہ چودہ برس اوس کے ساتھ رہی پھر اوسے چھوڑ کر ایک فوجی کپتان سے آشنائی کر لی۔ مگر جلد ہی وضع حمل کے وقت ۱۷۴۹ء مین ۴۳ برس کی عمر مین فوت ہو گئی۔ مولف

اوسے رعایا کی ناراضی کا خوف تھا۔ ڈی ٹاٹ کو اسلحہ خانہ دیکھنے کی اجازت دیدی۔ جس کی بے مائیگی دیکھ کر ڈی ٹاٹ کے ہوش غائب ہوگئے۔ توپین پرانی۔ اسلحہ بیکار اور اون کے بھی لوازمات مفقود تھے۔ مگر تعصب کی جو کیفیت تھی وہ ناظرین کو مولہ بالا تذبذب سے ہی معلوم ہوگئی ہوگی لیکن پھر بھی ایک اور نظیر درج کردیجاتی ہے۔ علم مقدس کے کھولے جانے کی رسم کو دیکھنے کے لیے شامت اعمال سے کہین آسٹریا کا سفیر بھی معہ عیال چلا گیا۔ لوگون کو جب اوس کی موجودگی کا علم ہوا تو وہ بہت بگڑے کہ عیسائی ہماری اس مذہبی رسم کو کیون دیکھنے آیا ہے۔ چند بدبخت اوس مکان مین جہان سفیر مذکور ٹھہرا تھا گھس گئے۔ اور اوسے اور اوس کی بیوی کو سخت بیحرمت کیا۔ اور اگر حکام نہ پہونچ جاتے تو غالبًا اون کی تکا بوٹی کردیتے۔ باب عالی نے سفیر کو کثیر المقدار رشوت دیکر معاملہ رفع کرا دیا۔ مگر جب آسٹریا کو خبر ہوئی تو اوس نے اپنے سفیر کی اس کارروائی کو پسند نہ کیا۔ اور اوسے واپس بلا لیا۔ کیونکہ اگر سفیر درگذر نہ کر دیتا تو اس معاملہ سے آسٹریا کو بھی ٹرکی کے ساتھ بگاڑ کرنیکا خاصہ بہانہ مل جاتا۔ اور وہ فرانس کی طرف سے بھی بچی ہو جاتی۔

بہرحال خواہ سلطان نے روس کی ناقابل برداشت حرکات سے تنگ آکر اور خواہ فرانس کے وزرا کے تقاضے سے مؤثر ہو کر اعلان جنگ کیا۔ مگر اس مین کوئی کلام نہین کہ اوس سے غلطی ہوگئی۔ اوسے لازم تھا کہ ابھی اور چند مہینے تحمل سے کام لیکر اس اثنا مین اپنی فوجی تیاریون کو مکمل کر لیتا۔ اگر وہ سال آئندہ کے موسم بہار تک بظاہر خاموش رہتا تو وہ اپنی سلطنت کی کل فوجی طاقت سے کام لینے کے قابل ہو جاتا۔ اس قبل از وقت اعلان سے ایک اور نقصان یہ پہونچا کہ ترک خود ۱۷۶۹ء سے پہلے میدان جنگ مین کسیطرح فوج نہین لیجا سکتے تھے۔ کیونکہ موسم سرما مین ایشیائی افواج کو جمع کرنا اور سرحد پر بھیجنا ناممکن تھا۔ اور ادھر روسیون کو اس عرصہ مین ایشیا اور یورپ دونون جگہ ٹرکی کی شمالی سرحد کے ہر ایک حصہ پر حملے کرنے کے لیے کافی تیاریان کرنے کی مہلت ملگئی۔ ترکون کے سرحدی قلعون کی حالت بھی اچھی نہ تھی۔ نہ اون مین حسب ضرورت سامان رسد و حرب موجود تھا۔ عثمانیہ گورنمنٹ نے موسم سرما مین ان کمیون کو پورا کرنے کی کوشش تو کی۔ مگر وہ شروع بہار تک بھی پوری نہ کی جاسکین۔

لیکن ایک مسلمان بہادر نے شروع شروع مین اپنی مستعدی و قابلیت سے اسلام اور اوس کے علم کی عزت و نیکنامی کو نہایت خوبی کے ساتھ قائم رکھا بلکہ اوس کی رونق دوبالا کردی۔ یہ نامور بہادر قدم گیرائی خان کریمیا تھا۔ اور یہ کہنا مبالغہ مین داخل نہین ہوگا کہ اس محاربہ کے پہلے چند برسون مین اسلامی عساکر مین اگر کسی سپہ سالار نے کچھ جنگی قابلیت دکھلائی تو وہ یہی شخص تھا۔ اور اسی نے سب سے اول پیشتر اس کے کہ فریقین کے جرنیلون مین سے کسی کو اپنی فوج میدان جنگ مین لانیکا خیال تک بھی پیدا ہوا تھا۔ زارینہ کے جنوبی صوبون پر یورش کر کے محاربہ کا افتتاح کر دیا۔ جنوری ۱۷۶۹ء کے ختم ہونے سے پہلے اوس نے یاٹش کے کھنڈرون مین جسے سال ماقبل کے موسم بہار مین روسیون نے مسمار کیا تھا۔ ایک لاکھ تاتاری سوار جمع کر لیے اور اس جرار لشکر سمیت دریا بوگ کو عبور کر کے ایک دستہ وادی ڈونیز کی طرف اور دوسرا جنوبی روس کی زرخیز صوبہ آدیل کو

بہیجدیا۔ اور خود قلب لشکر کو ہمراہ لیکر نوآباد صوبہ جدید سربیا پر دہاوا کر دیا۔ اس مہم مین بیرن ڈی ٹاٹ خان کے ہمراہ تہا۔ اوس نے مہم مذکور کے حالات اور تاتاریون کی غارتگرانہ مستعدی کی کیفیت بالتفصیل تحریر کی ہے۔

وہ لکہتا ہے کہ گو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک تاتاری سوار خود مختار اور خود سر ہے۔ مگر درحقیقت یہ تمام فوج غارتگران سخت نظام مین جکڑی ہوئی تہی۔ اور سوار اپنے قابل سردار کے ہاتھ مین محض کٹ پتلیون کیطرح کام کر رہے تہے۔ پندرہ دن تک قوم گیرائی اور اوس کے تاتاری کہلے بندون جنوبی روس کے ہر حصہ اور ہر گوشہ مین تاخت و تاراج کرتے پہرے۔ خان اور اوسکا مہمان بیرن دونو کی آسائش و آرام کیلیئے کوئی خاص یا باتکلف انتظام نہ تہا۔ اونکی خوراک بہی وہی بہنا ہوا گوشت جو قبورون مین ساتھ ہوتا تہا۔ اور گہوڑیون کے دودہ کا پنیر وغیرہ تہی۔ جو عام سوارون کی تہی۔ البتہ عیسائی مہمان کو طلائی ظروف مین انگوری شراب بہی ملا کرتی تہی۔ فوج بیس کالمون مین کوچ کرتی تہی۔ خان کو بیچ اور مقام مین قلب لشکر مین رہتا تہا۔ تاتاریون اور ترکون کے علاوہ ناڈ کاسک بہی اونکی فوج مین شریک تہے۔ یہ کاسک اپنے سردار اگنا کی اس تحریک پر کہ بزار پیٹر اعظم کے وقت روس کی سلطنت سے علیحدہ ہو گئے تہے۔ اور اسی لیئے اونکا نام روسیون نے ناڈ (یعنی باغی) رکھ دیا تہا۔ انکی مدد سے خان زپوروفکی کاسکون کو بہی ایلزبتھ گورڈ کے قلعہ کے روسی کمانڈر کی حکومت سے منحرف کرانے مین کامیاب ہو گیا۔ قبیلہ لزغی کا سردار بہی خان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اور اوسنے وعدہ کیا کہ اگر سلطان اور وزیر اعظم اوس کو فلان فلان عزت بخشین۔ اور یہ اطمینان دلادین کہ جن ممالک سے وہ روسیون کو بدر کرے وہ بوقت صلح اوسی کے تصرف مین رہنے دیئے جائینگے تو وہ بیس ہزار آدمیون سے سلطانی لشکر کی مدد کریگا۔ ترکونکی خوش قسمتی سے اگر قرم گیرائی چند برس بلکہ صرف چند مہینے ہی اور زندہ رہتا تو اغلب قیاس ہے کہ لڑائی کا پانسہ بالکل بدلجاتا۔ اوسے ان علاقون کی نیم وحشی قبائل پر خوب اقتدار حاصل ہو گیا تہا۔ اور بیقاعدہ فوج سے وہ بینظیر قابلیت سے کام لینے کا سلیقہ رکہتا تہا۔ بیرن ڈی ٹاٹ اوس کے انتظام کی بہت تعریف کرتا ہے۔ دشمن کے برخلاف وہ اپنی فوجکو تاخت و تاراج و قتل و نہب کی نہ صرف کامل آزادی دیدیتا۔ بلکہ اوسکا صریح حکم ہوتا کہ بیشک لوٹو کہسوٹو اور مال غنیمتا کو قابو رکہو۔ لیکن ولئے برحال اوس شخص کے جسنے خان کی اجازت کے بغیر یا اوس کے حکم کے برخلاف کسی کو لوٹا یا بیحرمت کیا۔ چند نوغائی تاتاریون نے ایک صلیب کی بے حرمتی کی۔ اون کو اوسی گرجہ کے سامنے جہان یہ حرکت کیگئی تہی۔ ایک ایک سو درّے لگوائے گئے۔ ڈی ٹاٹ اسیطرح کا اور چشم دید واقعہ تحریر کرتا ہے۔ چند سوارون نے بلا حکم اہالی پولنڈ کا ایک موضع لوٹ لیا۔ خان کے حکم سے لوگون کو اونہی کے گہوڑون کی دُمون سے بندہوا دیا گیا۔ اور جب تک اونکی جان نہ نکل گئی گہوڑے دوڑائے جاتے رہے۔

افسوس! قرم گیرائی اِس مہم سے واپس آکر جس مین ۵۰ ہزار روسی قید کر لایا۔ ایک ہی مہینہ کے اندر فوت ہو گیا۔ عام خیال ہے۔ اور یہ بے بنیاد بہی نہین کہ اوسے ایک یونانی طبیب سمی سروپولو نے جو والی والیشیا کا ایجنٹ تہا۔ روسیون سے رشوت لیکر زہر دیدی تہی۔ بیرن ڈی ٹاٹ خان کو اس کمبخت غدار سے پرخدر رہنے کی ہمیشہ نصیحت کیا کرتا تہا۔ مگر منشاء ایزدی یہی تہا

نصیحت نے کچھ اثر نہ کیا۔ اوسکی جگہ باب عالی نے دولت گیرائی کو خان مقرر کیا۔ مگر اوس مین نہ قابلیت تھی۔ نہ تجربہ اور شنگ اور یہی نقص وزیر اعظم اور سلطانی افواج کے دیگر اعلے افسرون مین موجود تھے۔ دریں اثنا ملکہ کیتھرائن اور اوسکے جنرل حسب معمول نہایت مستعدی سے جنگ کیلئے تیاریان کرتے رہتے تھے۔ ۵۰ ہزار کی جمعیت کی ایک فوج پرنس الیگزنڈر میکائیلووچ گالتزن کی زیر کمان صوبہ پوڈولیا مین جمع کیگئی تھی۔ اور اوس کی سپہ سالار کو قصبہ خوزیم کے محاصرہ و فتح سے فارغ ہوکر صوبہ مالڈیویا پر تصرف کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ دوسری فوج بحیرۂ آزاف اور دریائے نیپر کی درمیانی سرحد کی حفاظت اور آزاف و ٹاگن روگ کے قلعون کو جو معاہدۂ بلغراد کے رو سے منہدم کردیئے گئے تھے۔ از سر نو تعمیر کرنے کیلئے جنرل کونٹ پیٹر الیگزنڈرووش رومن زوف کی ماتحت جمع کیگئی۔ تیسری فوج جس کی جمعیت دس اور گیارہ ہزار کے درمیان تھی۔ پولنڈ پر متصرف رہکر پولون کو ٹرکی کی مدد سے روکتی رہنے کا حکم دیا گیا۔ ایک چوتھی فوج میجر جنرل میڈم کے زیر کمان مقام زاری زن ہوکر طاش اور کوبان کی طرف جو بحیرۂ اسود کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔ بڑھی۔ اور پانچوین فوج جنرل ٹوٹل بین کی ماتحتی تفلس کیطرف بھیجا گیا کہ تفلیس مینگریلیا۔ گوریل اور امریٹیا کے گرجی (عیسائی)، والیان ریاست کے ساتھ ملکر جنہون نے باب عالی کی اطاعت چھوڑکر روس کی تابعداری اختیار کرلی تھی۔ طرابزون اور ارض روم پر حملہ کرے۔ اُسیوقت ساتھ ہی اہالی مانٹی نیگرو کو روپیہ ہتھیار۔ گولی بارود اور افسر بھیجدیئے گئے۔ اور ان بے وفا و غدار کوہستانیون نے اون ترکی افواج کے ساتھ جو بوسینا مین مقیم تھین۔ لڑائی شروع کردی۔

وزیر اعظم قلب لشکر کو لیکر خراماں خراماں ابھی قسطنطنیہ سے ڈینوب کیطرف ہی جارہے تھے کہ گالتزن دریائے نیسٹر سے گذر کر خوزیم پر بڑھ آیا۔ روسیون کے قریب پہونچنے پر وہان کے گورنر حسن پاشا نے بزدلی یا غداری سے شہر کو روسیون کی حوالہ کر دینے کا عزم کرلیا۔ مگر روسی ابھی شہر کے سامنے پہونچنے نہ پائے تھے کہ فوج نے اس گورنر کو قتل کردیا اور اوسکی جگہ بہادر قہرمان کو اپنا افسر بنالیا۔ اور جب روسیون نے حملہ کیا تو سخت شکست کھاکر اونہین پھر نیسٹر کے راستہ پیچھے ہٹ جانا پڑا۔ سلطان نے اس فتح کی خبر سنتے ہی غازی کا لقب اختیار کرلیا۔ اور وزیر کو جلد کمک لیکر پہونچنے کی تاکید کی۔ مگر اس کی سست رفتاری سے کوئی فرق نہ پڑا۔ جہانتک اس روسی افسر گالتزن کا تعلق ہے۔ فریڈرک ثانی شاہ پرشیا کا یہ طعن بالکل درست ہے کہ روسی فتح اندھے پر کانے کی فتحیابی کے مشابہ ہے۔ لیکن دوسرے افسرون مین رومن زوف۔ ولی سمین۔ بائر۔ کامنسکی اور سب سے بڑھکر سووروف ایسے قابل لوگ موجود تھے۔ کہ اگر خود فریڈرک اعظم کو بھی اون سے مقابلہ کرنا پڑ جاتا تو سپہ سالاری مین یکتائی کا دعوےٰ رکھنے کے باوجود اون کو بے حقیقت دشمن نہ پاتا۔

ٹرکی وزیر اعظم اوس وقت سلطان کا داماد امین محمد تھا وہ سپہ سالاری کے منصب کیلئے جیسا کچھ قابل تھا۔ اوسکی کیفیت ایک جنگی کونسل کی روئداد سے جسے ٹرکی مورخ واصف نے مفصل تحریر کیا ہے۔ بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔ وزیر مذکور شروع مئی مین مقام اساکچہ مین جو دریائے ڈینوب کے جنوبی ساحل پر ملچیہ کے مغرب مین واقع ہے پہنچگیا تھا۔ وہان اُسنے رسد کے گودام

اور جنگی استور مکمل کرنے کے لیئے بیس دن قیام کیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اوس نے اپنے کل جرنیلون کو اپنے سامنے طلب کیا اور ان الفاظ سے اونہین مخاطب کیا "تمہاری رائے مین مجھے کسطرف فوج لیجانی چاہیئے۔ مجھے لڑائی کا کوئی تجربہ نہین ہے پس فیصلہ کرنا تمہارا ہی کام ہے کہ کسطرف عزم کرنا ہمارے لیئے مناسب اور سلطنت علیہ کے عساکر قاہرہ کیلئے مفید ہے۔ بلا تکلف اپنی رائے ظاہر کرکے مجھ کو اس معاملہ مین آگاہی بخشو"

یہ سن کر تمام جرنیل ششدر رہگئے۔ اور وہ کچھ عرصہ تک کبھی ایک دوسرے کی طرف اور کبھی وزیر اعظم کی طرف تکتے ہوئے چپ چاپ بیٹھے رہے۔ آخرش شہید عثمان آفندی نے مہر سکوت توڑ کر ایک لمبی تقریر شروع کی جس کا مدعا یہ تھا کہ چونکہ غنیم خوزیم کیطرف ایک دفعہ ناکام کوشش کر چکا ہے۔ اغلب قیاس ہے کہ وہ بندر کیطرف رخ کرے گا۔ جب وزیر نے اوسکا مطلب سمجھ لیا تو اوسے کہا "اب بس کرو۔ ہر ایک افسر کو اپنی رائے ظاہر کرنے کیلیئے وقت ملنا چاہیئے"

اسپر چند افسرون نے رائے ظاہر کی کہ عشاکوف اور بندر اپنی حفاظت خود کر سکتے ہین ہمین خوزیم کیطرف چلنا چاہیئے۔ بعض نے کہا کہ بہترین تدبیر یہ ہے کہ اول دریائے ڈنیوب کو عبور کیا جائے پھر جدھر مناسب ہو اوسطرف کوچ کیا جائے۔ وزیر نے اس تجویز کو پسند کیا اور فوج ڈنیوب سے گذر کر مقام خان دیترک جو دریائے پرتھ خوزیم اور جاسی کے درمیان ہے پہنچ گئی۔ اس نواح مین فوج کو قلت رسد اور بیمارون اور مجروحون کی کثرت سے بہت تکلیف پہونچی۔ جسپر وزیر اعظم نے رخ بدلکر بندر کیطرف بڑھنا شروع کر دیا۔ اور ۹ رجون ۱۷۶۹ء کو مقام جا بدہ مین قیام کیا۔ مگر وہان بھی رسد کی ویسی ہی قلت اور مجروحون اور بیمارون کی کثرت پائی گئی۔ مدرینولا گالتزن نے اپنی فوج کو پھر از سر نو مرتب کر لیا۔ اوسے پوڈولیا مین بہت بڑی کمک بھی پیچھے سے پہونچگئی۔ کیتھرائن نے پولش گورنمنٹ ہی سے ترکی کے برخلاف جبراً اعلان جنگ کرا دیا تھا۔ جسپر سلطان مصطفےٰ اور شیخ الاسلام نے فتوے صادر کرکے ترکی سپاہ کو پولنڈ پر بھی حملہ کر دینے اور اسے غنیم کا ملک سمجھنے کا حکم دیدیا۔ دریں اثنا روسیون نے خوزیم پر دو بار حملہ کرکے ہر بار سے پھر منہ کی کھائی۔ اور یہ جوانمرد بذات خود وزیر کو خوشخبری پہنچانے کیلیئے خوزیم سے چل پڑا۔ مگر راستہ مین غداری سے قتل کر دیا گیا۔ روسی پھر تیسری دفعہ خوزیم کے سامنے نمودار ہوئے اور اتنے مین وزیر بھی وہان پہونچگیا۔ اور اون مین باہم قرب و جوار مین متعدد خفیف خفیف معرکہ آرائیان ہوئین جن سے واضح ہو گیا کہ پرنس گالتزن اور صدر اعظم امین محمد ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہین۔ جب سلطان کے پاس اپنے داماد کی ناقابلیت کی شکایتین علے التواتر پہونچنے لگ گئین تو آخر اوس نے اوسے واپس بلالیا۔ اور وہ اگست مین بمقام ایڈریانوپل قتل کر دیا گیا۔ اوسکی جگہ علی مولدوان جی کو جسنے خوزیم کے متذکرہ بالا معرکون مین کسیقدر لیاقت دکھلائی تھی وزیر اعظم بنا دیا گیا

علی شروع مین شاہی محلسرا مین بوستانجی یعنے باغبان تھا۔ اور قزاقون کے چند گروہون کے مقابلہ پر جو شمالی یورپ مین صوبجات اور دار الخلافہ کی درمیانی سڑکون پر ڈاکہ زنی کرتے رہتے تھے۔ بھیجا گیا۔

اس مہم مین علی نے چند خانہ بدوش مالڈیوی عورتون کو پکڑ کر اونہین اور اون کے بچون کو لونڈیون اور غلامون کی طرح فروخت کر دیا تھا۔ اور اس سے اوس کا نام علی بندانجی (یا مولدوانجی) پڑ گیا تھا۔ سپہ سالاری کا

اہتمام لیکر اوس نے روسیون کے مورچہ بند کیمپ پر کئی دلاورانہ حملے کیئے۔ اور پولنڈ مین داخل ہونیکی بہت کوشش کی مگر آخرا سخت زک اوٹھاکر پیچھے ہٹنا پڑا۔ اوس نے روسیون پر کل جمعیت سے حملہ کرنے کے لیئے دریائے ڈنیسٹر پر کشتیون کا پل تیار کیا۔ اور اوسپر سے گذر کر غنیم کے کیمپ پر جو خوتیم کے قریب تہا حملہ کر دیا۔ اتنے مین دریا مین طغیانی آگئی۔ اور پل کسیقدر ڈہیلا ہوگیا اسلیے ترکون کو اندیشہ ہو گیا کہ کہین پل نہ جائے۔ اور اوسطرح اونہین اپنے کیمپ تک پہونچنا نصیب نہ ہو اس خوف سے کل حملہ آور فوج کیا پیدل و سوار اور کیا توپخانہ افراتفری سے پیچہے ہٹ آیا۔ پل طوفان سے پہلو ہی کمزور ہو گیا تہا۔ وہ ہزارہا آدمیون اور جانورون کے بوجہ کو جو طوفانِ بے تمیزی کی طرح اُمڈے آتے تھے سہار نہ سکا۔ اور ہزارہا جانین دریا مین غرق ہو گئین وزیر نے فوجکی پسپائی کی محافظت کیلیئے چہ ہزار سپاہ پل کے سرے پر متعین کر دی تہی۔ وہ اب اکیلی رہگئی۔ اور روسیون نے اپنے کیمپ سے نکل کر اونکو تہ تیغ یا دریا مین دہکیل کر غرقاب کر دیا۔ وزیر بچی کہچی سپاہ کو لیکر ڈنیوب کو ہٹ گیا۔ خوتیم کو اوسکے محب وطن پولنڈی محافظون نے تنہا رہجانے پر ۸ ستمبر ۱۷۶۹ء کو خالی کر دیا۔ اور گالتسن کھلے دروازون اوسمین داخل ہو گیا ترکی فوج کمال سراسیمگی سے اوسی پل کے راستہ جس سے اوس نے پہلو عبور کیا تہا۔ ڈنیوب سے گذر کر اسماعیل چلی گئی۔ اودہر کیتہرائن نے گالتسن کو واپس بلا کر اوس کی جگہ بہادر رومن زوف کو بہیجدیا جس نے بمقام گالاز و جاسی ترکی کیرسینون کو شکست دیکر کل مالڈیویا پر تصرف کر لیا۔ اور اوس کے دار الخلافہ جاسی مین شاہانہ طمطراق سے داخل ہو کر مالڈیوین امرا سے ملکہ کیتہرائن کی تابعداری کی حلف لی۔

ہمسایہ صوبہ والیشیا مین بہی روسی اقتدار کا جلد غلبہ پا جانا یقینی امر تہا۔ اس نمک حرامی کی خبر سنکر مصطفے اور اوس کے مشتعل مزاج دشتنا بکار شیر شیخ الاسلام نے فتوے صادر کرکے جن مالڈیوی اور والیشیون نے روسیونکی اطاعت قبول کر لی تہی اونکے قتل عام اونکی جائدادونکی ضبطی اور اون کے زن و بچہ کو غلام بناکر بیچ ڈالنے کا اختیار دیدیا۔ ایسا بیوقت سختی اور بیوقوفانہ حکم کا جو اثر ایسے وقت ہو سکتا۔ وہ صاف ظاہر ہے اس سے مالڈیوی اور والیشی روسیون کے اور زیادہ حامی و طرفدار ہو گئے اور بخارسٹ کے والیشی امراء نے بہی نشانِ حکومت چند روسی افسر بلاکر اون کے سپرد کر دیئے۔ اور کیتہرائن کی تابعداری کی باضابطہ حلف اوٹہاکر قیصرہ کی حفاظت کی استدعا اور اظہار وفاداری کے لیئے معززین کا ایک ڈپیوٹیشن سینٹ پیٹرزبرگ بہیجدیا خود ترکی مورخ واصف بہی اس فتوی صادر کرنے والے پر بڑی سختی سے اعتراض کرتا ہے۔

اسی مفتی نے جسکا نام پیرزادہ عثمان آفندی تہا احمقانہ تعصب سے بے بس ہو کر سلطنت عثمانیہ کے تمام عیسائیون کے قتل عام کی بہی ترغیب دینی شروع کر دی۔ اس سے پہلے سلطان سلیم اول اور محمد ثالث کے وقت بہی یہی تجویز پیش ہوئی تہی۔ اب یہ آخری مرتبہ معرض بحث مین آئی۔ مگر دیوان کے دیگر اراکین مین سے کسی نے مفتی کی تائید نہ کی۔ مسلمان رعایا بہی اسکے ظلم اور ستم اور سخت گیری سے تنگ آگئی ہوئی تہی۔ چنانچہ محاربہ کے سال اول کے اخیر پر معتوب ہو کر جب اسکی گردن ماری گئی تو عیسائی مسلمان سبنے یکسان خوشی و اطمینان کا اظہار کیا۔

روسی بیڑہ بحیرۂ روم مین حسین الجزائری کے کارنامے۔ محاربۂ والیشیا

ٹرینس کاکیشیا (آنروئے کوہ قاف) اور آرمینیا مین روسی جرنیلان ٹوٹون بین اور میڈم کو مسلسل فتحیابی حاصل ہوئی۔ اور علاقجات مذکورہ کے تقریباً تمام باشندون نے جو زیادہ تر مسیح المذہب تھے۔ زارینہ کی تابعداری اور وفاداری کی حلف اوٹھائی۔ مگر کیتھرائن کی ان فتوحات سے کب تسلی ہوتی تہی۔ اوسنے بہت دور کی ٹھان رکہی تہی۔ اور ٹرکی پر خود اوسی کی عیسائی رعایا کے ذریعہ سے جیساکہ اوپر ذکر ہوچکا ہے۔ اوس کے دیگر حصص مین بہت بڑے پیمانہ پر فتح پانے کا عزم بالجزم کر لیا ہوا تہا۔ زار پیٹر اور مارشل منیچ کی یہ تجویز کہ یونانیون کو ترکون کے برخلاف کھڑا کیا جائے۔ سینٹ پیٹرز برگ کے رجال حکومت کو کبھی فراموش نہین ہوئی تہی۔ اوسیکو کیتھرائن نے بڑے جوش وخروش سے ازسرنو تازہ کیا۔

معمر مارشل مینونک جو قیصرہ ایلزبتھ کے عہد مین سائبیریا کو جلاوطن کر دیا گیا تہا۔ کیتھرائن کے دربار مین موجود تہا اور وہ زارینہ کو ہر وقت تجویز مذکور کی تکمیل کی جو مشرقی منصوبہ وکے نام سے مشہور تہی ترغیب دلاتا رہتا تہا۔ یہ اوپر بتایا جاچکا ہے کہ قیصرہ نے موریا اور یوروپین ٹرکی کے دیگر صوبجات مین متعدد جاسوس اور ایجنٹ بہیجدیئے ہوئے تہے جن کی اغوا اور طبعی کورنمکی سے یونانی ترکون کے برخلاف کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے۔ یہ کیفیت دیکھ کر قیصرہ اور اوس کی منظور نظر یعنی خاندان ارلاف کو افراد نے فیصلہ کیا کہ جب تک روسی فوج خشکی کے راستہ سو نیلے سے یونان تک پہونچے اوس وقت تک انتظار کرنا فضول ہے۔ بلکہ بیڑہ جہازات پر کچھ فوج بحیرہ روم کو بہیجدیجائے تاکہ وہ عین اوسیوقت جب کہ ڈینوب۔ کریمیا اور بالائی ایشیا مین ٹرکی پر حملہ ہو رہا ہے۔ اوس کے عین قلب و مرکز پر بھی حملہ کردے۔ علی بک والی مصر کی سرکشی سے بہی اس مہم کے لیئے بہت بڑی ترغیب ملی تہی۔

مشیران زارینہ کا خیال تہا کہ ایک ہی موسم گرما مین یونان۔ شام اور مصر ٹرکی سے چھین لیئے جائین گے۔ بلکہ آبنائے ڈارڈنیلز جس کی قلعبندی کچھ ایسی ویسی ہی تہی۔ اور بحیرہ مارمورا سے اچانک گذر کر اگر قسطنطنیہ پر بھی حملہ کر دیا جائے تو شائد اوس مین بہی کامیابی ہوجائے۔

انگلستان اوس وقت روس کا یار غار تھا چنانچہ پہلے تو یہ تجویز کی گئی کہ بالٹک سے بیڑہ جہازات انگلستان کو بہیجدیا جائے تاکہ اوس کے لیئے ملاح۔ افسر۔ بلکہ امیر البحر بہی وہین سے لیئے جائین۔ اور جب وہ سب طرح سے تیار ہوجائے تو اوسجگہ سے بحیرہ روم کو جائے۔ مگر بعد مین یہ تجویز قرار پائی کہ جہازات بالٹک سے ہی سب طرح سے لیس کر کے بہیجے جائین اور ملاح وغیرہ انگلستان سے وہین بلا لیئے جائین۔ گورنمنٹ فرانس کو کسیطرح سے اس منصوبہ کی خبر لگ گئی۔ اور اوس نے اپنے سفیر کی معرفت دیوان کو اسی طرح سے مطلع کر دیا کہ جس سے یونانیون پر کوئی حرف نہ آئے۔ اور ترک اونکی ایذا رسانی کر دینے مین نہ ہو جائیں مگر ترکون کی جہالت اوس وقت عروج پر پہونچی ہوئی تہی۔ فرانسیسی سفیر کی زبان سے روسی منشار کی خبر سنتے ہی

وزرا نے بڑے زور سے قہقہے لگا کر ازراہ تمسخر کہا یہ مگر یہ تو بتاؤ۔ کہ جہاز سینٹ پیٹرز برگ سے قسطنطنیہ کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟ اس کا جواب اوس وقت بھی انگلستان یا فرانس کا ایک صغیر سن طالب علم بآسانی دے سکتا تھا۔ وائے برحال اُس سلطنت کے جس کے وزیر تک ایسے نالائق و جاہل تھے!!!

مغربی یوروپ کے اکثر خطیبوں کے سروں میں اوس زمانہ میں یونانیوں کی ہمدردی کا جنون پیدا ہو گیا تھا۔ اور انکا سرغنہ فرانس کا مشہور دہریہ فلاسفر اور ادیب والٹیر[1] تھا جس نے فریڈرک اعظم اور کیتھرائن کو اونکی حمایت۔ ٹرکی کی تقسیم اور یونانیوں کو آزادی دلانے پر اُبھارنے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ جہاں تک ترکوں کا تعلق ہو اس شخص کو اٹھارھویں صدی کا گلیڈسٹون[2] لکھنا غلط نہیں۔ مگر فریڈرک اوس کے بھرّوں میں نہ آیا اوس نے بعینہ وہی جواب دیا جو بائیس برس ہوئے مسئلہ بلغاریا کے وقت موجودہ صدی کے بے نظیر جرمن مدبر اور بانی اتحاد ریاستہائے جرمنی و سلطنت جرمن یعنی پرنس بسمارک[3] نے دیا تھا۔ آخر الذکر نے کہا تھا کہ مین کل بلغاریوں کی آزادی کیلئے جرمنی کے صوبہ پاسیرینیا[4] کے ایک سپاہی کو بھی معرض خطر میں نہیں ڈالنا چاہتا۔ اسیطرح فریڈرک نے کہا تھا کہ وہ یونان کو مشہور بندرگاہ پائرس پر قصبہ ڈانٹرک کو ہزار گونہ ترجیح دیتا ہے۔ مگر قیصرہ ان ترغیبوں سے پہلے ہی کچھ کم نہ تھی۔ اب اوسے اور مصالح لگ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یونان کی فتح کا خیال

---

[1] فرانکواس میری آرڈٹ والٹیر فرنچ مورخ۔ شاعر اور ڈراما نویس۔ یہ مذہباً دہریہ تھا۔ چنانچہ اوس کی ایک فلسفیانہ تصنیف شاہی حکم سے جلا دیگئی تھی۔ ہجو میں سودا سے دو قدم آگے بڑھا ہوا تھا۔ اور اوس کی بدولت دو دفعہ شاہی جیل میں ایک دفعہ ایک برس اور دوسری دفعہ چھ مہینوں کیلئے اوائل عمر میں مقید رہا۔ آخر ۱۷۲۶ء میں شاہ فرانس اسپر مہربان ہو گیا۔ اور وہ شاہی مورخ مقرر کیا گیا۔ اس کی کل تصنیفات ۷۰ جلدوں میں ہیں۔ اوس نے لوئی چہاردہم۔ شاہ چارلس دوازدہم والی سویڈن اور زار پیٹر کی تاریخیں بھی لکھی ہیں۔ فریڈرک کے ساتھ اس کا جو راہ و رابطہ تھا۔ اور نیز اس کے چلن کی کیفیت پہلے متعدد حاشیوں میں بیان ہو چکی ہے۔ ۱۶۹۴ء میں بمقام پیرس پیدا ہوا۔ اور وہیں ۱۷۷۸ء میں فوت ہوا۔

[2] یہ نیکبخت آخر ۱۹ مئی ۱۸۹۸ء کو اس جہان سے چل دیا۔ اس کی مرض موت کی کیفیت اور مختصر سوانحعمری کا یہاں درج کرنا شاید نامناسب نہ ہوگا۔ جو حسب ذیل ہیں :-

"وہ کئی مہینوں کے عذاب اور تکلیف کے بعد ۱۹ مئی کو ۵ بجے صبح کے وقت اپنے مسکن ہوارڈن واقعہ ویلز میں اس جہان سے چلدیا۔ مرنے سے کچھ عرصہ پہلے غشی اور بیہوشی نے درد اور تکلیف کی مصیبت کو غیر محسوس بنا دیا تھا۔ اینگلو انڈین اخبارات نے مرض کی تشریح نہیں کی۔ کوئی لکھتا ہے کہ چند برس ہوئے بازار میں سے گذرتے وقت کسی بڑھیا نے اونکی آنکھ پر جو اخروٹ مارا تھا۔ اوس کا زخم بالکل مندمل نہ ہوا تھا۔ اور اب پھر تازہ ہو گیا تھا۔ بعض کا بیان ہے کہ تالو میں ناسور ہو گیا تھا لیکن ہم چند ہفتے ہوئے ہیں اس کی اصل حقیقت لکھ چکے ہیں کہ ناک کی ہڈی بوسیدہ ہو کر گرنی شروع ہو گئی تھی۔ کل قوم نے متوفی کی وفات کو عظیم قومی واقعہ تصور کیا ہے۔ خود جلالت مآب قیصرہ ہند نے خاص تار کے ذریعہ تعزیت نامہ ارسال کیا۔ شاہزادی ویلز صاحبہ نے (باقی دوسرے صفحہ پر ہے)

حاشیہ نمبر ۳ و ۴ کیلئے دیکھو صفحات آیندہ۔

ابتدا تو میں کے ایک امینے کونٹ الیکس اور لاف کو دل میں ڈالا تہا اور کونٹ مذکور نے ۱۸۲۹ء میں بمقام ہیپا (واقع الملی، موریا اور رومیلیا کے عیسائیون سے باضابطہ معاہدہ کیا تہا جس کے روساؤن کے سامان حرب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۷) اوسے مرنے سے پہلے تار دیا کہ وہ ہر وقت اوس کے لیئے دعا کرتی رہتی ہین۔ پارلیمنٹ نے سرکاری جلوس سے جنازہ اوٹہائے جانے کا فیصلہ کیا۔ اور تمام اخبارات ماتمی لباس مین شائع ہوئے۔ لیکن اگر بنظر غور دیکھا جائے تو اس موت سے ملک اور قوم کی اغراض و بہبود کو کوئی صدمہ یا نقصان نہین پہونچا۔ ہان اس خیال سے کہ یہ پیر مرد بزعم خود اپنے ملک کی سالہائے دراز تک نہایت اہم خدمت کرتا رہا۔ قوم کا یہ عام ماتم اور اظہار رنج و افسوس بے جا نہین۔

مسٹر گلیڈسٹون کو اس زمانہ کا اعلےٰ درجہ کا مدبر۔ ماہر معاملات مال۔ ادیب و محرر، انشا پرداز اور فصیح و بلیغ مقرر اور بنی نوع انسان کا سچا ہمدرد بتایا گیا ہے۔ مگر ان تمام تعریفی خطابون مین صرف ایک اون پر درست آتا ہے۔ وہ بولنے والا غضب کا تہا اور اوس کے پاس یہ ایسا جادو تہا جس سے سب کو مسخر کر لیتا تہا۔ مقرر کے لیئے جو اوصاف اور لوازمات درکار ہین وہ سب اسمین موجود تہے آواز بلند گونجدار اور سریلی الفاظ موزون اور شاندار فقرات کی ترکیب نہایت برجستہ اور روانی ایسی تہی کہ گویا سیلاب اُمڈا چلا آرہا ہو۔ کوئی فرد بشر نہین تہا۔ جو اون کی تقریر کو سن کر اوس وقت مبہوت و حیران نرہجائے۔ لیکن بعد مین جب غور کرو تو مطلب غیر متحقق ذو معنی اور گول پایا جاتا تہا۔ لارڈ مکالی نے اون کے پہلے پولیٹیکل رسالہ پر جسمین مذہب اور حکومت کا تعلق ظاہر کیا گیا تہا ۱۸۳۹ء مین ریویو کرتے ہوئے یہی کمی ظاہر کی تہی۔ جو آخری وقت تک درست ثابت ہوئی ہے ۱۸۵۳ء مین مسٹر موصوف نے بہ حیثیت وزیر خزانہ پہلی مرتبہ دار العوام مین بجٹ پیش کرتے وقت ۵ گہنٹہ مسلسل تقریر کی۔ جس کو سن کر دوست دشمن سب نے اوس وقت یہی رائے ظاہر کی کہ ایسا قابل فنانشیر کوئی نہین گذرا۔ مگر ایک سال گذرنے پایا کہ عام رائے نے اوسے ناقابل ترین وزیر مال ظاہر کیا۔ ۱۸۶۰ء مین فرانس کے تجارتی معاہدہ پر جب اون نے تقریر کی تو سامعین کا یہی نقشہ تہا۔ ہر کہ ومہ کی زبان پر یہی الفاظ جاری تہے کہ فی زمانہ وہ انگلستان کا لاثانی مدبر ہے۔ مگر تین مہینون کے عرصہ مین ہی اوسکی تجویز کو سخت خطرناک قرار دیا جاکر مسترد کر دیا گیا۔

تدبر کی یہ کیفیت تہی کہ سلطنت انگلشیہ کو خارجی معاملات مین جس قدر اوس کے زمانہ اختیار مین نقصان پہونچا۔ اور کسی وزیر کے وقت مین ویسا نہین ہوا۔ پہلی مرتبہ جب یہ وزیر اعظم ہوئے تو روس نے معاہدہ پیرس کی صریح خلاف ورزی کر کے بحیرۂ اسود مین جنگی بیڑہ تیار کر لیا اور خیوا اور سمرقند کو فتح کر لیا۔ مگر انگلشیہ گورنمنٹ نے کوئی مناسب مزاحمت نہ کی۔ اونکی دوسری دفعہ کی وزارت کے دوران مین پہلا نقصان یہ ہوا کہ افغانستان کی لڑائی پر جو کروڑہا روپیہ اور ہزارون جانین ضائع ہوئی تہین اونکا کوئی فائدہ نہ اوٹہایا گیا۔ بلکہ انگریز وہان سے ایسی بُری طرح پیچہے ہٹے کہ روس کو وسط ایشیا مین پیشقدمی کرنے کے لیئے کہلا میدان دیدیا گیا۔ دوسرے ٹرانسوال کو مجوبہ پہاڑی کی شکست سے ڈر کر ایک طرح پوری آزادی دیدی جسکا خمیازہ اُٹھایا جا رہا ہے۔ گارڈن بہی اسی زمانہ مین مہدیون کے ہاتہ سے ہلاک ہوئے۔ اور سوڈان کے علاقہ کا قبضہ چہوڑ دیا گیا۔ ایک سیغیق سلطنت کے شہر اسکندریہ پر انہی دنون (۱۸۸۲ء) گولہ باری کیگئی۔ جسکے عوض بیچارے رسیون نے ہماری ایک اور رفیق سلطنت (افغانستان) کے کئی سو آدمی بہون ڈہالے۔ مگر درگذر کر دیگئی۔ بالآخر لارڈ بیکنسفیلڈ نے محاربہ روم و روس کے بعد روس کی پیشقدمی کم (یاتی دوسرے صفحہ پر)

بہم پہونچانے کا اور اونہوں نے روسی بیڑہ کے یونانی سواحل پر پہونچتے ہی بغاوت کر دینے کا اقرار کیا تہا۔ اس مہم کیلیے کرانسٹاٹ آرکینجل اور ریول میں بیڑے تیار کیے گئے۔ انگلستان نے روس کی اس کارروائی کو پسند ہی کیا۔ بلکہ بہانہ اور

(بقیہ صفحہ ۱۵۸) روکنے کیلئے جو قدرے قلیل انتظام کیا تہا۔ اوسے بالکل درہم برہم کر دیا گیا۔ تیسری وزارت (۱۸۸۶ء) میں صرف چند مہینے رہی۔ اور چوتھی وزارت (۱۸۹۲ تا ۱۸۹۴ء) میں زیادہ تر آئرش مسئلے کے سلجھاؤ میں مصروف رہے جس میں ایسی زک اٹھائی کہ مدبری کے ساتھ اپنی پارٹی (لبرل) کا بھی ستیاناس کر دیا۔ مسٹر موصوف کی اعلےٰ ذہانت کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی متفق علیہ امر ہے کہ جن معاملات اور تجویزوں میں اوسے کامیابی ہوئی وہ دوسروں کے دماغ کے خیال تھے جن سے اونسے استفادہ کیا تہا۔ اوسکی بڑی مثالیں اخبارات کے محصول کی موقوفی اور آئرش کلیسا سے علیحدگی ہے۔ اور جو تجاویز خود اوس کے اپنے دماغ سے نکلی تہیں۔ اون میں اوس کو کبہی کامیابی نہ ہوئی۔ آئرش ہوم رول بل (آئرلینڈ کی خود مختار حکومت کا مسودہ قانون) جو اوس نے ۱۸۸۶ء اور ۱۸۹۳ء میں دو مرتبہ پیش کیا۔ اور آئرش یونیورسٹی بل جو ۱۸۷۳ء میں پیش کیا گیا۔ اس امر کی بین شہادتیں ہیں۔ اسکی ذہانت ذہنی جسنے اوسے اعلےٰ علیین تک پہونچایا۔ اوس کو در اصل کام کا آدمی نہیں رہنے دیا ہوا تہا۔ وہ اس سے دوسروں کو دہوکہ میں نہیں ڈالدیتا تہا۔ بلکہ خود ہی دہوکہ میں پڑ جاتا تہا۔ اس ذہانت نے اوسکے ضمیر کو موم کی ناک بنا رکہا تہا۔ جو دل میں آگئی ہو خواہ کانشنس اوسے ناپسند ہی کرے۔ ذہن کی رسائی اس کی حمایت میں اس قدر دلیلیں لاکر کھڑی کر دیتی تہی۔ کہ وہ بیچارہ خود فریب میں آجاتا تہا۔

اس کو طرفدار بڑے فخر سے بیان کرتے ہیں کہ اوس نے اپنے ہاتہوں سے سینکڑوں کو لارڈ اور ڈیوک بنایا۔ مگر خود وہی آدمی یعنی سیدھا سادہ مسٹر رہا جس سے اوسکی طبیعت طینت کی سادگی اور مسکنت پوری پوری ظاہر ہو رہی ہے۔ یہ اونکی غلط فہمی ہے مسٹر ممدوح بھی اپنی نسبت یہی خیال رکہتے تھے۔ لیکن اس سادگی میں ایسا تفاخر او رخودنمائی نہاں تہی۔ کہ کوئی فخر اور عزت اوس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور اس مسٹر کے لفظ میں یہی جادو تہا جو مرتے دم تک انگلستان اور سکاٹ لینڈ کی عام پبلک کو متوفی کا گرویدہ بنائے رہا۔ ورنہ جس قدر غلطیاں امور سلطنت میں اوس شخص سے سرزد ہوئی ہیں۔ اگر کسی اور سے اون کا عشر عشیر بھی ظہور میں آتا تو قوم اوس کے نام پر تبرے بہیجتی۔

ولیم ایوارٹ گلیڈسٹون بنی نوع انسان کے ہمدرد تو تھے۔ مگر صرف ترکوں کو ایذا پہونچانے کے لیئے۔ یہودیوں پر روس و آسٹریا وغیرہ میں جو کچھ ظلم و ستم ہو رہے ہیں۔ کل دنیا کو معلوم ہیں۔ مگر مسٹر گلیڈسٹون نے اس معاملہ پر کبہی ایک سطر نہ لکہی۔ بلجیم کی افریقن ریاست کانگو میں دیسیوں پر جو مظالم ناگفتنی بہ ہو رہے ہیں۔ اون کو سنکر روح لرز جاتی ہے۔ لیکن مسٹر گلیڈسٹون کو کان پر کبہی جوں تک نہ چلی۔ حال ہی کیوبا میں ہسپانیہ والوں نے جو کچھ سختیاں عاجز و بیکس عورتوں اور بچوں پر کی ہیں۔ وہ بچہ بچہ کو معلوم ہیں۔ لیکن اونکی حمایت میں کبہی ایک لفظ اس ہمہ کچہ کے منہ سے نہ نکلا۔ اصل راز یہ ہے کہ مذہبی تعصب نے اوسے حق و باطل میں تمیز کرنے کے قابل نہیں رہنے دیا تہا۔ اس بارہ میں وہ زمانہ وسطی کے کٹر رومن کیتھولک پادریوں کا ہمسر سمجھا جاتا تہا۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود ذہانت کے ساتھ ہی خداوند کریم نے اوسے جسمانی چستی و چالاکی اور ہمت و مستعدی کی وافر مقدار عطا کر رکہی تہی۔ سرکاری کاموں سے فارغ ہو کر اس کا باقی وقت باغ کے درختوں کو درست کرنے۔ فضول جھاڑی بوٹیوں کو کاٹنے یا پڑہنے اور لکہنے میں صرف ہوتا تہا۔ یونان کے قدیم رزمیہ شاعر ہومر کا دلدادہ اور اپنے مذہب اور اوس کے تعصبات پر پختہ اعتقاد رکہتا تہا۔ عیسوی مذہب اور سائنس کے مقابلہ پر ۱۸۷۴ء میں اوس نے پروفیسر ہکسلی میں بے نظیر مباحثہ ہوا۔ (باقی دوسرے صفحہ پر)

فرانس کی گورنمنٹون کو مطلع کر دیا۔ کہ اگر روسی بیڑہ کو بحیرہ روم مین داخل ہونیسے روکنے کی کوئی کوشش کیگئی تو انگلستان اسے
مخالفانہ فعل تصور کرے گا۔ برعکس اسکو دور اندیش شوازل نے اپنے بادشاہ لوئی پانزدہم کو بہت سمجہایا کہ ہمین روسی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۹) جس مین پروفیسر مذکور کے مذہبی توہمات کے خوب پرخچے اڑائے۔ سب سے بڑی خوبی اوس مین یہ تہی کہ اوسکا چال چلن
بالکل بے لوث اور پاکیزہ رہا۔ اور خوش قسمتی سے اوسے بیوی بہی فرمانبردار، خلیق، متواضع اور سگہڑ ملگئی۔

متوفی ۱۸۶۵ء مین پولیٹیکل لائف سے بالکل الگ ہو گیا تہا۔ مگر مذہبی تعصب سے آرمینیون کی حمایت کی شکل مین نمودار ہو کر اوسے حسب منشا فراش
ہوجانے کے وقت تک چین نہ لینے دیا۔ سلطنت کی خارجیہ معاملات اور مقاصد کو اوس کے برسرکار رہونے کے زمانون مین ہی نہین بلکہ بیکاری
کے دنون مین بہی اوس سے سخت نقصان پہونچتا رہا۔ اگر متوفی عوام کو بلغاری مفروضہ مظالم کا شور برپا کرکے ترکون کا مخالف بنا دینے سے
لارڈ بیکنسفیلڈ کو مذبذب پالیسی اختیار کرنے پر مجبور نہ کر دیتا۔ تو اول تو ۱۸۷۷ء کا محاربہ روم و روس اور پہر اس غلطی کی پاداش مین ۱۸۷۸ء
کا محاربہ افغانستان ہی وقوع مین نہ آتا۔ اور ہزارہا بندگان خدا کی جانین ضائع اور کئی ملک تباہ و برباد نہ ہوتے۔ اور اگر روس پہر بہی
جنگجوئی کی جرأت کر دیتا۔ تو انگلستان اپنی رفیق سلطنت کے ساتھ ملکر اوسے ایسا سبق دیتا۔ کہ آج ہم اوس کی چالون سے بالکل بیفکر
ہوتے۔ ایسی شورش مین ملک کو اس نادان دوست نے جو کچھ حصہ لیا۔ وہ ابہی کل کی بات ہے۔ توضیح کی ضرورت نہین یہ بہی اوسی کے
کانٹے بوئے ہوئے تہے کہ موجودہ وزارت کو بہی مجبوراً اوسی غلط پالیسی پر چلنا پڑا۔ لیکن اوس کے مرجانے سے لارڈ سالسبری کے لئے
اگر وہ سابقہ غلطیون کی اصلاح کرنا چاہین۔ تو بہت کچھ آسانی ہو گئی۔ اور شاید اسی لئے اس نازک موقعہ پر جب کہ ہماری گورنمنٹ کو
ایک مخلص و صمیم رفیق کی سخت احتیاج ہے۔ خداوند کریم نے مسٹر گلیڈسٹون کو اس جہان سے اوٹھا لیا ہے۔

ایک اینگلو انڈین اخبار ایک مسلمان کی زبانی لکہتا ہے کہ پے در پے دو گلیڈسٹونون کا مرجانا ملک کیلئے اچھا نہین ہوا۔ دوسرا گلیڈسٹون
وہ سر سید مرحوم کو قرار دیتا ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمان ذرا غور کرنے کی تکلیف گوارا کرتا تو اوسے معلوم ہو جاتا کہ سر سید ایسے حامی قوم و ملت
اور اسلام کے جان نثار خادم کے بعد گلیڈسٹون ایسے متعصب شخص اور اسلام کے جانی دشمن کا دنیا مین پیچہے رہنا اسلام کیلئے بہتر نہ تہا۔
اور اسلام اور انگلستان کے اغراض کی یگانگت اور موافقت پہلے کالمون مین ظاہر کی جاچکی ہے۔

متوفی ۲۹ دسمبر ۱۸۰۹ء کو پیدا ہوا تہا۔ ایٹن اور کرایسٹ چرچ آکسفورڈ مین تعلیم پائی۔ اوس کا باپ سر جان گلیڈسٹون لورپول
مین تاجر غلہ تہا۔ چوتہا بیٹا تہا۔ ۱۸۳۲ء مین وہ پہلی مرتبہ پارلیمنٹ کا ممبر ہوا۔ اوس وقت وہ ٹوری یعنی کنسرویٹو تہا۔ لبرل پارٹی
مین ۵۶ برس کی عمر مین ۱۸۶۵ء مین شریک ہوا۔ اور تہوڑے ہی عرصہ مین اوس کا لیڈر بن گیا۔ ۱۸۳۹ء مین سر سٹیفن گلین کی بیٹی سے
شادی کی۔ ہوارڈن کیسل اس کی بیوی کی ملکیت تہا۔ جو شادی کے بعد مسٹر موصوف کا ملک ہو گیا۔ متوفی کی کوئی پرنانی یا پردادی
ہنری سوم شاہ انگلستان کی نسل سے تہی۔ اوسکی بیوی کا خاندان بہی نہایت قدیم اور معزز ہے۔ بیوہ کے علاوہ صاحب موصوف
چار بیٹے اور چار بیٹیان چہوڑ گئے ہین۔ مؤلف۔

حاشیہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۱۶۰۔ یہ نامور مدبر بہی اسی سال فوت ہو گیا ہے۔ جس کے (باقی دوسرے صفحہ پر)

بیڑہ کو ضرور غرق کر دینا چاہیئے۔ باب عالی اور یورپ کی نگاہ میں ہماری عزت صرف اسیطرح سے بحال ہو سکتی ہے۔ مگر حرم اہلکار کی سیہ کاریون نے شاہ مذکور کو بزدل بھی بنا دیا تھا۔ اوسے اپنے فرزانہ وزیر کی رائے پر چلنے کی جرات نہ پڑی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۰) مختصر حالات اس موقعہ پر درج کیے جاتے ہین۔

یہ جرمنی کا مشہور مدبر ۳۰ جولائی ۱۸۹۸ء کی آدھی رات کو فوت ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا ۱۸۹۸ء اختتام صدی پر تمام گذشتہ سال بڑے آدمیون کی صفائی کرنے کا بیڑہ اوٹھا کر آیا ہے۔ گلیڈسٹون تو فقط انگلستان کا بڑا مدبر گنا جاتا تھا۔ مگر متوفی پرنس اپنے ملک کا ہی نہین۔ بلکہ یورپ بھر مین علامہ زمان مانا جاتا تھا۔ اور اپنی ہمت و کوشش۔ عقل و فراست۔ استقلال۔ پختگی عزم اور تدبر سے جیسی اسے اپنے ارادون اور مقاصد مین کامل کامیابی ہوئی۔ ویسی اس صدی کو کسی اور مدبر کو حاصل نہین ہوئی۔ وہ اپنے ارادون کی کامیابی مین کسی اخلاقی۔ تمدنی۔ یا پولٹیکل رکاوٹ کو حائل نہین رہنے دیتا تھا۔ اور جہان اور سب تدبیرین بیکار ثابت ہون وہان تلوار سے کام لینے سے مطلقاً نہین جھجکتا۔ ۱۸۱۵ء سال پیدا ہوا تھا۔ جس سال پرشیا کے جانی دشمن نپولین اعظم کو میدان واٹرلو مین شکست فاش دیگئی تھی۔ مگر اس فتح سے بھی جرمنی کی مختلف ریاستون کا جن مین پرشیا سب سے سر آوردہ تھی۔ پراگندہ شیرازہ جمع نہ ہوسکا تھا۔ اور اس باہمی نفاق سے ہر ایک بدستور کمزور رہی۔

بسمارک نے بالغ ہونے پر پالٹیکس کے میدان مین قدم رکھتے ہی اس نفاق کو دور کرنے کا عزم کر لیا۔ اور جب ۱۸۹۰ء مین عہدہ صدارت سے مستعفی ہوا۔ تو وہ عرصہ کا اس کام کو مکمل کر چکا ہوا تھا۔ وہ یکم اپریل ۱۸۱۵ء کو پیدا ہوا۔ اور یونیورسٹی تعلیم سے فارغ ہوکر چند سال تک جی ملازمت کی۔ ۱۸۴۷ء مین یکینی اور پرشیا کے پارلیمنٹون کا ممبر ہوا۔ اوس وقت اوس کے خیالات لبرل تھے۔ مگر چند مہینون مین ہی اوسکی رائے بالکل بدل گئی۔ اور وہ قدیم حکومت کا پکا ہوا خواہ اور سخت کنسرویٹو بن گیا۔ جس سے تمام پبلک اس سے رنجیدہ خاطر ہوگئی۔ مگر اوسنے اوس کی کچھ پروا نہ کی۔ اور ۱۸۷۰ء کی فتح فرانس سے ابنائے ملک کے دلون سے خود بخود پرانی رنجش دور ہوگئی۔ اور وہ اوس کے عاشق شیدا ہوگئے۔ ۱۸۴۸ء مین یوروپ کے اکثر شہرون مین آزادی پسند لوگون نے بادشاہون کی مطلق العنانی سے آزاد ہونے کے لئے بلوے اور فساد کئے تھے۔ بسمارک نے ان لوگون کے برخلاف نہایت سختی سے کام لینے کا مشورہ دیا جس سے شاہ پرشیا کی نگاہون مین اوسکی بہت وقعت ہوگئی۔ ۱۸۵۹ء مین وہ سینٹ پیٹرزبرگ مین سفیر مقرر ہوا۔ اور ۱۸۶۲ء مین وہان سے پیرس تبدیل کیا گیا۔ مگر اوسی سال ماہ اکتوبر واپس بلایا جاکر پرشیا کا وزیر صیغہ خارجیہ بنا دیا گیا۔ اور اوس وقت سے اوس نے ہمسایہ سلطنتون اور ریاستون کو کمزور اور ذلیل کرنے کی کاروائی شروع کر دی۔ وزارت کا چارج لیتے ہی پارلیمنٹ مین جو اوسنے تقریر کی۔ اوس کا ایک فقرہ ہمیشہ کے لئے ضرب المثل ہوگیا ہے۔ وہ فقرہ یہ ہے۔ "بڑے بڑے مسئلے تقریرون اور کثرت آرا سے منفصل نہین ہوا کرتے بلکہ فولاد و خون سے"

۱۸۶۴ء سے ۱۸۷۱ء تک اوسنے آسٹریا کو ذلیل کیا۔ فرنچ سلطنت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ اور نئی متحدہ جرمنی سلطنت قائم اور ڈنمارک اور فرانس کے کئی صوبے چھین کر یوروپ کے نقشہ کو بدل دیا۔ جرمنی کی کئی بیسون چھوٹی ریاستون کو (باقی دوسرے صفحہ پر)

روسی بیڑہ جس مین بارہ کلان جنگی جہاز بارہ فرائگیٹ اور بہت سی بار برداری کی جہازات تہے اور اوس پر کئی ہزار فوج سوار تہی ۱۷۹۹ء کے موسم گرما کے اخیر پر کرانسٹاٹ سے بجیرہ روم کی طرف روانہ ہوا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۱) فتح کرکے پرشیا کی حدود کو بہت بڑہا دیا۔ اور جرمنی کو جو یورپ کی کمزور ترین سلطنت تصور ہوتی تہی۔ قوی ترین سلطنت بنا دیا۔ ۱۸۶۴ء مین اوس نے ڈنمارک پر چڑہائی کر کے اوس سے دو صوبے چہین لیے۔ اور ۱۸۶۶ء مین آسٹریا پر حملہ کر کے سات ہفتون مین ہی اوس کا قافیہ تنگ کر دیا۔ اور اوس نے بسمارک کی من مانتی شرائط قبول کر کے صلح کر لی۔ اس صلح کے رو سے آسٹریا جرمن یاستین کے اتحاد سے علیحدہ کر دیگئی۔ اور کئی چہوٹی چہوٹی جرمن ریاستین پرشیا سے ملحق کر لیگئین۔ ادہر جرمنی کی ریاستون سے جارحانہ و مدافعانہ اتحاد کر کے اون سب کی افواج کا سپہ سالار جنگ کے وقت شاہ پرشیا کو بنا دیا۔ شاہ پرشیا نے ۱۸۶۵ء مین اوسے کونٹ کا خطاب دیا۔ اور ۱۸۷۱ء مین فرانس کی فتح پر اوسے پرنس کا خطاب عطا کیا گیا۔ ۱۸۷۸ء مین معاہدہ سان سٹفانو کی ترمیم اور منظوری کے لیے برلن مین دول یورپ کی جو کانگرس ہوئی تہی۔ اوس کا پریسیڈنٹ بسمارک کو بنایا گیا تہا۔ اور ۱۸۸۴ء و ۱۸۸۵ء مین افریقہ کے معاملات کے متعلق جو کانفرنسین دول یورپ کی ہوئی تہین۔ اون مین بہی وہی صدر انجمن تہا۔

پرنس مرحوم روس کو فرانس سے کچہ کم دشمن نہ سمجہتا تہا۔ مگر چونکہ جنگ فرانس مین روس خاموش رہا تہا۔ اوس کے شکریہ مین معاہدہ روس مین اوسنے روس کو ڈپلومیٹک اور نیز فوجی مدد دینا مناسب خیال کیا۔ مگر جب دیکہا کہ روس کی امنگین اب حد اعتدال سے بڑہتی جاتی ہین تو اوسنے قیام امن کے لیے آسٹریا اور بعد ازان اٹلی سے اتحاد کر لیا۔ جب تک قیصر ولیم اول زندہ رہا اوس نے پرنس بسمارک کی مشورہ سے کبہی انحراف نہ کیا۔ مگر ۱۸۸۸ء مین جب قیصر حال ولیم ثانی اپنے باپ کی جگہ جو چند ہفتون کی سلطنت کے بعد فوت ہو گیا تہا تخت نشین ہوا۔ تو نوجوان قیصر سے معمر مدبر کی جو حکومت کرنے اور اپنی ہر بات کو منواتے رہنے کا عادی ہو گیا تہا۔ نہ بنی۔ اور وہ ۱۸۹۰ء مین صدارت عظمی سے مستعفی ہو گیا۔ مستعفی ہونے سے بعد چند برسون تک قیصر سے اوس کی علانیہ بگاڑ رہی مگر ۱۸۹۳ء مین بسمارک کے سخت بیمار ہو کر شفایاب ہو جانے پر دونون مین صفائی ہو گئی۔ اور گو پرنس بدستور خانہ نشین رہا لیکن قیصر اہم معاملات مین اوس سے مشورہ کر لیا کرتا۔ پرنس بسمارک کیتہولکون اور سوشلسٹون کا بڑا مخالف تہا۔ چنانچہ جنگ فرانس سے پہلے اوس نے کئی رومن کیتہولکون کو قید اور اون کے بشپون کو ملک سے خارج کر دیا تہا۔ جرمنی کو دور دراز ممالک مین نوآبادیان قائم کرنے اور اپنی تجارت کو وسیع کرنے کا چسکا بہی پرنس بسمارک نے ہی ڈالا تہا۔

انگریزون کا بیان ہے کہ اس مین اسے کامیابی نہین ہوئی۔ مگر غالباً کل دنیا اس کے برعکس مشاہدہ کر رہی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ گلیڈسٹون کیطرح وہ بہی ترکون کا دشمن تہا۔ مگر یہ غلط ہے۔ وہ کسی کا دشمن نہ تہا۔ اور اپنے ملک کا دوست تہا۔ اور حسب اقتضائے وقت دوسری سلطنتون کا دوست یا دشمن ہوا کرتا تہا۔ ممکن ہے کسی وقت وہ ترکون کا دشمن ہو۔ مگر جب سے اوس نے نوآبادیان قائم کرنے کی پالیسی اختیار کی تہی۔ وہ ترکون کا دوست اور انگریزون کا دشمن ہو گیا تہا۔ چنانچہ اکثر کا خیال ہے اور غالباً وہ ٹہیک بہی ہے کہ قیصر ولیم ثانی کو شروع شروع مین اسی شخص کی تحریک و مشورہ سے سلطان المعظم کے ساتہ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کا خیال ریا۔ (باقی دوسرے صفحہ پر)

مہم کا اعلیٰ افسر کونٹ الیکس آذلاف کو مقرر کیا گیا۔ اور وہ سپہ سالار افواج بری اور اعلیٰ امیر البحر روسی بیڑہ متعینہ بحیرۂ روم کے دونوں عہدوں پر مامور کیا گیا۔ اذلاف کے ماتحت بیڑہ کا کمانڈر امیر البحر سپیری ڈوف تھا۔ مگر روسی بیڑہ کے اصل کمانڈر اور رہنما امیر البحر الفنسٹن۔ کپتان گریگ۔ اور لفٹننٹ ڈگڈیل وغیرہ انگریزی افسران تھے۔ جو کم وبیش ہر جہاز مین موجود تھے۔ انگلستان نے فقط یہی مدد نہ دی۔ بلکہ بقول جرمن مورخ شلاسر اگر بیڑہ مذکور کو انگلستان کے مقبوضہ بندرگاہون سے راستہ مین بھی مدد نہ ملتی۔ تو وہ کبھی بحیرۂ روم مین نہ پہونچ سکتا۔

مسٹر امرسن ٹینینٹ نے اپنی کتاب "ماڈرن گریس" (موجودہ یونان) کی جلد دوم مین اس مہم کے مفصل حالات قلمبند کیے ہین اور بندرعشا کو پر انگلستان کے دار العوام مین ۱۷۹۲ء مین جو مباحثات ہوئے تھے اون مین بھی مہم مذکور اور انگریزی حمایت و پالیسی کا مفصل ذکر موجود ہے۔ ان مباحثون مین سلطانی وزیر اعظم کا ایک فرمان بھی پڑھا گیا تھا جس کی نقل آگے درج کر دیجیگی ہے۔ دربار روس نے اس مہم کی تیاریان بڑی دھوم دھام سے کین۔ اور یورپ کے اکثر شعرا اور ادیبون نے جن کے ساتھ کیتھراین عموماً خط و کتابت کرتی رہتی تھی۔ زارینہ کے اوصاف اور اوسکی فوجی فتوحات اور کارنامون پر حالانکہ اوس کی بدچلنی اور بے ایمانی شہرۂ آفاق ہو چکی تھی۔ بڑے لنبے چوڑے قصیدے اور مدحیہ مضامین تحریر کیے جن کی اس کمینہ خوشامد اور لجاجت پر زمانہ حال کے عیسائی مورخین نے بھی سخت طعن و تشنیع کی ہے۔

ترکون کو اب دیگر وسائل سے بھی اس بیڑہ کی آمد آمد کی افواہین پہنچنے لگ گئین۔ مگر اونکو کسیطرح اون کے درست ہونے پر یقین نہین ہوتا تھا۔ اون کے زعم مین بحیرۂ بالٹک اور بحیرۂ روم کے درمیان کوئی راستہ ہی نہ تھا۔ اس جہالت عجیبہ پر خود ترکی مورخ وصف بخت انسو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۲) پیدا ہوا تھا۔ پرنس پر دو دفعہ قاتلانہ حملے ہوئے۔ ایک ۷ مئی ۱۸۶۶ء اور دوسرا ۱۳ مئی ۱۸۷۴ء کو۔ مگر دونون مین اسے کوئی صدمہ نہ پہونچا۔ برلن مین "بسمارک عجائب گھر" کے نام سے۔ ایک عجائب خانہ بنایا گیا ہے۔ جس مین شاہزادہ مذکور کے کارنامے کے متعلق ہر قسم کی چیزین رکھی ہوئی ہین۔ جرمنی مین اس کی اتنی سوانح عمریان چھپی ہوئی ہین کہ اب تک کسی اور شخص کے متعلق اس قدر کتابین کسی ملک مین نہین لکھی گئین۔ متوفی کی بیوی دسمبر ۱۸۹۴ء مین فوت ہو گئی تھی۔ اوس کا پورا نام "پرنس اوٹو ایڈورڈ لیوپولڈ بسمارک شون ہاسن" تھا۔

حاشیہ نمبر ۵۔ متعلقہ صفحہ ۱۵۷۔ پرشیا کے ایک صوبہ کا نام ہے جو برلن سے بجانب شمال بحیرۂ بالٹک کے جنوب مین واقع ہے۔ پرنس بسمارک اسی صوبہ مین پیدا ہوا تھا۔

حاشیہ نمبر ۶۔ متعلقہ صفحہ ۱۵۷۔ صوبہ پامیرین کا مشہور شہر۔ جو بحیرۂ بالٹک کے جنوب اور پرشیا کے شمال مشرقی حصہ مین لسی نام کی خلیج پر واقع ہے۔ یہ دسوین صدی مین صوبہ مذکور کا صدر مقام تھا۔ اور یہ صوبہ ۱۲۹۵ء مین پولینڈ کے تصرف مین چلا گیا۔ ۱۳۰۸ء مین شاہ پولینڈ نے ردی جرمن خانٹون کو دیدیا۔ مگر ۱۴۵۴ء مین پولینڈ والون نے اوسے پھر فتح کر لیا۔ چنانچہ جب فریڈرک اعظم نے حملہ کیا تھا۔ تو اوس وقت بھی وہ پولینڈیون کے پاس تھا۔ شاہ پرشیا نے اوس پر ۱۷۷۲ء مین تصرف کیا۔ ۱۸۰۷ء مین بھی (باقی دیکھو صفحہ پر)

اور حیرت ظاہر کرتا ہے آخر جب ۱۷۷۰ء کے شروع مین اس امر کی عینی شہادتین پہونچین۔ کہ روسی جہازات یونان کیطرف بڑھتے چلے آتے ہین تو ترکی وزراء نے پہلے سے زیادہ حماقت و جہالت کا ثبوت دیا۔ اونہون نے دربار وینس سے باضابطہ شکایت کی کہ تم نے روسی بیڑہ کو بحیرہ ایڈریاٹک کے راستہ بحیرہ روم مین کیون داخل ہونے دیا ہے۔ وان ہیمر اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے ویسی ہی جہالت کا ایک اور چشم دید ماجرا اپنی تاریخ مین تحریر کرتا ہے۔ اٹھارہوین صدی کے اخیر مین جب کہ نپولین نے مصر پر قبضہ کر لیا تھا۔ تو یہ مؤرخ قسطنطنیہ مین موجود تھا۔ اور چونکہ انگریزون کو مصر مین فرانسیسیون کا متصرف ہونا کسیطرح گوارا نہین ہو سکتا تھا۔ اونہون نے ایک زبردست بیڑہ سر سڈنی سمتھ کی زیر کمان فرنچ کی سرکوبی پر مامور کر دیا تھا۔ سر سڈنی نے اس مسئلہ کے متعلق جب یوسف پاشا وزیر اعظم سے ملاقات کی تو وان ہیمر دونون مین ترجمان تھا۔ سر سڈنی نے کہا کہ بشرط ضرورت ہم ہندوستان سے فوج منگا کر مصر سے فرانسیسیون کو نکال سکتے ہین اوس وقت وزیر اعظم نے کہا کہ بحیرہ قلزم کے راستہ ہند سے مصر مین کسیطرح نہین پہونچا جا سکتا۔ یہ امر بالکل ناممکن ہے۔ افسوس اٹھارہوین صدی کے مسلمان اپنے آبا و اجداد کی نسبت کیسے متنزل اور زوال رسیدہ ہو گئے تھے۔ انہی ترکون کے بزرگ سلطان سلیمان اعظم کے وقت بحیرہ مجمع الجزائر بحیرہ روم۔ اور بحیرہ ہند کو چپہ چپہ کر کے پیمائش کرتے۔ اور اون کے جغرافیہ اور جہاز رانی کے متعلق بیشمار علمی و عملی رسالے اور کتابین تصنیف کرتے۔ اور وہ خود ان سمندرون کے متعلق ایسی باتین بھی نہ جانتے۔ جو طفل مکتب کو بھی ازبر یاد ہوتی ہین۔

روسی بیڑہ کا پہلا دستہ جس مین صرف تین جنگی اور چند بار برداری کے جہاز تھے۔ فروری ۱۷۷۰ء کے اخیر مین موریا کے ساحل پر راس بلنان کے قریب بندر اوٹولو پر پہونچا۔ اور اورلاف کے خشکی پر اترتے ہی اہالی موریا اپنے ترک حکمرانون کے برخلاف بڑی مستعدی و تیزی سے کھڑے ہو گئے۔ اور یونان کے باقی حصون سے بھی بیشمار عیسائی اون کے ساتھ شامل ہو گئے۔ مگر اورلاف کے پاس اس قدر فوج بھی نہ تھی کہ وہ ان وحشی کوہستانیون مین ذرہ بھر بھی نظام یا ترتیب قائم رکھ سکے۔ ان انسانی حیوانون نے دیہات اور بے پناہ شہرون کے مسلمان باشندون پر یکبارگی حملہ آور ہو کر جہان کہین انہین پایا بے دریغ تہ تیغ کر دیا۔ اور اون کی عورتون اور بچون پر ایسے قبیح و مکروہ جبر و ستم کیے کہ عیسائی مؤرخ تک اون کا ذکر کرتے ہوئے ان بدخصالون پر نفرین بھیجتے ہین۔ صوبہ مینا کے صدر مقام میسترا مین ان شیطانون نے خاصکر خوب دل کھول کر اپنے بخار نکالے۔ وہان چار سو ترک کمال سنگدلی سے قتل کیے گئے۔ اور اون کے معصوم بچون کو ماؤن کی چھاتیون سے چھین کر مسجدون کے منارون سے نیچے پٹک دیا گیا۔ بمقام آرکیدیا ترکی گیریژن نے روسی جرنیل ڈولگورکے اقرار پر بھروسہ کر کے بوعدہ امان ہتھیار ڈالدیے۔ ہتھیار رکھنے کی دیر تھی کہ جرنیل مذکور کے یونانی ہمراہیون نے اون سب کو ہلاک کر ڈالا۔ اور شہر کو جلا کر زمین کے ساتھ ہموار کر دیا۔ بڑے شہرون مین چونکہ وہان مضبوط قلعے اور فصیلین موجود تھین۔ یونانی قزاقون اور روسی حملہ آورون کی کوئی پیش نہ گئی۔ اور ترکون نے اونکے حملون کو باسانی پسپا کر دیا۔ اور روسی سپہ سالار کو موڑون کے محاصرہ سے دست بردار ہونا پڑا۔ اس اثنا مین کوئی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹۳) روس اور سکینسی نے معزول شاہ پولنڈ شٹانسلاس کے ساتھ لڑائی کے وقت اسے فتح کیا تھا۔ نپولین نے اسی ۱۸۰۷ء مین فتح کیا۔ مگر ۱۸۱۳ء مین وہ پھر پرشیا کے تصرف مین چلا گیا۔ اس کی آبادی ایک لاکھ سے متجاوز ہے اور دریا وسٹولا کے قریب واقع ہے جس کی طغیانی سے ۱۸۲۹ء مین اسے سخت نقصان پہونچا تھا۔ یہ خوب قلعبند مقام ہے۔ مؤلف!!

ترکی افسرون نے شمالی علاقہ سے البانوی سپاہ کی کمک منگوائی تھی۔ اور ۱۸ اپریل کو مقام ٹریپولتزا کے قریب یونانی فوج کا اُن سے مقابلہ ہوا۔ یونانیون کو فتح کا اس قدر یقین ہو رہا تھا کہ وہ اپنی عورتون کو بھی ساتھ لائے ہوئے تھے اور مسلمانون کے مال و اسباب اور غنیمت کو بھرنے کیلیے ہر ایک کے پاس دو دو چار چار بوریان موجود تھین۔ لیکن اونکی سرمستی جلد دور ہو گئی۔ اونہین فاش شکست ملی۔ اور ترکون نے تعاقب کر کے ہزارون بھگوڑون کو تلوار کے گھاٹ اُتار دیا۔ اس کے بعد کونٹ اورلاف نے چند مرتبہ بڑے بڑے چوڑے اشتہار شائع کر کے یونانیون کو اہالی والیشیا و مالڈیویا کی تقلید کی نصیحت کی۔ جن کی نسبت اوس نے بیان کیا کہ وہ چھ لاکھ کی تعداد مین اپنے مذہب کی حمایت اور ملک کی آزادی کیلیے شمشیر بکف ترکون کے برخلاف کھڑے ہوئے ہین۔ مگر یہ سب نمائشی کارروائی تھی۔ اوسے یہ یقین ہو چکا تھا کہ یونان مین اب کوئی بات نہین بن سکتی۔ چنانچہ وہ تمام باغیون کو اپنے اعمال کی پاداش بھگتنے کے لیئے تنہا چھوڑ کر مئی کے اخیر مین اپنی فوج سمیت جہازون پر سوار ہو گیا۔ اور ترکی سرعسکر معین زادہ کو جسنے بمقام ٹریپولتزا اوسے شکست دی تھی۔ فاتح موریا کا خطاب ملگیا۔

مگر روسی بیڑہ ۱۷۷۴ء تک بحیرہ روم مین موجود رہا۔ اور سمندر مین روسیون کو خشکی کی نسبت زیادہ کامیابی حاصل ہوئی کیونکہ بحری کارروائیون کا انتظام درصل انگریز افسرون کی سپرد تھا۔

۷ جولائی کو اورلاف کی بیڑہ کی جزیرہ ساموس کے قریب ترکی بیڑہ سے مٹ بھیڑ ہوئی۔ سلطان مصطفیٰ نے تخت نشینی کے دن سے اپنی بحری طاقت کی درستی پر خاص توجہ مبذول رکھی تھی۔ اور یہ اسی توجہ کی طفیل تھا کہ ترکی امیر البحر حسام الدین کے زیر کمان اوس وقت دو کارڈٹے۔ پندرہ گیلے رون۔ پانچ زیبق اور ۸ گیلے اوٹ یعنی جملہ تیس جنگی جہاز موجود تھے۔ ان مین سے ایک جہاز پر سو ایک ۹۶۔ چار پر ۸۴-۸۴۔ ایک پر ۷۴۔ ایک پر ۷۰۔ اور چھ پر ۶۰-۶۰ توپین تہین۔ روسی بیڑہ مین ۸ بجرے اور ۷ چھوٹے جہاز تھے۔ لڑائی مین ترکی بیڑہ کو شکست نصیب ہوا۔ مگر ایک عثمانیہ امیر البحر حسن الجزائری کی بہادری و شجاعت مردانہ ہمیشہ کیلیئے یادگار رہیگی۔ یہ نامور سرحد ایران پر پیدا ہوا تھا۔ اور ابھی بچہ ہی تھا کہ قزاقون نے اوسے پکڑ کر بطور غلام فروخت کر دیا۔ جوان ہونے پر وہ پہلے ملاح ہوا پھر سپاہی بنا۔ بعد ازآن بحری قزاق ہوا۔ اور رفتہ رفتہ الجزائری بیڑون مین سے شہرت و ناموری حاصل کی۔ کہ الجزائر کے بندرگاہ کا امیر البحر مقرر کر دیا گیا۔ مگر وہان کے ڈے (موروثی گورنر جنرل) سے نزاع ہو جانے پر اوس نے الجیریا سے بھاگ کر اٹلی مین پناہ جالی۔ وہان سے وہ قسطنطنیہ پہونچگیا۔ جہان راغب پاشا کی اوس پر خاص نظر عنایت ہو گئی۔ جنگ ساموس مین اعلیٰ امیر البحر حسام الدین صاحب تو اپنے جہاز کو غنیم کے بیڑہ سے فاصلہ پر کھڑا کر کے چپکے تماشا دیکھتے رہے۔ مگر اس جوانمرد نے اپنے جہاز کو بڑھا کر روسی امیر البحر کے جہاز سے بھڑا دیا۔ اور جب تک روسیون کی دستی توپون سے دونون جہازون کو آگ نہ لگ گئی۔ اور وہ ایک ساتھ نہ اُڑ گئے۔ غنیم سے دست بدست لڑائی کرتا رہا۔ سپیری ڈو دعاد تھیوڈور اور آلاف تو جہاز کے اُڑنے سے جس مین اون کے سات سو آدمی ہلاک ہوئے پہلے ہی کشتیون پر سوار ہو کر جہاز سے بھاگ گئے۔ مگر یہ بہادر آخری وقت تک اپنے جہاز کے تختہ پر کھڑا رہا۔ اور گو جہاز کے پھٹنے سے وہ سخت مجروح ہو گیا۔ مگر پھر بھی تیرتا ہوا ساحل پر پہونچگیا۔ اور خداوند کریم کے فضل و کرم سے جان بر ہو گیا۔ ہزیمت خوردہ ترکی جہازات نے جزیرہ ساموس کے بندر چشمہ مین جسکا پرانا نام کیسس ہے پناہ جالی۔ رومن بیڑہ نے ۱۹۱ قبل مسیح مین اسی جگہ شاہ انٹی اوکس اعظم کو شکست دی تھی۔ انگریز

افسرون نے جب دیکھا کہ یہ جہاز ایک نہایت تنگ خلیج مین کچہا کچہ بھرے پڑے ہین۔ تو اونہون نے اونپر اوسی موقعہ پر حملہ کرکے اونکو آگ لگانیکا ارادہ کر لیا۔ اور دوم جنگ ہو بعد کی پہلی ہی رات کو اوسپر عمل بھی کر دیا۔ اور اپنے منصوبہ مین کامیابی حاصل کی۔ لفٹننٹ نے ترکی جہازات کی باہر نکلنے کے راستہ کی ناکہ بندی کر لی۔ گریگ نے گولہ باری کو اپنی تحویل مین لیا۔ اور لفٹننٹ ڈگڈیل کو غنیم کے بیڑہ کو آگ لگانے کیلئے آتشین جہاز راس تک پہونچانے کا خطرناک کام سپرد کیا گیا۔ عین روانگی کے وقت وہ روسی جو ڈگڈیل کے ساتھ آتشین جہاز پر تھے اوسے اکیلا چھوڑ کر سمندر مین کود پڑے۔ اور تیر کر دوسرے جہازون کو واپس آگئے۔ جب ڈگڈیل تن تنہا اس خطرناک جہاز کو چلاتا ہوا آگے لیگیا۔ اور ایک ترکی جہاز کو آگ لگا دی جس کے شعلون سے باقیماندہ جہازون کو بھی چشم زدن مین آگ لگ گئی۔ کل ترکی بیڑہ سے صرف ایک جہاز ۶۰ توپون والا۔ اور ۵ زورق جلنے سے محفوظ رہے۔ جن کو روسیون نے پکڑ لیا۔ بعد ازآن چشمہ اوس کے قلعہ بیٹریون اور توپون پر بھی تصرف کر لیا گیا۔

یہ فتح محض انگریز افسرون کی لیاقت اور جانبازی سے حاصل ہوئی تہی۔ مگر اس کا صلہ اور معاوضہ نالائق اورلاف کو ملا جس کی ناقابلیت نے کئی دفعہ روسی بیڑہ کو معرض خطرہ و ہلاکت مین ڈالدیا تہا۔ کونٹ مذکور کو چشمکی (فاتح چشمہ) کا خطاب دیا گیا۔ اوس کیلئے روسی دارالخلافہ مین عالیشان محل تعمیر کیا گیا۔ اور زارینہ کے شاہی باغات مین اس فتح کی یادگار مین ایک ستون جہاز کے اگلے سرے کی شکل کا نصب کیا گیا۔ جو فضول یادگار ایک محض بے نتیجہ فتح کی تہی۔ انگریز امیر البحر الفنسٹن نے جنگ چشمہ کے بعد فی الفور ڈارڈنیلز مین ہوکر گذر کر قسطنطنیہ پر گولہ باری جا کرنے کی تجویز پیش کی۔ اور اسپر بڑا زور دیا۔ اور ظن غالب ہے کہ اگر روسی ایسا کر گذرتے تو وہ اپنے مدعا مین کامیاب ہوجاتے۔ ابنائے مذکور اور خود پایہ تخت کے قلعے بالکل غیر مستحکم اور کسمپرسی کی حالت مین پڑے ہوئے تھے۔ اور چشمہ کی فتح سے قسطنطنیہ مین کچھ کم گھبراہٹ نہین پھیل رہی تہی۔ جو ڈارڈنیلز مین روسی بیڑہ کو داخل ہوجانے سے اور بڑھ جاتی۔ مگر اورلاف کو جرأت نہ پڑی۔ اور اوس نے پندرہ دن آبنائے کے دہانہ کے قریب بیفائدہ گشت کرتے رہکر قیمتی وقت اور موقعہ ہاتھ سے کھو دیا۔ اور برعکس ازین سلطان مصطفی نے اس غفلت اور سستی سے پورا فائدہ اٹھا لیا۔ بیرن دی ٹاٹ

حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۶۶ ؎ یہ بادشاہ سلیوکس کالی نیکس کا بیٹا تہا۔ اور اپنے بھائی سلیوکس کیرانس کے بعد ۲۲۳ قبل مسیح مین شام کا بادشاہ ہوا تہا۔ ٹولمی فیلوپیٹر شاہ مصر سے شکست کہا کر اوس نے صوبجات فلسطین اور کولیسریا فاتح کے سپرد کر دیئے۔ بعد ازآن اوس نے ہندوستان پر چڑھائی کرکے اس قدر فتوحات حاصل کین کہ اعظم کے لقب سے ملقب ہوگیا۔ فیلوپیٹر کے مرنے پر صوبجات مغصوبہ کو بھی پھر فتح کر کے ایشیاء کے حصہ کثیر پر متصرف ہوگیا۔ اسپر یونانیون نے رومنون سے مدد طلب کی۔ اور کارتھیج کے سپہ سالار نے رومنون کے برخلاف انٹیوکس سے۔ رومن کی جمہوری ریاست اور شاہ مذکور مین پہلے تو سفارتی کارروائی ہوتی رہی۔ آخر لڑائی شروع ہوگئی جس مین سے ہزیمت یاب ہوکر سخت ذلیل شرائط پر صلح کر لی۔ وہ مندر واقعہ الی لیاس کو لوٹنے کی کوشش مین ۱۸۷ قبل مسیح مین قتل کر دیا گیا۔ یہ سکندر اعظم کے جرنیل سیلیوکس کی نسل سے تہا جس نے بابل اور شام مین زبردست سلطنت قائم کر لی تہی۔ (مولف)

نے اس نازک موقعہ پر اپنی خدمات سلطان کو پیش کین اور اوسنے اونہین بہ خوشی منظور کرکے الدٹو ابجی کو ہمراہ جو وزارت
سے واپس ہوکر ڈنیوب سے واپس بلا لیا گیا ہوا تہا۔ اوسنے ڈارڈنیلز کو بہیجدیا۔ فرانسیسی تاجرون نے جس قدر جہاز قسطنطنیہ مین
بنائے تھے اون کو سواحل پر نکلنے اور باتریان تیار کرنے پر لگا دیا گیا۔ خود اپنے جہازون مین سے چند کو اوسنے آتشین جہاز بنادیا۔
فرنچ ملاح باتریون پر اور فرنچ بڑھئی توپون کی گاڑیان بنانے پر لگا دیے گئے۔ الغرض کمال جد و جہد سے اوس نے تہوڑے دنون
مین آبنائے ڈارڈنیلز کے دہانہ پر بالمقابل چار نئی باتریان (جن مین سے دو یورپی ساحل پر اور دو ایشیائی ساحل پر بنائی
گئی تہین) تیار کردین۔ جن کی دو طرفہ گولہ باری سے مخالف جہازون کے لیئے آبنا سے گذرنا محال ہوگیا۔ ادہر الڈو ان جی نے
روسیون کو دہوکہ دینے کیلیئے قلعونکی پرانی دیوارون کو قلعی پھروا کر خوب چمکا دیا۔ اور اونکی ظاہری شکل سے ایسا معلوم ہونے لگا
کہ یہ دیوارین نئی بنائی گئی ہین۔ یا اون کی ازسرنو تجدید کیگئی ہے۔

اس کارروائی سے متعصفی وزیر کی ذہانت تو واضح ہورہی ہے۔ مگر ساتھ ہی بیرن ڈی ٹاٹ کی مناسب موقعہ کارآمد کاروائی
اور مستعدی کا مقابلہ پر صاف ثابت ہورہا ہے کہ اوسکی ذہانت سے کیسی سطحی طور پر کام لیا گیا۔ اوس وقت قسطنطنیہ کے بندرگاہ مین
تقریبا اوسو یورپین تجارتی جہاز موجود تھے۔ نئی باتریون کیلیئے بارود اون سے حاصل کیا گیا۔ جب حفاظت کا انتظام مکمل ہوچکا تو
اوس وقت بیوقوف آورلاف نے ڈارڈنیلز مین داخل ہونیکی کوشش کی۔ مگر مونہ کی کھاکر پیچھے ہٹ گیا۔ اور جزیرہ لمنوس پر حملہ آور ہوکر
اوس کے قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ ساٹھ دن کے محاصرہ کے بعد ترکی محصور فوجنے ہتھیار ڈالدینے پر رضامندی ظاہر کی۔ بلکہ بقول بعض مورخون
کے شرائط اطاعت کا مسودہ تیار اور اونکی تعمیل و ایفا کی ضمانت مین محاصرین کو یرغمال دیئے جاچکے تھے کہ حسن پاشا الجزائری
کی بے نظیر جسارت و شجاعت نے لمنوس کو بچا لیا اور آورلاف کو اوس کے شکار سے محروم کرکے بحال پریشان بھگادیا جنگ سیاہ کی بعد
حسن اپنے جراحتوں کی مرہم پٹی کرانے کے لیئے قسطنطنیہ چلا گیا تھا۔ چلنے پھرنے کی طاقت پیدا ہوتے ہی وہ صدر اعظم سے ملا۔
اور اوس سے کہا کہ لمنوس سے مین محاصرہ اٹھائے دیتا ہون۔ اوس نے وزیر سے کوئی فوج۔ جہاز یا توپ خانہ طلب کیا۔ بلکہ صرف شہر کے
باشندون سے مجاہدین جمع کرنے کی اجازت۔ اونکے لیئے تلوار اور پستول اور اون کو لمنوس تک پہونچانے کیلئے چند چھوٹے جہاز مانگے
اور کہا کہ ایسے چار ہزار مجاہدون سے مین جزیرہ کو دشمن کی دستبرد سے بچالونگا۔

وزیر نے اس کی درخواست قبول کرلی۔ اور چونکہ ہر طبقہ کے مسلمانون مین حسن کی شجاعت کی دہاک بندہی ہوئی تہی۔ پایہ تخت
کے پرجوش عوام ایسے بہادر کی زیر کمان کفار سے جہاد کرنے کے لیئے بخوشی تمام اوس کے پاس جمع ہوگئے۔ جنرل ڈی ٹاٹ کو جب اس
معاملہ کی خبر ہوئی۔ تو اوسنے وزیر کو اس مہم کے روک دینے کی صلاح دی اور کہا کہ یہ کارروائی بالکل مجنونانہ اور کل آداب و
قواعد جنگ کے برخلاف ہے۔ یہ غیر قواعد دان اور نیم مسلح انبوہ خود دشمن کا شکار ہوجانے کے سوا اور کچھ نہین کرسکے گا۔ وزیر نے جواب
دیا کہ مین خود حسن کی تجویز کو بیہودہ سمجھتا ہون۔ مگر پھر بھی یہ فائدہ سے خالی نہین۔ اگر اس مین کامیابی ہوگئی تو لمنوس
بچ گیا اور اگر اسمین ناکامی ہوئی تو قسطنطنیہ کی چار ہزار شہدون اور مفسدون سے مخلصی ہوجائیگی۔ بہرحال واقعات نے ثابت کردیا

کہ الجزائری ناخدا اور زیرا اور بیرن دونون سے بہتر جانتا تہا کہ ایسا کام کس طرح سے کیا جانا چاہیئے۔ محاصرین کو اپنی آمد کی خبر مطلقاً نہ ہونے دیکر حسن اپنی چار ہزار جانبازون سمیت لمنوس کی مشرقی جانب خشکی پر اُترا۔ اور ۱۰ اکتوبر ۱۷۷۰ء کو علی الصباح تلوار دست پر لیئے اورلاف کے کیمپ پر اچانک دھاوا کیا۔ کیمپ کی خندقون اور مورچون مین جس قدر روسی گولنداز سپاہی اور ملاح تھے اونکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب بقیۃ السیف سراسیمہ وار اپنے جہازون کو بہاگ گئے۔ اور اون پر سوار ہوکر لمنوس سے چلتے بنے۔

اس کارنمایان کے صلہ مین حسن ترکی کی بچی کہچی بحری فوجکا اعلے کمانڈر بنا دیا گیا۔ اور چند دن بعد اوسنے اسی جزیرہ کے جنوبی ساحل کی بندرگاہ موڈیروس کے قریب اورلاف کے جہازات سے سخت معرکہ آرائی کی جس مین فریقین فتح یاب ہونیکا دعوی کیا۔ مگر بقول وان ہیمر یہ صاف ظاہر ہے کہ غلبہ ترکون کو رہا۔ کیونکہ اس لڑائی کے بعد اورلاف بحیرہ مجمع الجزائر سے چلتا ہوا۔ اور جانے سے پہلے اپنے حسن کے مطالبہ پر وہ یرغمال جو لمنوس کے محصورین نے بھیجے تہے ترکی امیر البحر کے حوالہ کر دیئے تھے۔ سعدی بیٹوں نے بعد ازآن بحیرہ روم مین کوئی بڑا کام نہ دیا۔ البتہ اوسنے ایک یونانی جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔ اور جب تک محاربہ قائم رہا ترکی تجارتی جہازون پر تاخت و تاراج کرتا اور قسطنطنیہ اور ترکی کے بحری صوبجات کی راستہ مین مخل ہوتا رہا۔ اورلاف نے باب عالی کے برخلاف مصر اور عکہ کے خودسر گورنران علی بک اور ضاہر پاشا سے کام لینے کی بھی بہت کوشش کی۔ اوسنے علی بک سے اتحادی معاہدہ کرکے اوسکو سامان جنگ سے مدد پہونچائی۔ اور بک مذکور نے ضاہر کی امداد سے والی دمشق کو شکست دیکر شام پر بھی تصرف کر لیا۔ مگر اس نمک حرام کو جلد اپنے اعمال کی سزا مل گئی۔ وہ روسی امداد سے ایشیاء کوچک پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا کہ اوس کا بہنوئی ابوذہاب اس سے بگڑ گیا۔ اور آخر الذکر نے عین قاہرہ کی فصیل کے نیچے غدار کو فاش شکست دیکر بھگا دیا۔ اور اوس نے عکہ کے پاشا کے پاس جسکو بہی روسیون نے اسلحہ و سپاہ سے مدد دی تہی۔ پناہ جالی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد عثمان پاشا گورنر دمشق نے دروسون کو ہمراہ لے کر ضاہر پر چڑہائی کی۔ اور فریقین مین سمندر کے ساحل کے قریب معرکہ آرائی ہوئی جس مین ایک روسی جنگی جہاز ضاہر کو مدد پہنچانے کے قابل ہو گیا۔ اور اوسنے ترکی فوج پر گولہ باری شروع کر دی۔ دروس بہاگ گئے۔ اور میدان باغیون کے ہاتھ مین رہا۔ بعد ازآن روسی بیڑہ نے بیروت پر گولہ باری کی۔ اور اوس کے تین سو مکانات جلا دیئے۔ اس سے فارغ ہوکر فاتحین نے یافہ پر یورش کی۔ اور وہان کی فوجنے کچھ عرصہ تک شجاعانہ مدافعت کرنے کے بعد فروری ۱۷۷۳ء مین ہتیار ڈالدیئے۔ اپنے رفقاء کی ان کامیابیون سے علی بک کا اور بھی حوصلہ بڑہ گیا۔ اور اوسنے مصر واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔ جو شروع اپریل مین مصر سے چند خطوط کے موصول ہونے پر بالکل پختہ ہوگیا۔ ان خطوط پر اوس کے چند دوستون کے دستخط تھے۔ اور اون مین لکہا تہا کہ باشندگان ابوذہاب کے ابن ہبیل کی سخت گیری سے تنگ آگئے ہین۔ اور اوس کو حکومت سے بیدخل کر دینے کیلیئے صرف علی بک کی واپسی کا انتظار کر رہے ہین روسیون نے اوسے زبردست کمک دینیکا وعدہ کیا ہوا تہا۔ مگر ان خطوط کو پڑہتے ہی وہ اس کمک کے پہنچنے تک بھی صبر نہ کر سکا اور اپنے معدودے چند مملوک ہمراہیون۔ چار سو روسیون (جو پہلے ہی اس کے پاس موجود تھے) اور پندرہ سو صفدی سپاہیون کو لیکر جو ضاہر کے بیٹے عثمان کے زیر کمان تھے مصر کی طرف چلدیا۔ اوسے یہ معلوم نہ تہا کہ یہ خط جعلی ہین۔ اور

اوس کے دشمن نے اوسے قابو کرنے کے لیئے یہ جال پہیلایا ہے۔

چنانچہ وہ اس صحرا مین جو غزا کو مصر سے جدا کرتا ہے داخل ہی ہوا تہا کہ قصبہ صالحیہ کے قریب ایک ہزار چیدہ مملوک شہسوار پیام اجل کی طرح اوس کے سر پر آپہونچے۔ یہ رسالہ نوجوان مصری مملوک مراد بک کی زیر کمان تہا جو خصوص علی بک کی بیوی پر عاشق ہو گیا تہا۔ اور ابو ذہاب نے اس شرط پر اوسے اوسکی معشوقہ دینے کا وعدہ کیا تہا کہ وہ علی بک کا سر کاٹ کے لائے۔ یہ گرد کو دیکہتے ہی اپنے سوار لیکر بجلی کیطرح علی بک اور اوسکی فوج کے سر پر پہونچ گیا جسکی پاؤن اوس ناگہانی حملے سے ڈگمگا گئے اور بہاگڑ پڑ گئی۔ اس افراتفری میں مراد خوش نصیبی سے علی بک سے دوچار ہو گیا جس کو اوسنے بضرب شمشیر مجروح کرکے گرفتار کر لیا اور ابو ذہاب کے پاس جو چہ سات میل کے فاصلہ پر خیمہ زن تہا لیگیا۔ اوسنے بظاہر علی بک کی بہت خاطر و مدارات کی اور اسکو ایک علیحدہ مکلف خیمہ مین فروکش کیا۔ مگر وہ تیسرے ہی دن بقول بعض زخم کی وجہ سے اور بقول دیگر زہر دیئے جانے سے فوت ہو گیا۔ اور ترکی کا ایک زبردست دشمن معدوم ہو گیا۔ چار افسرون کے سوا، باقی کل روسی لڑائی مین قتل ہو گئے تھے یہ چار افسر اور علی بک کا سر ظالم گورنر نے اپنی فرمانبرداری کے اظہار کیلیئے قسطنطنیہ بہیجدیئے۔

اس محاربہ مین جو ۱۷۶۸ء سے ۱۷۷۴ء تک رہا۔ روسی فوج اور بحری جہازات نے جنوب یعنی بحیرہ روم اور روس کے سواحل پر جو کارروائی کی وہ اوپر مذکور ہو چکی ہے۔ اس سے ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ اس نواح مین روسی اپنے مدعا مین بالکل ناکام رہے۔ مگر فریقین کی قسمت کا فیصلہ اسپر نہین بلکہ اوس لڑائی کے نتیجہ پر جو دونون سلطنتون کے قدرتی میدان جنگ یعنی مشترکہ سرحد پر ہو رہی تہی منحصر تہا۔ اور وہان افسوس ۱۷۶۹ء و ۱۷۷۰ء کیطرح ۱۷۷۱ء مین بہی لڑائی کا پانسہ ترکون کے خلاف پڑ رہا۔ محاربہ کا افتتاح دوسرے برس کے شروع مین صوبہ مالڈیویا مین ہوا۔ اہالی مالڈیویا اور والیشیا کی غداری کا اوپر مفصل ذکر ہو چکا ہے۔ اونہون نے کیتھرائن کو پیغام بہیجا تھا کہ اگر بندر جسے وہ اپنے ملک کی کلید تصور کرتے تہے اون کے قبضہ مین دیدیا جائے تو وہ نقد امداد کے علاوہ بارہ ہزار سپاہی بہی زارینہ کی خدمت مین پیش کر دین گے۔ مگر ایک عیسائی جو صوبہ کراجوا کا نائب گورنر تہا۔ وفاداری پر ثابت قدم رہا تہا اور اوس کے صلہ مین سلطان نے والیشیا کے گورنر جنرل کا خطاب عطا کر دیا تہا۔ اوس نے مئی ۱۷۷۱ء مین بخارسٹ پر حملہ آور ہو کر روسی جرنیل زلسوٹن کو بصر تیپیا مین ہٹا دیا۔ لیکن یہ فتوحات چند روزہ ثابت ہوئین۔ روسی جنرل رومانوف نے اپنی جمعیت درست کرکے جلد جارحانہ کارروائی شروع کر دی۔ اور مقامات ٹورنول۔ گرگیو دیر بلیہ اور کراجوا کو فتح کرکے نائب مذکور کو ڈینوب کے کنارے پر ہٹا دیا۔ اور بخارسٹ و یاسی مین روسی نگرانی و حمایت مین ہر دو صوبجات کے انتظام کے لیئے کونسلین مقرر کر دین۔ اس جنگی قبضہ کے دوران مین ان صوبون کے احسان فراموش باشندون کو ترکی حکومت کی قدر اچھی طرح سے معلوم ہو گئی۔ یہ درست ہے کہ ان چار سون مین اون کو جزیہ نہ دینا پڑا۔ مگر ننگ و ناموس اور مال و جائداد کی بربادی کے علاوہ اون کو اوراتنے ٹیکس دینے پڑے کہ جزیہ کی مقدار اون کے سامنے بالکل ہیچ تہی۔

رومانوف کو یہ فتوحات جلیل پاشا سر عسکر و وزیر اعظم کے میدان جنگ مین پہونچنے سے پہلے حاصل ہوئی تہین۔ جو ترکی کی فوج کا

ادس نے شکست دیکر بھگا دیا تھا۔ وہ خلیل کی فوجکو دریائے ڈینوب کے کنارہ پر جا ملین۔ آخر خلیل پاشا بھی کوچ کر کے قریب غنیم کے بالمقابل پہونچگیا۔ وزیر کے پاس ۵۰ ہزار باقاعدہ فوج تہی۔ ادس کو لیکر وہ روسی کیمپ کے مقابل ایک محفوظ مقام پر خیمہ زن ہوگیا اور اپنے کیمپ کے گرد خندقین اور مورچے تیار کرلیے۔ تاتاری بیقاعدہ فوج جو شمار مین ۵۰ ہزار کے قریب ہوتے خان قپلان گیرائی کے زیر کمان تہی۔ دوسری طرف جمع ہوئی۔

روسیون کی فوجکے حوصلے متواتر ظفریابی سے بہت بڑھے ہوئے تھے۔ اور جنرل مذکور یہ خوبی معلوم تہا کہ سابقہ ہزیمتون سے ادس کے مخالفون کے لشکر مین بہت بیدلی اور ناراضی پہیلی ہوئی ہے۔ اوس نے اپنی فوجکو تین دستون مین مرتب کرکے بتاریخ یکم اگست ۱۷۷۰ء وزیر کے کیمپ پر دہاوا کردیا۔ اور ترکون کو بھگاکر بآسانی اوسپر متصرف ہوگیا۔ جہان اوسے بیشمار زر و دولت اور بے انتہا سامان حرب و خوراک اور کل توپخانہ جس مین ۱۴۰ توپین تہین ہاتھ لگا۔ ترک چونکہ حیرت انگیز تعجیل اور جلد بازی سے بھاگے تھے۔ ملون کے آدمی تھوڑے ہی قتل ہوئے۔ ڈینوب کی جنوبی کنارہ پر پہونچکر وزیر نے اپنی ہزیمت خوردہ فوجکا کچھ حصہ پہر جمع کرلیا۔ اور خان کریمیا نے ڈوبروشا اور بسربیا کے ترکی قلعون کی حفاظت کا انتظام اپنے ذمہ لیلیا۔ مگر قپلان بھی اپنے متقدم دولت گیرائی کیطرح نا قابل شخص تہا۔

متذکرہ صدر قلعے یکے بعد دیگرے روسیون کے قبضہ مین آنے شروع ہوگئے۔ قلعیہ۔ اکرمان اور اسمعیلیہ نے تہوڑے تہوڑے محاصرون کے بعد اطاعت قبول کرلی۔ البتہ صوبہ بسربیا کے مشہور قصبہ بندر کے تاتاری باشندون نے کمال دلاوری اور استقلال سے مقابلہ کیا۔ روسیون کو اوس کا دو مہینے محاصرہ رکھنا پڑا۔ اور جب بتاریخ ۲۶ ستمبر ۱۷۷۰ء اونہون نے آخری حملہ کیا تو گو رات کی تاریکی اور ترکی سنتریون کی غفلت سے وہ بالکل بے خبر دیوارون پر چڑھ جانے مین کامیاب ہوگئے۔ مگر پہر بہی بازارون اور گلیون مین برابر دس گھنٹے نہایت سختی اور تندی کے ساتھ فریقین مین برد آزمائی ہوتی رہی۔ اور جب تک آبادی کا دو تہائی حصہ لڑائی مین قتل نہ ہوگیا روسی شہر کو فتح نہ کرسکے۔ خود روسیون کا بہی اسقدر نقصان ہوا کہ زارینہ نے فاتح جرنیل کونٹ پانین کو آیندہ کے لیے ہدایت کردی کہ اتنے نقصان کے ساتھ کسی ایسے شہر کو فتح کرنے کی بجائے نہ کرنا زیادہ مناسب ہے۔ بریلہ واقع بر لب ڈینوب نے بہی ۱۰ دن تک دشمن کا نہایت مردانگی سے مقابلہ کیا۔ اور روسیون کو ایک دفعہ مین سخت نقصان کے ساتھ پسپا کردیا۔ مگر افسوس دریائے نیسٹر یا ڈینوب کے کنارہ کے ترکی قلعون کو باہر سے کمک اور مدد پہونچنے کی بظاہر کوئی توقع نہین رکہی تہی۔ وزیر اعظم کی فوج تقریباً کلیۃً منتشر ہوگئی تہی۔ اور اوس کے پاس سرحد کے مستحکم قلعون کے یکے بعد دیگرے مفتوح ہوتے جانے کی بری خبرین سننے کیلئے صرف تین ہزار نیم فاقہ کش آدمی باقی رہگئے تھے۔ چنانچہ موسم سرما سے پہلے پہلے جب کہ سردی کی وجہ سے لازمی طور پر لڑائی کو ملتوی کرنا پڑجاتا تہا۔ وہ تمام ترکی قلعے جو ڈینوب کے نچلے حصہ کے کنارہ پر تھے روسیون کے قبضہ مین چلے گئے۔ اور روسیون کیلئے بحیرہ اسود کے کنارہ کنارہ آگے بڑھنے کا راستہ بالکل صاف ہوگیا۔

فتح کریمیا

اس سال البتہ کریمیا کی طرف سے کسی قدر خوشی کی خبر موصول ہوئی۔ جہان روسی فوج نے پریکاپ کی فصیل پر حملہ کیا۔ اور شکست کھاکر پسپا ہوگئی۔ مگر دوسرے ہی برس ۱۷۷۱ء کی موسم سرما مین روسیون نے اس علاقہ پر ایسا تسلط اور فیصلہ کن حملہ کیا کہ محمد ثانی کی یہ شاندار فتح خاندان عثمانیہ سے کیتھرائن ثانی والیہ روس کے تصرف مین چلی گئی۔ باب عالی نے قپلان درخیولا ایک اور شخص مسمی سلیم غیرائی کو کریمیا کا خان مقرر کردیا ہوا تھا۔ اور ترکی وزراء نے جنوبی علاقہ ڈینوب کی نسبت خود اپنے ملک مین اوس کے موجود ہونیکو زیادہ ضروری تصور کرکے اوسے کریمیا بھیجدیا تھا لیکن وہ نالائق اپنے صدر مقام باغچہ سرای مین پہونچکر لہو ولعب مین ایسا مشغول ہوا کہ جبتک روسی جنرل پرنس ڈول گوروکی ۳۰ ہزار باقاعدہ فوج اور ۶۰ ہزار بے قاعدہ تاتار لیکر جنہون نے قیصرہ کی ملازمت اختیار کرلی تھی۔ پریکاپ کی فصیل کے قریب نہ پہونچ گیا اوسکی آنکھین نہ کھلین۔ اوس وقت وہ جھٹ پٹ خاکنائے مذکور کی حفاظت کیلئے گیا تو سہی۔ مگر کوئی معقول انتظام نہ کرسکا۔ روسیون نے دھاوا کرکے فصیل کو فتح کرلیا۔ اور پرنس پروسوروفسکی نے تاتاری فوجکی ایک ڈویژن کو شکست دیکر شہر پریکاپ کا محاصرہ اور پھر اوسے فتح کرلیا۔ روسی ابھی اس شہر کا محاصرہ ہی کئے ہوئے تھے۔ جو سلیم کو خبر پہونچی کہ ایک اور روسی لشکر نے جس مین دس ہزار آدمی ہین۔ آبنائے کرچ کے ایشیائی ساحل کے مشہور قصبہ تمن پر حملہ کرکے اوسے چھین لیا ہے۔ اور روسی شرقی حصہ سے جزیرہ نما مین داخل ہوکر بسرعت تمام بندرگاہ کافہ (تھیوڈوسیا) پر بڑھے چلے آرہے ہین۔

ان خبرات مدیدہ سے بدنصیب خان کے ہوش وحواس معطل ہوگئے۔ اور وہ اوس مورچہ بندکیپ کو جو اوسنے بمقام [illegible] قائم کیا تھا چھوڑ کر باغچہ سرای کو چلدیا۔ وہ وہان ایک طرح سے بالکل یکہ وتنہا اور ایسی سراسیمگی اور بیہوشی کے عالم مین داخل ہوا کہ شہر کی حفاظت کے متعلق کوئی حکم احکام وغیرہ دینے کے بالکل قابل نہین رہگیا تھا۔ چند دنون کے بعد روسی بھی شہر کے سامنے نمودار ہوگئے۔ اسپر وہ قرہ طلغ کو جہان اوس کے خاندان کے اراکین نے اپنے ہمراہیون سمیت پہلے سے چلے گئے ہوئے تھے۔ اور وہان ایک چھوٹا سا قلعہ بنالیا تھا۔ بھاگ گیا۔ پھر اس اندیشہ سے کہ کہین حملہ آور گرفتار نہ کرلین۔ اوسنے اس امن کو بھی دشمن کے مقابلہ مین ایک بندوق تک سر کرنیکے بغیر ترک کردیا۔ اور کنارہ سمندر پر پہنچکر چند رفقا سمیت ایک جہاز پر سوار ہوگیا۔ اور قسطنطنیہ چلا گیا۔

اوس کی اس بزدلانہ حرکت اور نامردی سے تاتاریون کی رہی سہی ہمت ٹوٹ گئی۔ بیشمار مسلمان باشندے کفار کی رعیت بننے کی بجائے اپنے وطن کو خیرباد کہہ گئے۔ اور جہازون پر سوار ہوکر اناطولیہ چلے گئے۔ اور باقیماندہ نے فاتحین سے صلح کی التجا کردی۔ ڈول گوروکی نے اس وقت نہایت زبردست حکمت عملی اور استادی سے کام لیکر تاتاریون کو یکلخت روسی بنانیکے عوض اونکی دلداری اور بتدریج روسی جوا اونکی گردنون مین ڈالنے کیلئے اون سے وعدہ کیا۔ کہ اون پر بدستور خاندان غیرائی کا کوئی شاہزادہ حکمران بنایا جائیگا۔ اور انہین قیصر کی زیر حفاظت کامل آزادی حاصل رہیگی۔ اسپر ان لوگون نے اطاعت کی حلف اوٹھاکر اپنی قوم کے ۲۸ سردار اور دو اشخاص اور سلیم غیرائی کے دو فرزند شاہی حمایت وعنایت کی سند حاصل کرنیکیلئے سینٹ پیٹرزبرگ بھیجدیئے۔ اور کافہ کرچ ینی قلعہ کے باشندون نے روسی فوج کے داخلہ پر پھاٹک کھولدیئے۔ سپوپاٹوریا بزور شمشیر فتح کیا گیا۔ اور ترکی سرعسکر مقبوضہ کریمیا

جو قلیل التعداد باقاعدہ ترکی فوج سے فاتحین کی پیشقدمی کے سیلاب کو روکنے کی بیفائدہ کوشش کر رہا تہا میدان جنگ مین شکست یاب ہوا۔ اور گرفتار کر لیا جا کر سینٹ پیٹرز برگ کو بہیجدیا گیا۔ ادہر ڈول گوروکی نے قریمی سلاطین کی استدعا کا حکم کی طرف سے جواب موصول ہونے تک شاہین غیرائی کو کریمیا کا خان مقرر کر دیا جس تقرر کو ملکہ نے منظور کر لیا۔ اور اپنے فاتح جرنیل کو قرمسکی (فاتح کریمیا) کا خطاب عطا کیا۔ روسی اس فتح سے جامون مین پہولے نہ سماتے تہے۔ اون کا بیان تہا کہ تاتاریون کے ہاتہون صدیون تک جو ذلتین اور سختیان برداشت کی جاتی رہی تہین۔ اب اون کا بدلہ پورا پورا لیلیا گیا ہے۔

روس پر پہلے پہل چنگیز خان کے ایک ڈیٹے نے ۱۲۲۳ء مین حملہ کیا تہا جو کل جنوبی روس اور بلگیریا و ہنگری کو تاخت و تاراج کر کے واپس چلا گیا پہر بارہ برس بعد اوس قہر الٰہی کے ایک پوتے نے حملہ کیا[ا] اور جب چنگیز خان مر گیا تو اوسنے دشت قپچاق مین دریا والگا کے جنوبی علاقہ مین اپنی مستقل حکومت قائم کر کے علیحدہ سلطنت قائم کر لی۔ اور پہر کچہ عرصہ بعد قپچاق کے قریب نیا پایہ تخت بنام سرا تعمیر کیا۔ جو چودہوین اور پندرہوین صدی مین نہائت آباد و بارونق اور تمام ممالک مشرق کی تجارت کا مرکز تہا ابن بطوطہ اپنے سفرنامہ مین اوس کی شان و شوکت تمول اور آبادی کا مفصل ذکر کرتا ہے۔ مگر آخر کار گردش روزگار سے اوس کا نشان صفحۂ ہستی سے ایسا معدوم ہو گیا کہ اب یہ بہی یقین کے ساتہ نہین کہا جا سکتا کہ وہ کس موقعہ پر آباد تہا۔ روس اوسوقت متعدد ریاستون مین منقسم تہا جن کو شاہزادے جو سب کے سب رورک بانی سلطنت روس کی نسل سے تہے ہمیشہ آپس مین لڑتے جہگڑتے رہتے تہے۔ مگر جب تک تاتاری طاقتور رہے اونکی غلامانہ اطاعت و فرمانبرداری کرتے رہے۔ خوانین نے روسی رعایا اور شاہزادون کو مذہبی آزادی تو پوری پوری دے رکہی تہی جس کا کسیقدر ذکر مین رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا مین کر چکا ہون۔ امتداد زمانہ سے آخر یہ سلطنت تین حصون مین تقسیم ہو گئی جن مین سے قازان اور استراخان کی تاتاری ریاستون کو جیسا کہ پہلی جلد مین لکہا جا چکا ہے۔ زار ایوان ظالم نے فتح کر لیا۔ اور اب ساڑہے پانچسو برس کے بعد کیتہرائن نے کریمیا پر قابض ہو کر تاتاری حکومت اور روس مین اسلام کی

ا۔ آج کل کے زمانہ مین جب کہ دخانی جہازون اور ریلوے کی طفیل مہینون کے راستے دنون مین طے ہوتے ہین اور ٹیلیگراف کے ذریعہ ہزارون کوس کی خبرین منٹون مین موصول ہو جاتی ہین۔ ایک ملک کی ہلچل کا دنیا کے بعید ترین ملک مین بہی اثر ہو جانا چندان تعجب خیز نہین ہو سکتا۔ مگر ناظرین غالباً یہ سُن کر ضرور متعجب ہون گے کہ نیم جہالت کے زمانہ مین بہی مدنی الطبع انسان اور اوس کے مساکن مین باہمی تعلق موجود تہا۔ چنانچہ جب چنگیز خان کے پوتے نے جنوب مشرقی یوروپ مین حملہ کیا۔ تو گو بادی النظر مین بہی شمال مغرب کے ملک اوسکی تاخت و تاراج سے محفوظ دکہائی دیتے تہے تاہم اس جنگجو قوم اور اوس کے قابل سپہ سالارون کی ایسی دہاک بندہ گئی ہوئی تہی کہ اونکے دور سے ہی ہوش پران ہو رہے تہے۔ چنانچہ اسیوجہ سے ۱۲۳۸ء مین اہالی سویڈن اور ناروے نے حسب معمول مچہلی لانے کے لیے اپنے جہاز انگلستان نہ بہیجے۔ جس سے آخر الذکر ملک مین مچہلی اسقدر ارزان ہو گئی۔ اسپر گبن یہ لطیف ریمارک کرتا ہے کہ مغلیہ خان کے حکم سے جو چین کی حدود پر حکمران تہا انگلستان کی منڈیون مین مچہلی کے نرخ پر اثر پڑ گیا۔ اور انگلستان کے غربا کی بنی گئی۔ مگر جو لوگون کے لیے نعمت کا باعث ہوا اوس سے روسیون پر تباہی وارد ہو گئی۔ مؤلف

پولیٹیکل طاقت کا آخری نشان بھی معدوم کر دیا۔ سر ڈانلڈ میکنزی والیس سابق پرائیویٹ سکرٹری لارڈ ڈفرن گورنر جنرل ہند اپنی کتاب موسومہ روس مین لکھتے ہین کہ "خوانین اگر دور اندیش اور محتاط مدبرین ہوتے تو اونکی حکومت روس پر بہت زیادہ عرصہ تک قائم رہتی۔ مگر وہ پولیٹیکل قابلیت و لیاقت مین نہایت سخت ناقص ثابت ہوئے۔ اونکی صرف یہی کوشش رہی کہ ملک سے جس قدر خراج زیادہ سے زیادہ حاصل ہونا ممکن ہو وہ حاصل کرتے رہین۔ اونہون نے تمام ایسے امور و مقاصد کو جو اس سے اعلےٰ تھے نظر انداز کر دیا۔ اور اسی مجرمانہ کوتاہ نظری سے اونکی پولیٹیکل طاقت پر وبال آیا۔ تمام روسی شاہزادون کو مساوی سطح پر رکھنے اور اس طرح سے اونکو یکسان کمزور کر دینے کی بجائے وہ محض خوشامد یا نذرانہ و تحائف سے خوش ہو کر اپنے باجگذارون مین ایک یا چند کو ہمیشہ دوسرون پر فوقیت دیتے رہے۔ شروع شروع مین تو یہ فوقیت صرف گرینڈ پرنس (اعلےٰ شاہزادہ) کے خالی خولی خطاب تک محدود رہی۔ مگر ایسے منظور نظر شاہزادون نے یہ دعوےٰ کر کے کہ خوانین سے براہ راست تعلق رکھنے کا صرف اونہی کو استحقاق ہے اور چھوٹے چھوٹے شاہزادون کو اپنی معرفت خوانین کو خراج ادا کرنے پر مجبور کر کے جلد ہی اس خالی اعزاز کو واقعی طاقت بنا لیا۔..... تمام شاہزادون سے جنہون نے اس طرح سے اپنے اقتدار کو بڑھانے کی کوشش کی سب سے زیادہ کامیابی شہزادگان یا حاکمان ماسکو کو ہوئی۔ وہ ایسے بہادر نہ تھے۔ نہ اون کے اخلاق ہی ایسے تھے کہ علم اخلاق کے ماہرین کو اون سے کوئی ہمدردی ہو۔ مگر مکاری، معاملہ فہمی۔ اور استقلال کا وافر حصہ اونہین واہب ازلی کی جناب سے ملا ہوا تھا۔ اور وہ کچھ ایسے ایماندار نہ تھے کہ ضمیر اور کانشنس کے الزام اور طعنہ زنیان اون پر کچھ موثر ہو سکین۔ وہ اوائل زمانہ مین ہی تاڑ گئے تھے کہ روپیہ کے ذریعہ خوانین کے دربار مین بالیقین اقتدار و اعزاز حاصل ہو سکتا ہے۔ پس وہ اپنے وطن مین تو بڑی خست اور کفایت سے بسر اوقات کرتے اور دربار مین آ کر نہایت فیاضی اور کشادہ دلی سے کام لیتے۔ چنانچہ اسی ارسوخ کی طفیل اونہون نے تاتاریون کی مدد اور اجازت سے کئی چھوٹی چھوٹی ریاستین جنپر باغی ہونیکا الزام لگایا گیا۔ اپنے علاقہ مین شامل کر لین۔ مگر یہ فرمانبرداری اور خوشامد اسی وقت تک رہی جب تک کہ خوانین کی طاقت ناقابل مقابلہ تھی جب اوس مین انحطاط ہو گیا۔ تو یہ شاہزادے خوانین کے رقیب ہو گئے۔ اور آخر کار اونہون نے کل ملک کو تاتاریون کے جوے سے آزاد کرا لیا۔"

اس سال (۱۸۵۴ء) مین عشاکوت اور رکلبرت کی ترکی فوجون نے روسی افواج کے حملہ کو کامیابی کے ساتھ پسپا کر دیا مگر کریمیا کے فتح ہو جانے سے جو نقصان عظیم پہنچا تھا اوس کی ان جزوی فتوحات سے کچھ تلافی نہین ہو سکتی تھی۔ ڈینوب کے سواحل پر بھی ترکون کو ۱۸۵۳ء کے محاربہ کے شروع مین کسیقدر فائدہ رہا۔ اونہون نے مقام گرگیو کو جو روسیون نے سال ماقبل کو موسم سرما مین فتح کر لیا تھا واپس لے لیا۔ اور محسن زادہ محمد نے جس نے موریا مین روسیون کے ہمراہ یونانیون کے مقابلہ پر قابل تعریف مستعدی اور شجاعت ظاہر کی تھی۔ سعیدان کی گورنری کی حیثیت سے جس اہم عہدہ پر اب وہ مامور تھا۔ ویسی ہی کارآگاہی اور قابلیت ظاہر کی۔ اوس نے ڈینوب کے

ا؎ ناظرین کو معلوم رہے کہ خوانین نے روسی ریاستون کے اندرونی انتظام مین کبھی دخل نہین دیا تھا۔ بلکہ ہر ایک ریاست کے باشندون سے اونہی کے والی ریاست کی معرفت خراج وصول کر لیا کرتے تھے۔ اندرونی انتظام اونہی شاہزادون کے ہاتھ مین تھا۔ مؤلف

جمور کے بمقام کلانخت کیمپ قائم کیا۔ اور وہان سے پیش قدمی کرکے کراجوا اور قلعہ تک بڑھا چلا گیا۔ اور روسی جرنیل لاسین کو بیسنے گرگیو دکو فتح کرنے کی کوشش کی شکست دی۔ مگر خود بمپر نجارسٹ پر حملہ کرکے ہزیمت اوٹھائی۔ روسی جرنیلان ہیلاروڈو وچ اور رولسیمین نے متعدد ترکی دستون کو بمقام فوکشنی شکست دی۔ اور گو روسی سپہ سالار جنرل رومانزوف اس محاربہ مین حسب معمول مستعدی اور سرگرمی سے کام نہ لیا تاہم فی الجملہ غلبہ روسیون ہی کو رہا۔ رومانزوف کی عدم مستعدی کی شاید یہ وجہ تہی کہ ڈولگورکی کی فوج نے کریمیا پر حملہ آور ہوتے ہی رومانزوف کو پاس بہیجا اور صوبجات ڈنیوب مین فوج کم رکہی تہی۔ نیز وہ گفتگوئے مصالحت کو شروع ہو جانے کے باعث بھی زیادہ سرگرمی سے کام لینے سے رک گیا تہا۔

فرانس کی کوشش ٹرکی کی حق مین انگلستان کی مخالفت۔ محاربہ کا از سر نو شروع ہونا

دربار فرانس محاربہ کے واقعات کو بڑے تردد اور غور سے دیکہتا رہا تہا۔ مگر انگلستان کی مخالفت اور آسٹریا کی دورخی چال سے خود کوئی عملی حصہ نہ لیسکتا تہا۔ اور اوس کے علاوہ بہی دو سلطنتین ایسی تہین جنکے اغراض و مقاصد کی واقعی بہبود ٹرکی کے قیام کی متقاضی تہی۔ انگلستان اوس وقت روس سے تجارتی معاہدہ کے لیئے نامہ وپیام کر رہا تہا۔ مگر بالواسطہ طور پر جو وہ روس کو امداد دے رہا تہا۔ اور نیز جو خوشی وہ روس کی فتوحات پر ظاہر کر رہا تہا۔ اوس سے یہ صاف ظاہر ہو رہا تہا کہ اس تجارتی معاہدہ مین کچھ نہ کچھ پولیٹیکل اتحاد بہی مخفی ہے۔ اور کہ اگر فرانس نے باب عالی کی طرفداری مین اعلان جنگ کر دیا تو انگلستان نے الفور اوس کی بیڑہ جہازات پر حملہ کرو یگا

آسٹریا کی یہ حالت تہی کہ وہ اپنے منصوبون کی ٹوہ تک دربار فرانس کے کان مین نہین پڑنے دیتی تہی۔ اور اوس کے برعکس فرانس ۱۷۵۶ء کے اتحادی معاہدہ پر بہروسہ کرکے اس ایماندار سلطنت کو شروع محاربہ سے اپنے ہر ایک ارادہ کی اطلاع کر دیتی۔

جب فرانس ان دونون ملکون کی حمایت مین ایسا سرگرم تہا۔ تو نیک نیت آسٹرین گورنمنٹ اوسکو کب اپنے اس عندیہ سے واقف کر سکتی تہی۔ کہ وہ تو پولنڈ کی تقسیم کی تجویز کر رہی ہے۔ باب عالی سے خفیہ علیحدہ معاہدہ کرنے کی خواہشمند ہے اور یہ چاہتی ہے کہ فرانس۔ روس اور ٹرکی کے درمیان جو بیچ بچاؤ کر رہا ہے۔ اوس سے باز آجائے ؟

جنگ چشمہ کے بعد سلطان نے فرانس اور آسٹریا سے روس کی پیش قدمی کو روکنے کے لیئے اتحاد کر لینے کی درخواست کی تہی۔ اور اوسیوقت ہر ایک سے علیحدہ علیحدہ عہدنامہ کرنے کی بہی خواہش ظاہر کی تہی۔ آسٹریا نے جواب دیا کہ اگر وہ بہی لڑائی مین شریک ہو گئی۔ تو غالبا کل یوروپ مین آتش جنگ مشتعل ہو جائے گی۔ البتہ وہ فریقین مین بیچ بچاؤ کرنے پر تیار ہے۔ اور اس شرط پر صلح کرا دیگی۔ کہ روسی پولنڈ کو خالی کر دین۔ اور ہر ایک فریق کی سرحد وہی رہی جو لڑائی سے پہلے تہی۔

سلطان نے اس جواب کے موصول ہونے پر دیوان کے اراکین کو جمع کرکے صلح یا جنگ کا سوال اون کے سامنے پیش کیا

اور آسٹریا کا جواب اون کو سنا دیا۔ فرانس کی نسبت سلطان نے کہا کہ اوسنے ابھی جواب نہین دیا۔ مگر فرانس سمجھا جاتا ہے کہ وہ ٹرکی کی حمایت پر ثابت قدم رہیگا۔ چنانچہ اوس کے ساتھ اس وقت بھی کثیر التعداد جہازون کی خریداری کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے۔ اور گو اوسنے جہاز دینے یا نہ دینے کے متعلق کوئی قطعی جواب ہنوز نہین دیا۔ لیکن اوسکو سفیر کی باتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرانس عنقریب ہم سے اتحاد کر لیگا۔

تمام وزرا نے صلح کر لیے جانے کی رائے دی۔ مگر سلطان لڑائی پر مُصر تھا۔ اور اوسکی رائے تھی کہ فرانس پر پورا پورا بھروسہ کیا جائے۔ تاہم وزرا نے در پردہ آسٹریا سے درخواست کر دی کہ وہ ثالث بن کر صلح کرا دے۔

انگلستان کو جب اس معاملہ کی خبر ملی تو اوسنے اپنے تئین بطور ثالث پیش کیا۔ لیکن روس کے ساتھ اوسکی طرفداری ایسی بدیہی تھی کہ اوسے صاف جواب دیدیا گیا۔ وزیر اعظم نے انگریزی سفیر کو کہا: "در آنحالیکہ انگریزی جہاز روسی بیڑہ مین موجود ہین۔ دربار انگلستان کو ثالثی کی درخواست کرتے ہوئے شرم نہین آتی؟ اور کیا اوس کو تردد سے جو وہ ثالث بننے کے لیے ظاہر کر رہا ہے یہ نتیجہ نہین نکالا جا سکتا کہ وہ ثالثی کے پردہ مین کوئی سخت دشمنی کرنا چاہتا ہے؟"

اسی محاربہ کے دوران مین جو کم و بیش وقفون کے ساتھ ۱۷۹۲ء تک جاری رہا تھا۔ ترکی وزیر اعظم نے انگریزی سفیر کو جو مراسلہ لکھا تھا اوس سے انگلستان اور ٹرکی کے تعلقات جو اوس وقت تھے بخوبی ظاہر ہو رہے ہین۔ اس مراسلہ کا ترجمہ مسٹر گرے ممبر پارلیمنٹ نے ۲۹ فروری ۱۷۹۲ء کو معاملات ٹرکی و محاربہ روس کے مشہور مباحثہ کے وقت جس کا اوپر بھی ذکر ہو چکا ہے پارلیمنٹ مین پڑھ دیا تھا[1]

---

[1] یہ مراسلہ سلطانی وزیر اعظم نے سر رابرٹ انزلی انگریزی سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو لکھا تھا۔ اوس کی نقل ذیل مین بجنسہ درج کر دی جاتی ہے: "واضح ہو کہ بادشاہ بمجاہ روم خود ہی جنگ کرتے ہین اور خود ہی مصالحہ کرتے ہین۔ اور اپنے غلام اور ملازمین اور رعایا پر اعتماد کر سکتے ہین۔ اور چونکہ اون کی ایمانداری اور وفاشعاری کا تجربہ کر لیا ہے۔ لہذا اون پر اعتبار کیا گیا ہے۔ لیکن یہ صفت (یعنی وفاداری) تم لوگون کے ملک سے اور بلاد یورپ سے جو تمہارے ملک کے قریب ہین بڑی مدت سے جاتا رہا ہے۔ اگرچہ اوسے اپنی بات کے سچے بھی ہون تاہم انگریزون کا قول قابل اعتماد نہین۔ اس واسطے کہ یہ لوگ تمام بنی آدم کو بیچتے ہین اور مول لیتے ہین۔ سلاطین عثمانیہ تمہارے بادشاہ اور تمہارے ملک سے کچھ تعلق نہین رکھتے۔ اور ہم نے نہ کبھی تم سے صلاح و مشورہ کسی امر مین چاہا۔ اور نہ تمہاری دست اندازی اور نہ تمہاری دوستی چاہی۔ اور ہم اپنی طرف سے کوئی سفیر یا وکیل تمہارے ملک مین رکھنا نہین چاہتے۔ اور نہ تم سے رسم و راہ اور خط و کتابت رکھنی ہمین منظور ہے۔ پس تم لوگ کیون چاہتے ہو کہ ہمارے اور شاہ روس کے درمیان مین پڑو۔ اور کیا وجہ ہے کہ تم چاہتے ہو کہ سلطنت اہل اسلام کی کوئی مدد یا اعانت کرو۔ حالانکہ تم ہمین کفار سمجھتے ہو۔ ہم نہ تمہاری دوستی چاہتے ہین اور نہ تمہاری مدد۔ اور ہمین یقین ہے کہ تمہارا وزیر جس کی تم ایسی تعریف کرتے ہو۔ کوئی بات جعلسازی کی مدنظر رکھتا ہے۔ یا تمہاری قوم کے خوش کرنے کے لیے اوس نے کوئی تدبیر ظلم کرنے کی سوچی ہے اور ہمین سنا ہے کہ تم لوگ بجز بیوقوف اور بدذات اور کمینے اور بندگان زر ہو۔ اور ہمین ہیچ خبر پہونچی ہے باقی دوسرے صفحہ پر

دیوان نے اس درخواست کو جو آسٹریا سے کیگئی تھی سفرانس سے بالکل پوشیدہ رکھا ۔ اور اوس کو اسطرف سے غافل رکھنے کے لیے
اتحاد کے متعلق نامہ و پیام کو بڑی سرگرمی سے جاری رکھا ۔ فرنچ سفیر ایم ڈی سینٹ پریسٹ کو ترکی وزرا کی کمزور مزاجی کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۵) کہ حرص و طمع تم مین بڑی صفت ہے ۔ اور تم اپنے خدا کو بیچتے اور مول لیتے ہو ۔ اور تمہارا خدا زر ہے اور تمہارے وزرا بلکہ تمہاری سب قوم بس جو کچھ سمجھتے ہین تجارت کو سمجھتے ہین ۔ پس تم چاہتے ہو کہ شاہ روس کے ہاتھ ہمین بیچ ڈالو ۔ لیکن ہمین یہ امر منظور نہین رہمین خود ہی شاہ موصوف سے معاملہ کرنے دو ۔ اور چونکہ حق تعالیٰ نے ہمارا رشتۂ خوش قسمتی دراز کیا ہے ۔ لہٰذا ہمین واجب ہے کہ اوس کی رضا پر راضی رہین ۔ اور جو خدا اور اوس کے رسول نے فرمایا ہے ۔ ضرور ظہور مین آئے گا ۔ آگاہ ہو کہ سلاطین عثمانیہ مکر و حیلہ نہین جانتے بلکہ نفاق و مکر تم نصاریٰ ہی کے اخلاق ہین ۔ ہم بادشاہ اپنے قول مین ایمانداری اور دیانت اور صفائی کو عیب نہین سمجھتے ۔ اور اگر ہم جنگ مین مبتلا ہوتے ہین تو رضائے الٰہی پر راضی رہتے ہین ۔ اور یہ جانتے ہین کہ جو ہماری تقدیر مین لکھا گیا تھا وہی ہوگا ۔ ہم بڑی مدت سے شان و شوکت سے بسر کرتے چلے آتے ہین ۔ اور تمام بادشاہان روئے زمین سے اولیٰ اور افضل ہین ۔ اور ہم فخر کرتے ہین کہ مدت ہائے مدید سے کفر و نفاق اور ہر قسم کی بدی اور ریاکاری پر اور نصاریٰ کے مقابلہ مین غالب ہوتے چلے آئے ہین ۔ ہم رب العالمین کی عبادت کرتے ہین ۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اعتقاد کرتے ہین ۔ لیکن تم لوگ نہ اوس خدا کا اعتقاد رکھتے ہو جس کی عبادت کا بہانہ کرتے ہو ۔ اور نہ اوس کے بیٹے کا عقیدہ رکھتے ہو جسے تم اپنا خدا بھی کہتے ہو یا اپنا پیغمبر ہی جانتے ہو بھلا ایسی قوم کفار پر کیونکر اعتماد ہو سکتا ہے ۔ اپنے تمام تعلقات اور رفاقتون مین جو تم ایک دوسرے کے ساتھ کرتے ہو تم نے راستی اور نیکی نکال ڈالی ہے ۔ اگر تمکو ہماری بات کا یقین نہ ہو تو دفتر شکایات اور اقرارات اور اظہارات جملہ سلاطین ماضیین نصاریٰ جو آپس مین جدال و قتال کرتے تھے ۔ دیکھ لو ۔ اور اگر تم وہ دفتر دیکھو گے ۔ تو تمہین معلوم ہو جائے گا کہ تمام سلاطین مذکورین نصاریٰ کفر و زندقہ و مکر و فریب ظلم و جور نا انصافی اور عہد شکنی مین مساوی تھے ۔ بھلا کسی ترک نے بھی کبھی اپنے عہد یا اقرار کا ایفا نہین کیا ۔ بلکہ ہمیشہ ترکون نے اپنی بات کو پورا کیا ۔ بھلا کسی بادشاہ نصرانی نے بھی کبھی کسی عہد کا ایفا کیا ہے ۔ بجز اوس اقرار کے جو اوسکی حرص و طمع کے موافق تھا ۔ نہین کسی بادشاہ نصرانی نے اپنے عہد کی وفا نہین کی ۔ پس تم لوگ کیونکر گمان کرتے ہو کہ ہم تمہارا اعتبار کرین گے ۔ حالانکہ سچ تو یہ ہے کہ اس زمانہ مین تم ایسی قوم ہو کہ تمہارے انتظام مین بالکل مکر و فریب بھرا ہے ۔ اور تم مین ذرا بھی نیکی نہین کہ بندوبست ملک مین تمہین ہدایت کرے گا ۔ آگاہ ہو کہ شہنشاہ اعظم روم تمہارے بادشاہ سے رسم و راہ ظاہری نہین رکھتے ۔ اور نہ اس امر کی انہین ضرورت ہے اور نہ وہ اس امر کو چاہتے ہین ۔ اگر تم چاہتے ہو کہ اس ملک مین بطور ایک گویندہ کے رہو ۔ یا بقول تمہارے مثل ایک سفیر کے اپنے بادشاہ کی طرف سے تو تمہین اجازت دیجاتی ہے کہ اور سفیران قوم نصاریٰ کے ساتھ رہو بشرطیکہ تم اپنے چال چلن کو درست رکھو لیکن ہم نہ تو تمہاری مدد ہی چاہتے ہین ۔ نہ اعانت بری ۔ اور نہ تمہارا مشورہ اور نہ تمہارا درمیان مین پڑنا ہمین مطلوب ہے ۔ مجھ وزیر سے بھی شہنشاہ روم کا حکم نہین کہ تمہارے پیام مدد کا شکریہ ادا کرون اس واسطے کہ دیوان شاہی اس امداد کے شکریہ کو تم لوگون کی نسبت نامناسب مہربانی تصور کرتا ہے اور نہ مجھے حکم ہے کہ تمہارے پیام اعانت بری کا شکریہ بجا لاؤن اس واسطے کہ ہمارے بادشاہ نے دربار کی دوستی مقبول

پورا علم تھا وہ بجائے خود اون کو ذلت بخش صلح سے بچنے کے لیے جس کا نتیجہ فرانس کے حق مین بھی اچھا نہین ہو سکتا تھا۔ حوصلہ دلانے کی ہر طرح سے کوشش کرتا رہا اور اپنی گورنمنٹ سے قطعی جواب موصول ہونے تک ترکون کو اونکی شکستیابی کے دائمی بواعث سے آگاہ کرتا رہا۔ اوس نے اون کو متنبہ کیا کہ تمہارے تمام قدیم ضوابط و قواعد متروک ہو گئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۷۶) کبھی وہم و گمان بھی نہین کیا۔ کہ تمہارے جہازون کو اپنے دریاؤن مین آنے کی اجازت دی نہ ہم جانتے ہین۔ اور نہ ہمین اس سے مطلب ہو کہ تمہین شاہ روس سے کیا کرنا چاہیئے۔ اور ہم چاہتے ہین کہ اپنے مقدمات کو بادشاہ موصوف سے اوسطرح انجام دین جسطرح ہمارے واسطے اور ہمارے قوانین ملکی کے لیے مناسب ہو اگرچہ تم لوگ تمام نصارےٰ مین بدتر اور شریر نہین ہو۔ جیساکہ لوگ تمہاری نسبت گمان کرتے ہین۔ تاہم اس مین شک نہین کہ تم غرور اور خود بینی اور گستاخی اور بے ادبی مین سب نصارےٰ سے زیادہ ہو۔ اس واسطے کہ تم کہتے ہو کہ ہم ایسی سلطنت عظیمہ روس سے اور تم سے (یعنی شاہ روم سے) تمہاری مرضی کے موافق مصالحہ کرا دین گے۔ تم اور بعض اور نافہم نصارےٰ یہ خیال خام رکھتے ہین۔ کہ وہ بھی حکومت کے لائق ہین۔ حالانکہ ہم یہ بات خوب جانتے ہین لہذا یہ گستاخی تمہاری ہمارے نزدیک تمرد اور سرکشی اور مداخلت بیجا مین داخل ہے۔ اور دیکھ لینا کہ یہ گستاخی تمہارے ہی ملک مین تمہارے مشورون کو ذلیل کر دے گی۔ اور اور ملکون مین تمہاری صلاح کو قابل توجہ اور لحاظ نہ رکھے گی۔ چہ جائیکہ شاہ روم کہ وہ تو تمہارے مشورون کی کچھ بھی حقیقت نہین سمجھتے۔ اس واسطے کہ جب اون کے وزرا نے تمہاری صلاح کو سنا اونہین فورًا معلوم ہو گیا کہ یا تمہاری نیت مین فساد ہے۔ یا تم کچھ نہین جانتے۔ آگاہ ہو کہ بندگان عالی شہنشاہ روم اوس قسم کی تدبیرات اور سرکشی سے اپنے ملک کو کیونکر محفوظ سمجھ سکتے ہین۔ کہ جو قوم کہ اپنی ہی رعایا و برایا سے ایسے مکر و فریب کرتی ہے۔ لیکن یہ امر کچھ تمہین پر منحصر نہین۔ بلکہ بادشاہان نصارےٰ کا یہی شعار ہے۔ کہ اپنی رعایا کو زر پیہ کے واسطے ایک دوسرے کے ہاتھ بیچتے ہین۔ اور ہمین خبر صحیح پہونچی ہے کہ جو معاملہ تم سلاطین نصاریٰ مین آپس مین ہوتا ہے۔ اوسی بادشاہ کے مفید ہوتا ہے۔ جو رشوت زیادہ دیتا ہے۔ وزراء سلطانی عثمانی نے اکثر بادشاہان یوروپ کے مشورے سُنے۔ لیکن جب اون مشورون پر عمل کیا دغا یا فریب یا نقصان اٹھایا۔ پس تم لوگ شہنشاہ روم اور شاہ روس مین مصالحہ کرانے کا ہرگز قصد نہ کرو۔ اس واسطے کہ ہم خوب جانتے ہین۔ کہ تمہارا یہ ارادہ ہے۔ کہ سب بنی آدم کو پریشانی اور انتشار مین ڈالو۔ اور بعد ازان اپنے فریب سے خود ہی منتفع ہو۔ ہمین نہ تمہاری تجارت کی کچھ احتیاج ہے نہ خواہش۔ اس واسطے کہ ہمارے تجار تمہارے مکر و فریب سے تباہ ہو گئے ہین۔ تمہارا مذہب زر ہے اور کچھ نہین۔ اور تمہارا خدا فقط حرص جاہ ہے۔ اور مذہب عیسائی جو تم رکھتے ہو یہ تو فقط دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اور تمہاری ریاکاری اور بدنیتی کو چھپائے ہوئے ہے۔ آگاہ ہو کہ اب ہم تمہاری کوئی عرض قبول نہ کرین گے۔ لہذا حکم دیتے ہین کہ اس حکمنامہ کا جواب نہ بھیجنا۔"

ہوئے ہین۔ حالانکہ اپنی ضوابط کی طفیل تمہاری ینگچری فوج ایکوقت کل دنیا کی پیدل افواج سے سربرآوردہ تہی۔ اس کے ساتھہی اوس نے اون کو جدید آلات حرب کیطرف توجہ دلائی۔ جن کا استعمال اوس وقت کل یورپین اقوام نے اختیار کرلیا ہوا تہا۔ اس آخری معاملہ مین اوسے کچھ کامیابی بہی ہوگئی۔ اوسنے بیرن ڈی ٹاٹ کی مساعی جمیلہ سے قسطنطنیہ مین ملکی توپون کے ڈہالنے کا کارخانہ قائم کردیا۔ اور اسی نوجوان انجنیر کی زیر نگرانی گولندازون کی تربیت کے لیئے ترکی گورنمنٹ سے ایک مدرسہ بہی جاری کرادیا۔ اس نیک نہاد فرانسیسی نے جسنے ابہی حال مین ڈارڈ نیلز کو غنیم سے محفوظ کیا تہا۔ اس بیگانہ ملک کی ایسی تندہی سے خدمت کی کہ تمام مسلمان بہی اوس کی تندرستی اور صحت کے لیئے مساجد مین دعائین مانگا کرتے تھے۔

اس اثناء مین سفیر کو اپنی گورنمنٹ سے جواب موصول ہوگیا۔ سوآشل نے ایم پریسیٹ کو حکم دیا کہ روسیون کی عملی مخالفت چھوڑ دو۔ مگر ساتھہی ترکون کو پولنڈیون کی حمایت سے شکستہ دل ہوکر دست بردار نہ ہونے دو۔ اسی مراسلہ مین سوآشل نے اتحاد سے انکار کرکے لکھا کہ اگر باب عالی چاہے تو فرانس ثالثی کرنے کو تیار ہے۔ سوآشل کو یہ پالیسی انگلستان کی مخالفانہ وضع سے اختیار کرنی پڑی تہی۔ جس نے روسی بیڑہ سے اپنے ملاحون کو واپس بلاکر بڑی بہاری تیاریان شروع کردی تہین۔ جو صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ فرانس کے برخلاف ہین۔ ادہر خود اپنے ہی ملک مین ایک زبردست جماعت ڈیوک شوآشل کو وزارت سے برطرف کرنیکے درپے ہو رہی تہی۔ اس دو طرفہ ترغہ مین اوسنے یہی مصلحت سمجھی کہ سردست خاموش رہکر کسی مفید موقعہ پر مثلاً کہ جب انگلستان کی اوسکے امریکن آبادکارون سے چھڑ جائے۔ جس کی قوی امید ہو رہی تہی۔ تو اوس وقت اس روسی محاربہ مین مداخلت عملی کیجائے۔ لیکن گو انگلستان کی وجہ سے وہ بظاہر ترکون سے اتحاد نہ کرسکا تاہم اوسنے پولنڈیون کو پندرہ سو سپاہی۔ اور کچھ انجنیر اور افسر اور زر روپیہ بہیجدیئے۔ اور سویڈن کو روس کے برخلاف اکسانا شروع کردیا۔ اوسوقت مسٹر مرے قسطنطنیہ مین انگریزی سفیر تہا۔ جو ٹرکی کے برخلاف اپنی گورنمنٹ کی اس معاندانہ کارروائی کو سخت ناپسند کرتا تہا۔ انگریزی گورنمنٹ کا اوس وقت یہ خیال تہا کہ روس برطانیہ کا قدرتی رفیق ہے وہ اس کا قائل نہ تھا۔ مگر بدقسمتی سے مسٹر مرے کو ترکی کی بعض بیہودہ کارروائیون سے جو اوسے ایسی صورت مین جب کہ خود اوسکی گورنمنٹ مخالف رائے رکہتی تہی۔ ٹرکی کو انگلستان کی رفاقت کا یقین دلانے کے لیئے مجبوراً کرنی پڑی تہین۔ ترکی وزرا بہی اوس سے ناراض ہوگئے تھے۔

اوہر سلطان کو مدبری کا بڑا دعوی تہا۔ اور یہی ہمسایہ گورنمنٹ کے اکثر سے وہ دوسرون کے حقوق و مفاد کو اپنی خود غرضی کی قربانگاہ پر بہینٹ چڑہانے کو وہی تدبر سمجھنے لگ گیا تہا۔ جس سے ڈپلومیٹک نامہ و پیام خوب الجھاؤ دار اور پیچیدہ ہوگئے۔ اور آخر سلطان اور اوسکی سلطنت کو اس تقلید سے الٹا نقصان اوٹھانا پڑا۔ مصطفی ایک لاٹھی سے دو جانور مارنا چاہتا تہا۔ اوسکی خواہش یہ تہی کہ روس کے ساتھ بعزت صلح ہوجائے بلکہ یہ کہ کچھ اور علاقہ بہی ہاتھ آئے۔ جس کے لیئے ایک اور سلطنت سے اتحاد درکار تھا۔

اور یہ کام آسٹریا کی سلطنت سے ہی نکلسکتا تہا کیونکہ ضعیف ٹرکا جب سب کی نظرین لگی ہوئی تہین۔ پولنڈ تہا۔ اور اوس کے حصے بخرے آسٹریا کی مدد سے ہی ہوسکتے تھے۔ اور اسی لیئے فرانس سے خفیہ جو پولنڈ کا قیام ضروری سمجھتا تہا آسٹریا سے نامہ و پیام کیا جاتا تہا۔ اور یہی وجہ تہی کہ گو جنرل رومانوف نے ٹرکی گورنمنٹ کو کہلا بہیجا تہا کہ اگر براہ راست زارینہ سے صلح کیلئے سلسلہ جنبانی کی جائے تو بہت نرم شرائط پر فیصلہ ہو جائے گا۔ وہ اسطرف توجہ نہین کرتی تہی۔ اور بار بار آسٹریا سے رجوع کرتی تہی

الغرض اس دوران مین آسٹریا، پرشیا، روس اور ٹرکی مین جو نامہ و پیام ہوئے اون مین طرفین کا معاملہ خود غرضی کا کوئی فریب تہا بجا لیکن عیسائی مورخ خود ہی سلطان کیطرف تو یہ معذرت پیش کرتے ہین کہ وہ اوس وقت پولنڈ کی برائے نام حکومت سے برسر جنگ تہا اسلیئے اوسکی خواہش ایسی قابل نفرین نہین ہوسکتی جیسی کہ ان تین عیسائی سلطنتون کی جو بظاہر پولنڈ کی رفیق تہین ٹرکی نے ۱۷۷۱ء مین اسی اصول پر عملکر کے آسٹریا سے اس قرارداد پر اتحاد کرنا چاہا تہا۔ کہ اگر آخر الذکر روس کی طرفداری نہ کرے تو ٹرکی اوسے پرشیا سے صوبہ سلیشیا پھر فتح کرنے اور شاہ سیکسنی کو پولنڈ کے تخت پر بٹہلانے مین مدد دیگی۔ مگر اس مین کامیابی نہوئی تہی۔ لیکن آخر روسیون کی فتوحات متواتر سے آسٹریا کے قیصر جوسف ثانی کو جو باپ کے بعد اب اپنی مان میریا تہریسا کے ساتھ فرمانروائی کرتا تہا کسیقدر تردد پیدا ہوگیا۔ اسی اثنا مین (۱۷۷۰ء) فریڈرک ثانی[1] نے اوس سے ملاقات کی جس مین جوسف نے اوسے کہا کہ دونون سلطنتون کو ٹرکی کی حمایت مین بیچ بچاؤ کرنا چاہیئے۔ شاہ پرشیا نے اس امر کی معقولیت کو تسلیم کر لیا۔ مگر چونکہ دونون مین کسی مشترک طریق عمل پر اتفاق رائے نہ ہوسکا اسلیئے ہر ایک ملک کے سفیر متعینہ قسطنطنیہ نے رئیس آفندی سے علیحدہ علیحدہ ملکر بیچ بچاؤ کرنے کی جدا جدا درخواست کی۔ شاہ پرشیا کے سفیر کا نام زگلن اور آسٹرین سفیر کا تھوگوٹ تہا تھوگوٹ کے سامنے دوران گفتگو اسمعیل پاشا رئیس آفندی نے روس کے برخلاف پھر اتحاد کی تجویز پیش کی۔ اور اس دفعہ سلیشیا کی بجائے پولنڈ کا لقمہ پیش کیا۔ ترکی وزیر کے الفاظ یہ تھے[2] کہ جب روسی پولنڈ سے نکال دیئے جائینگے تو اوس وقت یہ امر آسٹرین دربار کی مرضی پر منحصر ہوگا کہ وہ چاہے تو اپنے حسب پسند کوئی بادشاہ پولنڈ کے تخت پر بٹہادے۔ اور خواہ اوس ملک کو بابعالی کے ساتھ تقسیم کرلے؛

اس تجویز کا بانی مبانی جیساکہ اوپر اشارہ ہو چکا ہے درصل خود سلطان مصطفی تھا۔ ایم تھوگوٹ نے جواب دیا کہ یہ تجویز ایسی اہم اور عظیم الشان ہے کہ اسپر غور کرنے کے لیئے یہ موقعہ مناسب نہین۔ اور اس کی تکمیل سخت خونریزی کے بغیر ناممکن ہے اور تم جانتے ہو کہ بابعالی سے میرے نامہ و پیام کرنیکا مدعا یہی ہے کہ موجودہ لڑائی کو بھی جو اب تک ہی بہت تباہی بخش ثابت ہوچکی ہے بند کردیا جائے

[1] جرمنی مورخ شلاسر اور آرچ ڈیکن کوکس کا بیان ہے کہ فریڈرک نے اسی ملاقات کے دوران مین جو صوبہ موراویا کے مقام نوسٹاٹ مین ہوئی تہی جو سب سے پہلے پولنڈ کی تقسیم کا تذکرہ کیا تہا۔ مگر دان ہیمر اور کئی دیگر مورخین کا بیان ہے کہ اوس مین تقسیم مذکور کا کوئی ذکر نہین ہوا تہا۔
مگر پرشیا نے ۱۷۶۹ء مین اس کے متعلق آسٹریا سے سلسلہ جنبانی کی تہی۔ مولف

[2] آسٹرین سفیر نے یہ الفاظ اپنے مراسلہ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۷۷۱ء مین بجنسہ نقل کیے تھے۔ مولف

اودہر فرانس کو جب اس نامہ و پیام کی خبر پہونچی تو اوسنے سابقہ رشتے مین کسی قدر ترمیم کرکے ایک مقررہ سالانہ رقم کے عوض اپنے چودہ یا پندرہ جنگی جہاز ٹرکی کے سپرد کردینے کا منشا ظاہر کردیا۔

ناظرین یہ اوپر پڑھ چکے ہین کہ سلطان نے فرانس سے جہازی امداد کی درخواست کی ہوئی تھی۔ فرانس نے ساتھ ہی ہسپانیہ کیطرف سے بھی سلطان کو اسی قسم کی مدد ملنے کا وعدہ کیا۔ اس تجویز کا نام "بحری اتحاد کی تجویز" رکھا گیا تھا۔ اب باب عالی نے ایسا اتحاد کرنے سے انکار کردیا۔ مگر فرنچ سفیر کو یہ کہدیا کہ اگر وہ باب عالی کو فرانس سے جنگی جہاز اور سامان خرید دے اور گولنداز اجرت پر منگوادے تو وہ اوس کا مشکور رہوگا۔ سفیر مذکور نے اس فرمائش کی تعمیل کا وعدہ کیا۔ آسٹرین سفیر کو اس تجویز کی اطلاع ہوگئی۔ اور اوسنے اپنی اصول پر آسٹریا اور باب عالی مین سمجھوتہ کرادینے کی کوشش شروع کرکے باب عالی کو یہ پٹی پڑھائی کہ جہاز اوس کے کسی کام مین نہین آسکتے۔ اوسے بری فوجکی ضرورت ہے۔ چنانچہ ۱۹ر جولائی ۱۷۷۱ء کو دونون سلطنتون مین معاہدہ ہوگیا جس کے روسے باب عالی نے آسٹریا کو بیس ہزار صرہ دینار یعنی ایک کڑ بارہ لاکھ۔ دینار فلورن[1] نقد اور والیشیا خورد کے علاقے دینے اور آسٹریا کی تجارت کو تمام ٹیکسون سے بری اور اوس کے تجارتی جہازات کو شمالی افریقہ کی اسلامی طاقتون کے بحری حملون سے محفوظ رکہنے کا اقرار کیا۔ اور ان کے عوض آسٹریا نے باب عالی کو وہ تمام علاقے جو روس نے محاربہ مین فتح کرلیے تھے واپس دلادینے اور پولنڈ کی آزادی قائم رکھنے کی حلف اوٹھائی باب عالی نے اپنی سادہ لوحی سے زر مقررہ کا ایک حصہ اوسیوقت آسٹریا کو بھیجدیا۔ اور آسٹریا نے بھی بظاہر تعمیل شرائط کے لیے اپنی فوجکو سرحدون کیطرف روانہ کردیا۔ جہان فوج مذکور نے روسیون کو مرعوب کرنے کی بجائے زیادہ تر ترکون اور پولنڈ والون کو دھمکانیکا کام دیا۔ کیونکہ گو آسٹریا کی نیت قیصر جوسف اور فریڈرک کی ملاقات کی کے وقت نیک ہو۔ مگر بعد مین اوس کی نیت پھر پہلے کی طرح بد ہوگئی تھی۔ اور مدد دینا تو درکنار الٹا دوستی کے پیرایہ مین اوس نے ٹرکی کو نقصان پہونچانے اور آخر اوس سے دغا کرنے کی ٹھان لی تھی۔ پس اس معاہدہ کی وہ تمام شرائط جو آسٹریا نے کی تہین محض ابلہ فریبانہ اور غدارانہ تہین۔

روس نے پھر براہ راست اس شرط پر کہ کوئی اور سلطنت مداخلت نہ کرے۔ باب عالی سے صلح کا نامہ و پیام شروع کرنے کی کوشش کی۔ مگر ترکون نے آسٹریا کی رفاقت کے بھروسہ پر کچھ توجہ نہ کی۔ اور ادہر اس ایماندار سلطنت نے یہ کیا کہ جب کیتھرائن نے اوسے شروع ستمبر مین قطعی طور پر اطلاع دی کہ روس نے کریمیا کو ٹرکی سے آزاد کردینے اور مالڈیویا اور والیشیا پر ایک خود مختار فرمانروا کو متمکن کرنیکا قطعی ارادہ کرلیا ہے۔ تو یہ بالکل دم بخود رہی۔ اور جب چند ہی دن بعد بماہ اکتوبر فریڈرک ثانی نے آسٹریا کو اطلاع دی کہ اوسنے پولنڈ کا کچھ حصہ اور خاصکر صوبہ پومیرینیا کو ملحق کرنے کا مصمم عزم کرلیا ہے۔ اور اگر دربار وائنا چاہے تو وہ بھی اسیقدر علاقہ پولنڈ کا لے سکتا ہے۔ تو اس ایماندار مسیحی طاقت نے کل قول و قرار کو فراموش کردیا۔

[1] آسٹریا کا پرانا نقرئی سکہ جو موجودہ کرون سے دگنا یعنی ایک شلنگ ۸ پنس کے برابر تہا۔ مؤلف ۱۲

اور اوس کے موکھ مین اس تر لقمہ کے پیش ہونے سے پانی بھر آیا۔ ایسے موقعہ پر کیتھرائن کب خاموش رہ سکتی تھی۔ اوس نے جھٹ پٹ اس کے جواب مین ایک اور تجویز آسٹریا گورنمنٹ کے سامنے پیش کر دی کہ دونون سلطنتین ٹرکی کا حصہ بخرہ کر لین۔ روس والیشا اور مالڈیویا لیلے اور آسٹریا بوسینیا اور ڈلمیشیا پر تصرف کرلے۔

انگریزی سفیر کو کسیطرح آسٹریا اور ٹرکی کے خفیہ اتحادی معاہدہ کی نقل ملگئی تھی۔ اور اوس نے دربار روس و پرشیا کو اوسکی خبر کر دی تھی۔ فریڈرک ایک تو پولنڈ کا علاقہ غصب کرنے کے لیئے اور دوسرے اس وجہ سے کہ وہ ۱۷۶۴ء کے معاہدہ کی رو سے (جس کے مطابق اوسے روس کو ترکون کے ساتھ لڑائی ہونے کی صورت مین فوجکی بجائے نقد امداد دینی پڑرہی تھی) روس کو روپیہ دیتے دیتے تنگ آگیا تھا۔ اب دل سے ٹرکی اور روس مین صلح ہو جانیکا خواہان ہو رہا تھا۔ وہ اس معاہدہ کو دیکھتے ہی خوشی سے اچھل پڑا۔ اوس نے دیکھ لیا کہ روس کو ٹرکی سے صلح کر لینے پر مجبور کرنے کے لیئے یہ خوب آلہ ہاتھ آگیا ہے۔ لیکن برعکس ازین کیتھرائن کو کوئی ایسی جلدی نہ تھی۔ اور وہ اس امداد کو جو اوسے خزانہ پرشیا سے مل رہی تھی بآسانی ترک کرنا نہین چاہتی تھی۔ آخرکار گو روس و ٹرکی مین صلح کرا دینے کا معاملہ تو اسیطرح کھٹائی مین پڑا رہا پر پولنڈ کے تر لقمہ نے جنوری ۱۷۷۲ء سے پہلے ہی روس اور پرشیا کو متفق الرآ بنا دیا۔ فریڈرک نے اپنے بھائی شاہزادہ ہنری کو سینٹ پیٹرزبرگ بھیجدیا۔ اور پولنڈ کے مطبوع علاقہ کے عوض فریڈرک نے اقرار کیا۔ کہ اگر آسٹریا نے روس پر حملہ کیا تو وہ آسٹریا پر چڑھائی کر دیگا۔ اور روس کو والیشا اور مالڈیویا کے دعوی سے دست بردار ہو جانیکا وعدہ کیا۔

یہ پیشبندی اس خیال سے تھی کہ شاید آسٹریا کی ایمانداری اوس کے طمع پر غالب آجائے۔ گر جیسا کہ بیان ہو چکا ہے سلطنت مذکور کا ایمان اس تجویز کے پہلی مرتبہ پیش ہونے پر ہی رفوچکر ہو چکا تھا۔ قیصر جوزف اس غدارانہ سازش مین بڑی خوشی سے شریک ہو گیا۔ اور ٹرکی کیطرف سے طوطے کی طرح آنکھین پھیر کر اوس روپیہ کو بھی جو اوسکی موعودہ امداد کے عوض بابعالی نے رقم مقررہ مین سے بھیجا تھا شیر مادر کی طرح ہضم کر گیا۔

جب یہ ابلیسانہ نامہ و پیام شروع ہوئے اوسیوقت ان ایماندار سلطنتون کی خوش نصیبی سے وہ شخص کہ صرف وہی اس شیطانی تجویز کی کامیابی کو روک سکتا تھا۔ یعنی شوہل اختیارات سے معطل اور لوئی پانزدہم کی نئی معشوقہ میڈم ڈی باری کی سازشون سے ذلیل و بیحرمت ہو کر دربار فرانس سے خارج ہو گیا۔ ڈیوک مذکور نے اپنی وزارت کے دوران مین جو اہم مقاصد ہمیشہ پیش نظر رکھے تھے۔ ازانجملہ ایک یہ تھا کہ اپنی بحری طاقت کو اتنا بڑھالے کہ وہ انگلستان کی بحری طاقت سے لگا کھا سکے اور اس کی بڑی تمنا یہ تھی کہ جسطرح ہو سکے ان تمام ذلتون کا جو فرانس کو جنگ ہفت سالہ مین سمندر پر انگلستان کے ہاتھ سے اوٹھانی پڑی تھین۔ پورا پورا بدلہ لے۔ چنانچہ اوس نے اوس ناراضگی کو جو انگلستان اور اوسکی امریکن نو آبادیون مین ظاہر ہونی شروع ہو گئی تھی ہر طرح سے بھڑکانے کے لیئے پوری تیاری کر لی ہوئی تھی۔

اوس کے بعد ڈیوک ایگوالان وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اور یہ حق الامر ہے کہ وہ بھی ٹرکی اور پولنڈ کی حمایت کیلئے اوسی وش سے

چلنا چاہتا تھا جو شواہل کی تھی۔ اور اس کیواوس نے جنگی بیڑے تیار بھی کرلیے تھے مگر انگلستان کی آنکھوں پر اوسوقت ایسی پٹی پڑی ہوئی تھی کہ اوسکی مخالفت سے انگلو الان بھلے کی بھی کرئی پیش نہ گئی۔ انگریزی وزارت نے اوسے کہلا بھیجا کہ اگر فرانس نے ان دونوں ملکوں کی طرفداری میں ذرا سے ہاتھ پاؤں بھی ہلائے تو انگلستان نے بفور اعلان جنگ کر دیگا۔ اسپر فرانس نے انگلستان سے آنکھ بچاکر خفیہ و در پردہ امداد بھیجنے کی کئی مرتبہ کوشش کی لیکن اس میں بھی ناکام رہا۔ اور دربار انگلشیہ نے اوس کو اچھی طرح کان کھول کر فہمائش کر دی کہ وہ اس تنازعہ میں کسی غیر متعلقہ سلطنت کو دخل نہیں دینے دیگا اور اسطرح انگلستان کی ان دھمکیوں کی بطفیل اور اوس کی حمایت میں تینوں غارت گر پولنڈ کی پہلی تقسیم کرنے میں کامیاب ہوگئے[1] اور انگلستان کو عاجز کشی میں معاون ہونے کی رسوائی کے سوا کسیطرح کا ذاتی فائدہ نہ ہوا۔ مگر سب سے زیادہ شرم و خجالت لوئی پانزدہم کے لیئے ہے جس نے عظیم الشان طاقت بری کے باوجود دم نہ مارا۔ اور اٹھارہویں صدی کے غصب عظیم اور گناہ سنگین کو عمل میں آجانے دیا۔ اور جب یہ عمل میں آچکا تو پھر بظاہر کمال غضب آلود ہو کر اس کے عوض ہالنڈ پر قبضہ کر لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ انگلستان اسوقت بھی آڑے آیا۔ اور اتحاد ثلاثہ کے ساتھ شامل ہو جانے کی دھمکی دیکر نامرد لوئی پانزدہم کو اپنا ارادہ قوہ سے فعل میں لانیسے روک دیا۔ بعد ازاں فرانس نے سویڈن کو مدد پہونچانی چاہی۔ اس سے بھی انگلستان مانع ہوا اور آخر انگلستان نے فرانس کو صاف کہدیا کہ وہ بورو یا کسی سمندر میں بیڑہ جہازات روانہ کرے۔ انگریزی بیڑہ اوس کا تعاقب کرے گا جسپر بیچارہ فرانس ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ گیا۔ اور انگلستان کو رفیق روس کو اپنے مقاصد میں کامل کامیابی ہو گئی۔

آسٹریا نے اس صریح غداری کو وقت ٹرکی کی اشک شوئی کے لیئے اپنے سفیر تھوگوٹ کو حکم بھیجدیا تھا کہ وہ پرشوی سفیر کے ساتھ ملکر باب عالی کو سمجھادے کہ اوس کا مفاد اسی میں ہو کر وہ صلح کی شرائط کے تصفیہ کیلیئے کانفرنس منعقد کیئے جانیکی درخواست کردے۔ اوس وقت کیتھرائن نے بھی اپنے رفیق غاصبوں کے ایما و مشورہ سے تنہا براہ راست تصفیہ کرنے کا مطالبہ چھوڑ کر

[1] پولنڈ کی تقسیم و غصب کے دردناک واقعات رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا میں مفصل دییئے گئے ہیں۔ پول جو پہلے لولانی کہتے تھے۔ سلیو قوم کا ایک قبیلہ ہیں۔ جو ساتویں آٹھویں صدی میں دریا دسٹو اور اوڈر کے درمیان آباد ہو گیے پھر رفتہ رفتہ اس کی طاقت اس قدر عروج پکڑ گئی۔ کہ اوس کی حکومت بحیرہ بالٹک سے بسربیا تک شمالاً جنوباً اور پرشوی صوبہ سلیسیا سے روسی صوبہ سمولنسک اور خرسون تک غرباً شرقاً پھیل گئی۔ اوس وقت اس حکومت کا طول ۱۳، عرض ۹۹۳ میل اور رقبہ دو لاکھ ۸۲ ہزار مربع میل تھا۔ پہلی تقسیم ۱۷۷۲ء میں اور دوسری ۱۷۹۳ء میں ہوئی ۱۸۱۵ء کے معاہدہ وائنا کے رو سے آزاد پولنڈ کا رقبہ ۴۹ ہزار میل مقرر کیا گیا۔ مگر ۱۸۳۲ء میں روس نے اس علاقہ کو بھی غصب کرکے پولنڈ کی حکومت کا نام و نشان معدوم کر دیا۔ تقسیم اول کی نسبت خود قیصر و میریا تھریسا یعنی ایک غاصب کی ماں کے یہ الفاظ ہیں کہ آسٹریا نے جو حکمت عملی اختیار کی ہے۔ وہ بزرگی، عزت اور دیانت کے منافی ہے۔

(مؤلف)

آسٹریا کی ثالثی کو قبول کر لیا تھا۔

ادہر ترکی کو بھی گو روس طرابزون اور گرجستان پر حملہ کرنے مین ناکام رہا تھا اور اوسکا بیڑہ افسرون اور ملاحون کی نالائقی سے بحیرہ آفات سے باہر نہین نکلسکتا تہا۔ اور دریائے ڈینوب پر بھی لڑائی کا پلڑا یکسان رہا تہا۔ مگر کریمیا مین جیساکہ مذکور ہو چکا ہے اوسے کامل ظفریابی ہو جانے سے پہر صلح و آشتی تصفیہ نزاع کی ضرورت محسوس ہو گئی ہتی۔ چنانچہ فریقین مین سمندر اور خشکی پر دونون جگہہ جنگ ملتوی ہو گیا۔ اس التوا کا معاہدہ ۱۰ جون ۱۷۷۲ء کو مقام گرگیو مین ہوا بعد ازان انعقاد صلح کیلئے بمقام فوکشانی (داقعہ والیشیا) کانگرس منعقد ہوئی۔ زارینہ کے سفرا نے شرائط پیش کین کہ بابعالی کریمیا کی آزادی تسلیم کرے اور روسی جہازون کو بحیرۂ اسود مین جہازرانی اور تجارت کرنے کی اجازت دیدی۔ ترکون نے ان شرائط کو مسترد کر دیا۔ کریمیا کے بارے مین ترکی سفرا کا بیان خاص غور کے قابل ہے۔ اونہون نے کہا کہ "روس کا یہ مطالبہ دیگر موانعات کو علاوہ خود اسلام کے اصولون کے بھی برخلاف ہے۔ سلطان تمام سنت جماعت مسلمانون کا مذہبی بادشاہ ہے۔ اگر وہ ہندوستان بخارا اور مراکو مین اس قدر اقتدار و استحقاق سے کام نہین لیتا۔ تو اوس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ملک بہت دور کے فاصلہ پر ہین۔ مگر کریمیا جیسے قریبی علاقہ کے مسلمان باشندون ذمہ داریون سے اس اقتدار کو وہ بہ حیثیت خلیفۃ المسلمین کبھی نہین ہٹا سکتا۔ فرائض خلافت اس کے مانع ہین"۔

الغرض اس کانگرس سے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ اور تھوڑے سے وقفہ کے بعد دوسری کانگرس بخارسٹ (بکرش) مین جمع ہوئی۔ وہ بھی ۱۷۷۲ء کے باقیماندہ حصہ اور ۱۷۷۳ء کے موسم بہار تک اجلاس کر کے ۲۱ مارچ ۱۷۷۳ء کو ناکام برخاست ہوئی۔ اور لڑائی پھر شروع ہو گئی۔

درنیولا روسی سفیر ابرسکاف وغیرہ یورپین سفرا کے متواتر اصرار و تقاضون پر قلعہ یدی قلعہ سے رہا کر دیا گیا تہا اور وہ کانگرس مین شامل ہو گیا ہوا تہا۔ اوسنے ۱۵ فروری ۱۷۷۳ء کو کانگرس مذکور مین زارینہ کا الٹی میٹم پیش کیا۔ اس مین بیالیس شرائط درج تہین جو حسب ذیل ہین:- (۱) روس کو تاتاریون کی آزادی کا محافظ تسلیم کیا جائے۔ اور اس امر کی ضمانت مین کہ اس آزادی مین خلل نہ ڈالا جائے گا۔ کرچ اور ینی قلعہ کے قلعے روسیون کے قبضے مین رہنے دئے جائین (۲) روس کی تجارتی اور جنگی جہازون کو بحیرۂ اسود اور بحیرہ مجمع الجزائر (بحیرۂ ابیض) مین جہازرانی کا پورا اختیار ہوگا (۳) کریمیا کے تمام دوسرے قلعے جن مین ترکی فوج مقیم رہتی ہی تاتاریون کو حوالہ کر دیئے جائین (۴) مالڈیویا کے ویو ڈ و مسمی گریگوری گیکا کو جو اوس وقت روسیون کے پاس ہی۔ پہر صوبہ مذکور کی مسند حکومت پر متمکن کر دیا جائے۔ اور اوس سے تین برسون مین ایک برس کی آمدنی بابعالی بطور خراج لیا کرے۔ اور حکومت اوس کے خاندان مین موروثی رہے (۵) روس کا مستقل سفیر قسطنطنیہ مین رہا کرے (۶) کلبرن کی ملکیت روس کو منتقل کر دیجائے اور عشاکوت کے قلعے کو مسمار کر دیا جائے (۷) بابعالی روس کی فرمانروا کے لیئے بادشاہ کا لقب اور نیز یہ تسلیم کرے کہ اُسے سلطنت عثمانیہ کے تمام ایسے باشندون کی حفاظت کرنے کا جو کلیسائے یونانی سے معتقد ہون

استحقاق حاصل ہے۔

یہ شرطین سنکر ترکی سفرا بہت بگڑے اور اونہون نے روسی سفرا کو طعن دیا کہ "جب تمہارا زار پیٹر ہمارے قابو آگیا تھا اور حش کے جنگل مین درختون کی چھالین کھانے پر مجبور ہو رہا تہا تو باب عالی نے اوسے قتل یا زندہ گرفتار کرنیکو معاف کرکے صرف ازاق کی واپسی کی شرط پر اوس سے صلح کرلی تھی۔ کیا اب تمہین ایسی زیادتی کرتے ہوئے شرم نہین آتی؟" مگر روسی سفیر ترکی وزیر اعظم بلتان جی ایسے بیوقوف نہ تھے۔ وہ ان شرائط پر مُصر رہے۔ اسپر رئیس آفندی اور وزیر اعظم نے کل جرنیلون اور افسرون کو جو ترکی فوج کے ساتھ تھے جمع کرکے یہ شرطین اون کے سامنے پیش کین۔ اون سب نے متفق الرائے ہوکر بیان کیا کہ روسیون کا اصل مدعا کرچ اور ینی قلعہ کو لینے کا ہے۔ باقی شرطین محض لفاظی اور بہانہ کیلئے ہین۔ جہاز رانی کی متعلقہ شرط پر باسانی سمجھوتہ ہو سکیگا۔ کریمیا کی موجودہ حالت کی نسبت "تاتاریون کی کامل آزادی کو تسلیم کرلینا زیادہ مناسب ہوگا۔ کیونکہ مناسب موقعہ ملنے پر ہم پھر وہان عمل دخل کر سکینگے۔ باقی رہی روس کی یہ دہمکی کہ اگر شرائط کو تسلیم نہ کیا گیا تو وہ پچاس ہزار صرہ (تقریباً تین کروڑ فلورن) بطور تاوان جنگ لیگا۔ اگر حکومت اون شرائط کو نہ مانے تو یہ رقم جون تون کرکے ہم تک پہنچائی جا سکتی ہے لیکن پھر بھی صلح کر لینا مناسب ہے کیونکہ اگر لڑائی جاری رکھی گئی تو خواہ ہم سات برس لڑائے رہین مفید شرائط پر ہمین صلح نصیب نہ ہوگی۔ مجلس حرب کے یہ فیصلے قلم بند کرکے عطاء اللہ بک کی معرفت قسطنطنیہ بھیجے گئے جہان دیوان نے اونپر طول طویل مباحثہ کرکے آخر شرائط کو مسترد کردیا۔ اسپر ترکی سفرا نے گفتگوئے صلح کو طول دینا اور روس کو مطالبون مین نرمی کرنے پر مائل کرنے کی کوشش کی۔ سلطان اب سچے دل سے صلح کا خواہان تہا۔ مگر وہ چاہتا تہا کہ باعزت شرائط پر صلح ہو۔ اوسنے رئیس آفندی کو اپنے ہاتھ سے خط لکھ کر اس امر کا اختیار دیدیا کہ وہ ینی قلعہ اور کرچ کے عوض روس کو ستر ہزار قرش کی رقم پیش کرے۔ اس کا اوبرسکاف نے جواب دیا کہ "کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ میرا دربار دیوالیہ ہو رہا ہے۔ مین تم سے حلفیہ اقرار کرتا ہون کہ اگر تم شرائط کو مان لو تو ہم بڑی خوشی سے اوسی قدر رقم تمکو ادا کر دینگے۔" ترکی سفرا کی کوشش سے گفتگو کسیقدر طول تو پکڑ گئی۔ مگر ان دونون قلعون کی حوالگی انعقاد شرائط مین اہم رکاوٹ رہی۔

تمام علما نے یکزبان ہوکر کہدیا کہ خواہ نتیجہ کچھ ہی کیون نہ نکلے۔ یہ شرط کبھی نہین ماننی چاہیے۔ سلطان لڑائی سے ایسا بیزار ہو رہا تہا کہ وہ تو شاید روسی مطالبہ کو مان لیتا۔ مگر اوسے اندیشہ تہا کہ کہین علما اوس کے برخلاف بغاوت نہ کرادین۔ اوسنے یہان تک کیا کہ رئیس آفندی عبد الرزاق کو پیغام بھیجدیا۔ کہ اگر وہ روس کی کل شرائط کو اپنی ذمہ داری پر تسلیم کرکے معاہدہ صلح پر دستخط کردے۔ تو وہ ملک کی بڑی خدمت کریگا۔ مگر ساتھ ہی سلطان نے یہ بھی اوسے صاف جتلا دیا کہ معاہدہ مذکور سے قسطنطنیہ مین شورش برپا ہوئی۔ تو مین تمہاری اس کارروائی سے مطلق لاعلمی ظاہر کرکے تم کو معہ کنبہ جلاوطن کردونگا۔ رئیس آفندی نے ایسی خطرناک ذمہ داری کو اپنے سر لینے سے انکار کردیا۔ اور بخارسٹ کی کانگرس

۳۱ مارچ ۱۸۷۷ء کو برخاست اور لڑائی پھر شروع ہو گئی۔

محاربہ کا از سر نو شروع ہونا سلسٹریا اور شوملا کی حفاظت۔

مگر اس التوائے جنگ سے ترکی افواج کو جو مہلت ملگئی تھی۔ اوسے بیکار ضائع نہیں کیا گیا تھا۔ اوس سے پورا پورا فائدہ اوٹھایا گیا تھا۔ ترکوں میں حفاظت ملک کیلئے عام جوش پھیل گیا ہوا تھا اور سلطانی وزرا اور امیروں نے ایک دوسرے کی ضد بضد خود اپنے خرچ سے فوجی دستے تیار کر لیئے تھے۔ اودھر سلطان نے ۱۸۷۶ء کے اخیر میں محسن زادہ محمد پاشا کو جس نے ۱۸۲۸ء میں موریا میں متذکرہ صدر کارنمایان کیا تھا۔ اور وہان سے ویڈن کی گورنری پر بھیجے جانے کے بعد بعد بھی بے نظیر اور قابل تعریف مستعدی ظاہر کی تھی پھر وزیر اعظم بنا دیا تھا۔ وہ لڑائی سے پہلے ہی وزیر اعظم کے اوس عہدہ پر معزول کر دیا گیا تھا کہ وہ تیار یون کی تکمیل سے پہلے روس کے ساتھ لڑائی شروع کرنے کے حق میں تھا۔ ان تین برسون کے تلخ تجربے نے سلطان پر واضح کر دیا تھا کہ اوسنے زارینہ سے اعلان جنگ کرنے میں تعجیل سے کام لیتے ہوے اپنے قابل وزیر کو برطرف کرنے میں سخت غلطی کی تھی۔ موریا اور ویڈن کے سرعسکر کی حیثیت سے محسن زادہ دیگر ترکی جرنیلوں کی ناقابلیت کے مقابلہ پر قابل عزت مستثنے پایا گیا۔ اور آخر سلطان کو اوسی شخص کیطرف جو میدان جنگ اور مجلس شوریٰ دونون جگہ نہایت قابل ثابت ہوا تھا رجوع کرنا پڑا۔ کہ یا تو وہ اپنے تدبر و لیاقت سے مناسب شرائط پر صلح کرکے لڑائی کا خاتمہ کر دے گا۔ یا دیگر کمانڈرون کی نسبت بہتر کامیابی کے ساتھ اوسے قائم رکھ سکیگا۔

چنانچہ محسن زادہ نے فوکشانی اور بخارسٹ کی کانگرسون میں باعزت صلح کے لیے بہت کوشش کی تھی۔ مگر ساتھ ہی ان پندرہ مہینون میں اوسنے عثمانیہ فوج کی ہمت بڑھانے اور روسی پیشقدمی بجانب قسطنطنیہ کی روک تھام کے لیئے بھی اپنی طرف سے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ قزاقی اور لوٹ مار کے مرتکبون کو اوس نے نہایت سخت سزائیں دین۔ اور کئی افسرون کے جنہون نے دشمن کے مقابلہ کے وقت بزدلی ظاہر کرکے سپاہ کے حوصلے بھی پست کر دیئے تھے۔ سر قلم کرا دیئے۔ اوس نے ہزیمت خوردہ افواج کے بچے کھچے حصون کو جمع کرکے از سر نو مرتب کیا۔ اور بہت سی تازہ دم فوج بھی جو زیادہ تر البانیا بوسنیا اور سلطنت کی دیگر بہادر و شجاع ترین مسلمان اقوام سے بھرتی کی گئی تھی۔ تیار کر لی۔ جو قلعے ڈنیوب کے کنارے پر ابھی ترکون کے قبضہ میں تھے اون میں فوج کے مضبوط دستے متعین اور کافی ذخائر حرب و رسد جمع کر دیئے گئے۔ اور خاصکر سلسٹریا کی حفاظت کیلئے معقول انتظام کیا گیا۔ مگر اوسنے صرف سلطنت کی پہلی قدرتی سد محافظت یعنی ڈنیوب کے کنارہ کو ہی مضبوط کرنے پر اکتفا نہ کیا بلکہ دوسری قدرتی سد یعنی سلسلہ کوہ بلقان کی حفاظت و استحکام کا بھی بہ خوبی انتظام کرکے شوملا کو اپنی افواج کا ہیڈ کوارٹر بنایا۔

یہ شہر جس کا درست تلفظ شومنا ہے اور جو اس صدی کے روسی ترکی محاربات کی وجہ سے عام مشہور ہو گیا ہوا ہے لون

پہاڑیون کی مجموعہ کے مشرقی دامن مین جو سلسلہ کوہ بلقان کی شمالی جانب کسی قدر آگے واقع ہین آباد ہی یہ پہاڑیان شمال مشرق کی طرف آگے کو خم کھائے ہوئے ہین اور نعل کیطرح اون کی شاخین باہر کو نکلی ہوئی ہین شہر اوس میدان کی وسط مین جسکو نعل نما پہاڑیان احاطہ کیے ہوئے ہین واقع ہے اور گو اسکی حفاظت کے لیے متعدد قلعے اور مورچے بنے ہوئے ہین اور اوس کے سامنے بلند زمین یا پہاڑیون کا ایک چھوٹا سا کرارہ یا سلسلہ موجود ہے جو ایسے دشمن سے جو ڈینوب کیطرف سے شوملا کو آرہا ہو اوس کی جزوی حفاظت کرتا ہے مگر پھر بھی بذاتہا طبعی طور سے اوس کا محل وقوع کچھ ایسا محفوظ اور مستحکم نہین یہ سامنے والی پہاڑیان متذکرہ صدر پہاڑیون سے جو شہر کے عقب اور دونون بازوون پر واقع ہین بلندی مین بہت کم ہین اس کی جو کچھ قدرتی مضبوطی ہے وہ انہی پہاڑیون کی سطح مرتفع پر منحصر ہے جس کا رقبہ ۱۰۸۰ میل مربع ہے اس سطح سے پہاڑیون کی طرفین نشیب کیطرف پہلو تو کچھ فاصلہ تک بالکل سیدھی دیوار کی طرح کھڑی ہین پھر وہ سطح زمین تک نرم ڈھال کھاتی ہوئی جاتی ہین ڈینوب کے جنوبی کنارہ کے تمام قصبون سے جس قدر سڑکین جنوب کو جاتی ہین وہ سب شوملہ مین ملجاتی ہین اور پھر شوملہ سے جدا جدا ہو کر بلقان کی بڑے بڑے درون سے جنوب کو جاتی ہین مگر شوملہ ان درون مین کسی کی طبعی طور پر حفاظت نہین ہوسکتی نہ وہ اون کے راستون کو بند کرسکتا ہے غنیم اوس کے گرد سے چکر کاٹ کر بلقان کے درون مین پہنچ سکتا ہے لیکن اس مین شک نہین کہ اگر اس سطح مرتفع پر زبردست فوج موجود ہو تو غنیم کے لیے ایسا کرنا سخت خطرہ سے خالی نہین سطح مذکورہ کی وسعت اور ملحقہ علاقہ کی قدرتی بناوٹ کی وجہ سے شوملا کا محاصرہ کرنا تقریباً ناممکن ہے اور زبردست فوج جو وہان مقیم ہو بشرطیکہ اوس کے کمانڈر قابل اور مستعد ہون یہی نہین کرسکتی کہ غنیم کے لیے شہر کا فتح کرنا ناممکن کردے بلکہ غنیم کی جو فوج قرب و جوار مین موجود ہو اوسے سخت نقصان پہنچا سکتی ہے اور اگر غنیم شوملہ کو ایک طرف چھوڑ کر بلقان کی طرف بجانب جنوب بڑھ جائے تو فوج مذکور غنیم کے سلسلہ آمد و رفت کو اوس کے ہیڈ کوارٹر سے بآسانی منقطع کرسکتی ہو اور اگر روسی حملہ آور فوج ترکی فوج مقیمہ شوملہ کی دستبرد سے بچنے کے لیے شوملہ سے بہت فاصلہ پر بلقان مین سے گذرنے کی کوشش کرے تو ان موقعون پر سلسلہ کوہ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ اوسے متفرق دستون مین ہو کر جدا جدا تنگ پہاڑی راستون اور پگ ڈنڈیون سے گذرنا پڑے اور پیشتر اس کے کہ یہ دستے پہاڑ کی دوسری طرف جا کر آپس مین ملسکین وہ امدادی ترکی فوج جو سلسلہ کے عقب یعنی جنوب مین بمقام ایڈوس یا کسی اور مناسب مقام مین بشرطیکہ ترکی کمانڈر بالکل ہی نالائق اور نابلد نہ ہون لازمی طور پر مقیم ہوگی اونکو بآسانی تمام ٹکڑے ٹکڑے کردے۔

الغرض یہ ہین شوملہ کے قدرتی محل وقوع کے فوائد جسکو ترکون نے جہانتک ممکن تہا قلعون اور مورچون سے اور مضبوط کردیا تھا اور جب وہ ۱۸۲۸ء تک روسی پیشقدمی سے اپنے دار الخلافہ کی حفاظت کیلئے نہایت کارآمد مقام اور ڈینوب کے کنارہ پر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے جیوش کا بے نظیر مرکز تصور کرتے رہے تھے مگر افسوس جو ۱۸۷۷ء کی محاربۂ روم و روس کے بعد اون کے قبضہ مین نہین رہگیا اور ٹرکی اب صرف ڈینوب بلکہ بلقان کی بھی قدرتی حفاظت سے

محروم ہو گئی ہے۔ اور ترکون کو اپنے پایۂ تخت کی حفاظت کیلیٔے امداد ایزدی کے بعد بعض اپنی قوت بازو اور مصنوعی استحکامات و مورچہ بندیون پر سہارا رہ گیا ہے۔

شوملہ کے علاوہ دو اور مقامات نے بھی ۱۸۲۸ء و ۱۸۷۷ء کے محاربات مین بہت شہرت حاصل کی۔ اور یہ ہی مقامات مین جو موجودہ صدی کی لڑائیون مین بھی جس کے اختتام مین اب دو پونے دو برس باقی رہگئے ہین۔ کچھ کم مشہور نہین ہوے۔ یہ سلسٹریا اور وارنا ہین۔ سلسٹریا دریاے ڈنیوب کو دامین کنارہ پر اوس جگہ کے قریب جہان سے دریاے مذکور کا ڈلٹا شروع ہوتا ہے۔ واقع ہے وہ تقریبًا نیم دائرہ کی شکل مین آباد ہے۔ جس کا وتر دریائی ساحل ہے۔ اس کے قریب جوار مین خشکی کی طرف بلکہ ایک طرف مرتفع زمینین ہین۔ جنگی لحاظ سے جن کی اہمیت اور سودمندی حال کے محاصرون سے بخوبی ثابت ہو گئی ہے ۱۸۲۸ء مین جب روسیون نے اوسپر حملہ کرنیکا عزم کیا۔ تو اوس وقت اوس کی حفاظت ان چیزون پر منحصر تھی۔ خاص شہر اور اوس کے مضافات عمیق خندقون سے گھرے ہوئے تھے۔ اور اون کے علاوہ وسیع تاکستان اور خوبصورت و شاندار گلاب کے باغات بھی گرد و نواح مین موجود تھے۔ والیشیا کی طرف سے بلگریا مین سے گذر کر ٹرکی پر کامیابی کے ساتھ حملہ آور ہونیکے لیے جرمن امور جرنیل وان مولٹکی اور انگریز جرنیل چیسنی وغیرہ ماہرین امور حرب کی رائے مین سلسٹریا پر پہلے قابض ہونا لوازمات مین سے ہے۔ کیونکہ متذکرہ صدر علاقہ سے خواہ کدھر سے بلقان پر پیشقدمی کی جائے۔ وہ حملہ آور فوج کے کسی نہ کسی بازو کے بالکل قریب ہوتا ہے

وارنا جہان ۱۴۴۴ء مین مراد ثانی نے کئی عیسائی بادشاہون کے متحدہ لشکر کو کامل ہزیمت دی تھی۔ بحیرۂ اسود کے مغربی ساحل پر شوملہ سے تخمینًا ۴۸ میل بجانب شرق واقع ہے۔ اور جنگی اہمیت کے لحاظ سے شوملہ سے دوسرے نمبر پر ہے کیونکہ جب تک پہلو وارنا کو فتح نہ کر لیا جائے کوئی حملہ آور بخیریت اور بیفکری کے ساتھ بلقان کو مشرقی درون مین سے نہین گذر سکتا۔ ان تینون مقامات کی حفاظت کا کماحقہٗ انتظام کر دینے سے محسن زادہ نے ثابت کر دیا کہ وہ فن حرب مین قابل تعریف دستگاہ رکھتا ہے۔

ادھر روسی جرنیل رومانوف کی کارروائی سے بخوبی واضح ہو رہا ہے کہ وہ بھی ان مقامات کی قدر و منزلت سے ویسا ہی واقف تھا جیسا کہ اوس کے بعد کے روسی جرنیل۔ شوملہ مین اپنا ہیڈ کوارٹر قائم کرنے سے محسن زادہ بلقان کی اچھی طرح حفاظت کرنیکے ہی قابل نہ ہو گیا تھا۔ بلکہ وہان سے دریاے ڈنیوب کے کنارہ پر بھی حسب موقعہ جارحانہ یا مدافعانہ کارروائی

ھ ڈلٹا یونانی حروف تہجی مین ایک مثلث شکل حرف کا نام ہے۔ اور اسی لحاظ سے تکونی زمین کو جو تینون طرف سے پانی سے گھری ہوئی ہو ڈلٹا کہتے ہین۔ بڑے بڑے دریا سمندر مین گرنے سے پہلے عمومًا دو یا زیادہ شاخون مین بٹ جاتے ہین۔ ان شاخون اور کنارۂ سمندر کے درمیانی علاقہ کو ڈلٹا کہا جاتا ہے۔ سنگھاڑے کو بھی انگریزی مین ڈلٹا کہتے ہین۔ (مؤلف)

نہایت مؤثر طریق سے کرسکتا تھا۔ ۱۸۵۳ء مین جب جدال پھر شروع ہوا۔ تو روسی فوج مقیمہ والیشیا کی نقل و حرکت سے واضح ہو گیا کہ وہ مقام تلچہ کے قریب سے دریائے ڈینوب کو عبور کرنیکا ارادہ رکھتی ہے۔ ترکی فوج کا ایک دستہ جرکس پاشا کے زیر کمان صوبہ ڈابروڈشا مین بمقام بابا طاغ مین مقیم تھا۔ وزیر اعظم نے اوسے دشمن کی ہر ایک نقل و حرکت کی نہایت احتیاط سے نگرانی کرتے رہنے کیلئے تاکیدی احکام بھیجے۔ مگر فوج مذکور حیرت انگیز نامردی سے بابا طاغ سے بھاگ گئی۔ اور روسیون نے بلا مزاحمت قرہ صو تک بڑھے چلے آکر قرہ کرمان کے قلعون کو مسمار و منہدم کر دیا۔ دستہ مذکور کی اس غیر متوقع بزدلی اور روسیون کی ابتدائی ظفریابی سے وزیر کے استقلال اور حوصلہ مین کوئی فرق نہ پڑا۔ اور وہ بدستور سابق اپنے بعیدی مقامات اور قلعون کی فوجون کو کمانڈرون کی حوصلہ افزائی اور نگرانی کرتا رہا۔ اوس کی مستعدی اور قابلیت نے آخر اپنا پھل دیا۔ اور رسچک کو قریب اس لڑائی مین پہلی مرتبہ ترکون کو اپنے مخالفون پر فتح عظیم حاصل ہوئی۔ روسی ساتھ فتوحات سے بہت ہی مدمغ ہو گئے ہوئے تھے اور وہ کامیابی کے پورے بھروسہ کے ساتھ مقام مذکور کی طرف بڑھے تھے مگر اون کو پہنچنے سے پہلے داغستانی پاشا زبردست کمک لیکر قلعہ کی فوج کو جا ملا تھا۔ اس متفقہ فوج نے حملہ آورون کو فاش شکست دیکر اون کی پندرہ سو آدمی اور نیز تین توپین پکڑ لین لیکن انہی ایام مین بتاریخ ۱۲ جون ۱۸۵۴ء جنرل گرسمین نے ترکی فوج زیر کمان بحت غرائی و جرکس پاشا کو بمقام قرہ صو شکست دیکر پندرہ ترکی توپین چھین لین۔ قرہ صو سے روسی جرنیل اپنے سپہ سالار رومن زوف کی کمک کیلئے جو سلسٹریا کے برخلاف آگے بڑھنے کا انتظام کر رہا تھا۔ آخر اللذکر مقام کو روانہ ہو گیا۔

رومن زوف نے روسی قلب لشکر لیکر بمقام بالیہ ڈینوب کو عبور کیا۔ جرنیلان سٹوپسچن و ڈیوکلٹن اوس کے ماتحت فوج مذکور کے کمانڈر تھے۔ سلسٹریا کے سرعسکر عثمان پاشا نے رومن زوف کی فوج کو دریا کے عبور کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ مگر جنرل دیسمین بروقت آپہونچا۔ اور ادسنے عثمان کی فوج پر ہانڈ سے حملہ کر دیا۔ ترک دلاوری سے لڑے لیکن اون کو آخر پسپا ہو کر شہر مین داخل ہو جانا پڑا۔ سلسٹریا کی اہمیت روسی جرنیل اور سلطان دونون کو بخوبی معلوم تھی۔ ترکی فوج کے ہراول کو کمانڈر ابراہیم پاشا کو پچھلے دنون غنیم پر حملہ کرنے مین ناکامی ہوئی تھی۔ اوسے سلطان مصطفیٰ نے بدست خود یہ مختصر مگر پر معنی حکم بھیجا۔ "اگر تجھے اپنی جان عزیز ہے تو اپنے ہزیمت خوردہ سوارون کو جمع کرکے اڑتا ہوا فی الفور سلسٹریا کی کمک کو پہنچ جا۔"

دریا سے گذر کر رومن زوف نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور ۱۰ توپون اور بیشمار غبارہ توپون سے اوس پر گولہ باری شروع کر دی۔ شہر کی فصیلون مین چند دنون مین کئی رخنے پڑ گئے۔ اور روسی فوج کالمون مین صف آرا ہو کر شہر پر دھاوا کرنے کے لیے آگے بڑھی۔ اوس کے ساتھ بڑی خندقون کو پر کرنے کیلئے ایک سو گاڑیان بہیون۔ درختون کی تنون اور خس و خاشاک سے لدی ہوئی تہین۔ فریقین مین خونخوار معرکہ شروع ہو گئی۔ روسی جبلی استقلال اور وحشیانہ تہور سے بار بار حملے کرتے

اور ترک حسب معمول بے نظیر ثابت قدمی اور شجاعت کو ساتھ اون کا مقابلہ کرتے رہے۔ روسی زروف پیچھے سے برابر تازہ دم فوجین بہیجتا رہا۔ اور چھ گھنٹون تک پے در پے حملے ہوتے رہے۔ آخر ترکون کے قدم ڈگمگا گئے۔ اور روسی بڑی فتح مندی سے خندقون اور مورچون سے گذر کر مضافات مین داخل ہو گئے۔ اور انہون نے اپنے زعم مین سمجھ لیا کہ اب سلسٹریا فتح ہو گیا۔ مگر وہان شہر کے تمام مرد مسلمان عثمان کی کمک کو پہنچ گئے۔ اور پہلے سے دگنی تیزی و ثبات کو ساتھ لڑائی شروع ہو گئی۔

روسیون کو اوس وقت تک ابھی اس بات کا علم نہ ہوا تھا۔ کہ قلعہ بند مقامات اور شہرون مین ترکون کی طرف سے واقعی مدافعت اوس وقت شروع ہوتی ہے جب کہ دیگر قومین مقابلہ سے بالکل دست بردار ہو جاتی ہین سلسٹریا مین اونکو ترکون کی یہ خاصہ جیسپر جرمن جرنیل وان مولٹکی نے محاربات ۲۹-۱۸۲۸ء اور مسٹر ہربرٹ نے ۱۸۷۷ء کی محاربات پلیونا مین بتفصیل بحث کی ہے۔ پہلی مرتبہ معلوم ہوا۔ روسی کالم سخت خونریزی کے ساتھ پیچھے ڈھکیل دیئے گئے۔ اور زوروف مین اس نقصان عظیم کے بعد محاصرہ کو قائم رکھنے کی طاقت نہ رہی تھی۔ اور وہ محاصرہ سے دست بردار ہو گیا۔

یہ فتح جو عثمان پاشا کو اپنی ذاتی بہادری اور شہر کے کمانڈر اسد حسن پاشا کی شجاعت و مردانگی کی طفیل حاصل ہوئی تھی ۱۷۷۳ء کو محاربہ مین ترکون کا نہایت ہی عظیم الشان فوجی کارنامہ متصور کیجاتی ہے۔

رومنسوف نے واپسی کیوقت اپنی فوجکو تین کالمون (عمودون) مین مرتب کیا۔ جن مین سے دو کو لیکر وہ پھر ڈینوب کو عبور کرکے والیشیا کو ہٹ گیا۔ اور تیسرے کو جنرل وئیسمین کے زیر کمان با اطلاع واقع ڈوبروڈشا کو بھیجدیا۔ ترکی فوجکے ایک دستہ نے جو نعمان پاشا کی زیر کمان تھا اس کالم پر راستہ مین بمقام کنارجی حملہ کیا۔ روسیون نے حسب معمول مربع در مربع قائم کو مطابق صف آرائی کر لی۔ مگر نعمان کی ینگچریون نے ایسی دلاوری اور تیزی کے ساتھ حملہ کیا کہ وہ روسیونکے قلب کو چیرتے ہوئے نکل گئے۔ اس موقعہ پر اگر روسی فوج عقب قابل تعریف مردانگی نہ دکھلاتی تو کل روسی سپاہ بالیقین تباہ ہو جاتی۔ اس فوج عقب نے ینگچریون پر جب کہ اونکی صفین دشمنون کی صفون کو چیرتی ہوئی بھگوڑون کے تعاقب مین ایک دوسرے سے جدا ہو گئین یکبارگی حملہ آور ہو کر اونکو پیچھے ہٹا دیا۔ اور پیشتر اس کے کہ ینگچری پھر اپنی صفین مرتب کرکے حملہ آور ہون اوس نے اپنی ہزیمت خوردہ فوج قلب میمنہ و میسرہ کی پراگندہ صفون کو درست کیا۔ اور آخر کار ترکون کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اور اونکی ۲۸ توپین چھین لین مگر یہ فتح اونہین بڑی مہنگے دامون پڑی۔ اونکے ہزارون آدمی قتل و مجروح ہوئے۔ اور اونکا بہادر جرنیل بھی کہیت رہا۔ وہ لڑائی کے شروع مین ہی ضرب تفنگ سے ہلاک ہو گیا تھا۔ ہزیمت خوردہ ترکی فوجکو جلد پیچھے سے کمک پہونچ گئی۔ اور اوسنے ہر دو اکو غنیم سے پھر چھین لینے کی کوشش کی۔ وہان جرنیل سوروو کمانڈر تھا جسنے ترکی فوجکو سخت نقصان کے ساتھ پسپا کر دیا۔ اس دوہری ہزیمت پر وزیر اعظم نے نعمان کو معزول کرکے علی پاشا داغستانی فاتح میدان رسچک کو اوسکی فوج کا کمانڈر بنا دیا۔ اور اوسی وقت عثمان پاشا۔ اسد حسن اور دیگر افسرون کو جنہون نے کارزار مین نمایان خدمت کی تھی۔ ترقی مدارج اور انعام و اکرام

۱ یہ اخبار دفتر وطن لاہور سے ملسکتی ہے۔ مؤلف۔

شاہانہ سے سرفراز کیا گیا۔

روشنی روت کو دلمین سلسٹریا کی ہزیمت سخت گھٹک رہی تھی ۔ اور فوج کو سرمائی کوارٹرون مین بھیجنے سے پہلے ڈینیوب کے دائین کنارے پر کچھ نہ کچھ کامیابی حاصل کرنے کے لیئے سخت بے چین ہو رہا تھا۔ چنانچہ اوس نے ایک بردست دستہ شاہزادہ ڈولگوروکی کے زیر کمان ڈینیوب کی پرلی طرف مقام ہرسودا کو بھیجدیا۔ اور جنرل انگرن کو جو ویسمین کا جانشین ہوا تھا۔ بابا طاغ سے حرکت کرنے اور دوسری روسی فوجکے ساتھ ملکر اوس ترکی فوج پر جو پھر قرہ صو مین جمع ہو گئی تھی۔ حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس حملہ مین کامل کامیابی نصیب ہوئی۔ اور ترکی فوجکا حصہ کثیر منتشر ہو کر شوملہ کی طرف بھاگ گیا۔ اس فتح سے سرمست ہو کر روسی جنرلون نے پھر حزم و احتیاط کو خیرباد کہدیا۔ اور انہون نے اپنی اپنی فوجین جدا جدا کر لین۔

انگرن چھ ہزار پیدل اور تین ہزار سوار لیکر بازارجک کی طرف روانہ ہوا۔ کہ وہ اوسے اچانک حملہ آور ہوکر فتح کر سکے گا۔ اور باقیماندہ فوج شوملا کی طرف چلدی۔ جس نے خفیف سی مزاحمت کے بعد بازارجک کو (جسکا گریسن فوج مقیم قلعہ) اور تقریبًا کل باشندے بھاگ گئے ہوئے تھے۔ فتح کر لیا۔ مگر اس آسان فتحیابی کے باوجود باقیماندہ باشندے جن مین زیادہ تر ضعیف پیر مرد، عورتین اور بچے تھے۔ روسیون کی خوفناک مظالم سے نہ بچ سکے۔ جن کو اٹھا اٹھا کر دیوارون کے ساتھ پٹک دیا گیا۔ اور اسطرح اون کے بھیجے پھوڑ دیئے گئے۔ مگر ظالمون کو یہ ابلیسانہ افعال زیادہ دیر تک بلا پاداش نہ رہے۔

جب شوملا مین قرہ صو کی فوجکی ہزیمت اور روسی پیشقدمی بجانب بلقان کی خبر پہونچی تو وزیر اعظم نے جنگی کونسل جمع کر کے حاضرین سے خطاب کیا کہ آیا کوئی ایسا بہادر اور مستقل مزاج افسر موجود ہے جو قرہ صو اور بازارجک کے مفرورین کو جمع کرنے اور ان شکستون کو بدلا لینے کا ذمہ اوٹھائے؟ رئیس آفندی عبد الرزاق نے اس کٹھن کام کیلیئے اپنی خدمات پیش کین۔ اس مردانہ درخواست کو وزیر اور دیگر ارکان کونسل نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ اور بہادر وزیر صیغہ خارجیہ و آصف آفندی (ترکی مؤرخ)، فلپ بولی کے مفتی اور چار سو سوارون کو لیکر (جو تقریبًا سب اوسکے ذاتی ملازم تھے) چل پڑا۔ اور توزلچہ کی سڑک پر مختلف ترکی دستون کی منتشر شدہ جماعتون کو جو قرب و جوار مین ادھر اودھر بکھری ہوئی تھین جمع کرنے مین کامیاب ہو گیا۔ بمقام توزلچہ روسی فوج ہراول پر حملہ آور ہو کر اوسے بھگا دیا۔ اور بعد ازان صاعقہ وار آگے بڑھ کر روسی فوج مقیمہ بازارجک پر ٹوٹ پڑا۔ روسیون نے سمجھا کہ کل ترکی فوج اونپر آپڑی ہے سو سلسہ عار ایسی افراتفری اور عجلت کے ساتھ بھاگ گئی کہ اپنا کل سامان اور گودام بھی پیچھے چھوٹ گئے۔ اور چولہون پر اون کی دیگچیان جن مین گوشت ابھی تک پورا نہ گلا تھا دھری رہ گئین۔ مدیر خولا ادھر انگرن بمقام داز اغت زک پہنچ چکی تھی جب روسی فوج وارنا کی دیوارون کے قریب پہنچی اوس وقت بحیرہ اسود کا ترکی کمانڈر قلیچ عثمان پاشا چھوٹے سے بیڑہ کے ساتھ وارنا کے قریب گشت کر رہا تھا۔

اوس نے روسی فوجکو دیکھتے ہی جسٹ پٹ چھ سو بحری سپاہی اپنے نائب کے ماتحت وارنا کی کمک کیلئے خشکی پر اُتار دیے بند
گرکوہ کے قلعے چندان مضبوط نہ تھے۔ روسیون نے تھوڑی دیر اون پر گولہ باری کرکے دھاوا کر دیا شہر کے ایک حصہ مین داخل
ہونے مین وہ کامیاب ہوگئے۔ اور وہان اونہون نے عیسائی محلہ پر قبضہ کر لیا۔ مگر دوسری طرف جہان وہ خندقون کو پر
کرنیکا سامان اور فصیلون پر چڑھنے کیلئے سیڑھیان ساتھ لینے کے بغیر حملہ آور ہوئے تھے۔ سراسیمہ و پریشان پیچھے ہٹا دیے گئے
جسکے بعد ترکون نے اول الذکر حصہ پر حملہ کرکے وہان سے بھی روسیون کو باہر نکالدیا۔ اور پرنس ڈالگورکی کچھ فوج لیکر
بابا طاغ کو اور انگرن باقیماندہ کو ساتھ اسمٰعیلیہ کو ہٹ گیا۔ وارنا کے معرکہ مین دو ہزار روسی قتل و زخمی ہوئے۔ اور دو ایک
سو گاڑیان سامان اوٹھانیوالی۔ اور دس توپین پیچھے چھوڑ گئے۔ فتح بازارجک اور وارنا کی کامیاب محافظت یہ دونون
۱۷۷۳ء کی محاربہ کی جس مین زیادہ تر ترکون کے حق مین فتح و ظفر کا پانسہ پڑتا رہا تھا آخری واقعات تھے۔

سلطان مصطفیٰ ثالث کی وفات

اسی سال جیسا کہ اوپر مفصل مذکور ہو چکا ہے۔ ترکی عساکر اور پالیسی کو مصر اور شام
مین باغیون کے برخلاف نمایان کامیابی نصیب ہوئی۔ مگر آغاز محاربہ کے
وقت سے سلطنت کو اس قدر صدمہ پہونچ چکے تھے۔ کہ ان فتوحات سے اون کی حسب اطمینان تلافی نہین ہو سکتی تھی
بنا برین سلطان کو جو اپنی سیاسی چالون کی ناکامی سے بہت شکستہ دل ہو رہا تھا۔ ان سے چندان خوشی نہ ہوئی
مصطفیٰ اکثر اپنے خاندان کے سلاطین اور دیگر مشرقی فرمانروا اون کیطرح نجوم کے فرضی علم کا بہت کچھ معتقد تھا۔ اور نجومیون
نے اوسے بتایا تھا کہ وہ لڑائی مین ظفر مند رہے گا۔ اور اوس سے اوسے بہت فائدے پہونچین گے۔ مگر ابھی چند برسون
کے مسلسل تجربہ سے واضح ہو گیا کہ جسطرح اپنے تدبر پر اوس کا بھروسہ درست نہین نکلا۔ ویسے ہی ستارون نے بھی اسکے
ساتھ دغا کی ہے۔ اس شکستہ دلی سے اوس کی صحت بھی آخر مین جاکر درست نہ رہی۔ اور وہ اکثر اپنے عسکرون کی سستی اور
عدم مستعدی کی شکایت کرتا رہتا تھا۔ جب اوسے قرہ صو کی دوسری ہزیمت کی خبر ملی تو اوس نے بذات خود میدان جنگ
مین جانیکا مصمم ارادہ ظاہر کیا۔ وزرا نے عرض کیا کہ ایسی اہم کارروائی دیوان کے مشورہ کے بغیر ہرگز مناسب نہین
دیوان کے اجلاس مین علما نے رائے ظاہر کی کہ موجودہ حالات مین بادشاہ کا میدان جنگ مین جانا خالی از خطر نہین ہو سکتا
خاصکر ایسی صورت مین جب کہ اوس کی صحت بھی اچھی نہین۔

مصطفیٰ نے اس پر صحت کے بحال ہونے تک اپنی روانگی کو ملتوی کر دیا۔ مگر درست ہونے کی بجائے وہ دن بدن خراب
ہوتی گئی۔ اور کئی ہفتون تک مرض کی تکلیفین برداشت کرنے کے بعد وہ ۲۵ دسمبر ۱۷۷۳ء (مطابق ۵ ذیقعدہ ۱۱۸۷ھ)
کو راہی ملک عدم ہو گیا۔

ناظرین کو اس بادشاہ کا کیریکٹر اور خواص حالات مندرجہ بالا سے بخوبی معلوم ہو گئے ہون گے پھر بھی اوسکے
کیریکٹر کا اجمالی بیان اس موقعہ پر نامناسب نہ ہوگا۔ بڑی خوبی اس مین یہ تھی کہ وہ اکثر سلاطین کیطرح حرمسرا کے عیش و عشرت کا

دلدادہ نہ ہوا۔ وہ سلطنت کی اصلاح۔ رعایا کی خوشحالی اور اپنے خاندان کے اقتدار کے استحکام کا دل سے خواہان اور ان مقاصد کے حصول کے لیے جہان تک اوسکی ذات کا تعلق تھا۔ تادم مرگ استقلال اور مستعدی کے ساتھ مصروف رہا۔ اور ان اوصاف کے لحاظ سے اوسکی موت ملک اور قوم کے لیے بیشک سخت افسوسناک سانحہ تھی۔ اگر وہ اپنی کوششون مین کامیاب نہ ہو سکا اور اوس کا عہد حکومت خوش نصیب نہ ثابت ہوا۔ تو اس مین اوسکا چندان قصور نہ تھا۔ وہ اپنی طرف سے روس کی غصبات کو روکنے اور پولنڈ کی بدقسمت ریاست کو بچانے کے لیے پوری کوشش کرتا رہا تھا۔ اوس نے خارجیہ معاملات کے متعلق نامہ و پیام مین حیلہ حوالہ ٹال مٹول اور چالبازی سے بہت کام لیا تھا۔ مگر جب روس کی غاصبانہ بلند پروازی آسٹریا اور پرشیا کی غدارانہ ناجنبت اور دوستی۔ فرانس کی جو ٹرکی کا پرانا رفیق تھا کمزوری اور سب سے بڑھ کر خود اوسکی اپنی سلطنت کی بدانتظامی پر خیال کیا جائے۔ تو اوسے بالکل معذور سمجھنا پڑتا ہے۔ وہ اپنے متقدمین کی غلطیون کی اصلاح۔ رعایا کی بہتری اور ملک کی سلامتی کا سچے دل سے متمنی تھا۔ مگر افسوس اس کام کے لیے وہ کافی اخلاقی طاقت اور ذہانت نہ رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اپنی بہادرانہ جد و جہد اور مسلسل مساعی جمیلہ اور ۱۷۷۳ء کی محاربہ کی فتوحات کے باوجود اپنے جانشین کے لیے کٹھن اور گرانبار ورثہ چھوڑ گیا۔

کریمیا۔ والیشیا اور مالڈیویا پر روسی قابض تھے۔ ہرقل والی گرجستان دجار جیا علانیہ کیتھرائن کے ساتھ ملا ہوا تھا احمد پاشا گورنر بغداد محض برائے نام سلطان کا تابع تھا۔ ضاہر عرب قبائل کی مدد سے برابر برسر فساد اور آزادی کا متقاضی بجا رہا تھا مصر مین بھی گو علی بک مارا گیا تھا مملوک اعیان نام نہاد طور پر فرمانبردار تھے۔ البانیا مین محمود پاشا علانیہ باغی ہو رہا تھا۔ اور جنینیا (یانیا) کا گورنر علی خودسری کی بنیاد قائم رہا تھا۔ یہ تھی اوس وقت سلطنت عثمانیہ کی حالت جب کہ تاج عثمانی ایک ایسے شاہزادہ کے سر پر رکھا گیا جس نے نصف صدی محلسرا شاہی کے اندر دفنی گوشون مین بسر کی تھی۔ اور جو قرآن شریف کے نسخے لکھنے یا تیر کمان بنانے رہنے سے وقت گذاری کرتا رہا تھا۔

سلطان عبد الحمید اوّل کی تخت نشینی اور معاہدہ کنارجی۔

سلطان عبد الحمید اول ۴۹ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا وہ حسب معمول ینگچریون کو خزانہ مین روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے تخت نشینی کا انعام نہ دے سکا۔ اور تعجب ہی کہ اس مفسد اور شورہ پشت جماعت نے بھی کوئی اصرار نہ کیا۔ اوس نے عہدہ داران مین بہت کم تغیر و تبدل کیا۔ وزارت عظمی محسن زادہ اور بحری افواج کی کمان بہادر حسن الجزائری کے پاس ہی رہنے دی۔ وہ صلح کا دل سے خواہان تھا۔ وزراء۔ جرنیل اور سوائے علماء کی باقی کل طبقے بھی یہی چاہتے تھے۔ لیکن علماء کریمیا اور دینی قاعدہ کو کفار روسیون کے حوالہ کرنے کے مخالف اور تاتاریون پر سے ہاتھ اوٹھا لینے کو منصب خلافت کے خلاف بیان کرتے تھے جب فریقین مین جاڑا گذر جانے پر پھر لڑائی شروع ہو گئی۔ اوس

اوس کے آغاز مین ہی ترکون کو ایسی ہزیمت ملی - اور خلافت عظمی کے لیئے اس قدر خطرات پیدا ہو گئے کہ علما بہی خاموش ہو گئے - اور اہل شمشیر کی راے غالب آگئی اور متخاصمین مین صلح ہو گئی -

۱۳ اپریل ۱۸۲۹ء کو وزیر اعظم نے شوملہ مین مولود شریف کی تقریب پر بڑی دہوم دہام سے جشن کیا - شاہی علم اوس کے کمپ کے سامنے نصب کیئے گئے - اور کل افسرون کی کونسل منعقد کیگئی - جس مین جارحانہ کاروائی شروع کرکے روسیون کو ہرسوا سے نکالنے کا فیصلہ کیا گیا - مگر روسی جن کے دلون مین پچھلے سال کی ہزیمتون کی سخت خلش باقی تہی - اپنی فوجکی ترتیب اور جمعیت کی درستی و استحکام سے غافل نہ رہے تھے - علاوہ برین ہرسوا مین سورو ایسا روسی بہادر جرنیل موجود تہا - جس نے ترکون کو حملہ کا انتظار کرنے کی بجائے خود ہی اونکی طرف پیشقدمی شروع کر دی - اور ایک اور روسی جرنیل کامنسکی کے دستہ کو راستہ مین ہمراہ ساتھ ملا کر بمقام قوزلجہ ترکی فوج سے جسکی جمعیت ۲۵ ہزار تہی - ۱۶ جون کو معرکہ آرا ہو گیا - اس لڑائی مین ترکون کو کمال زک پہونچی - اور وہ اپنا سارا کیمپ - کل خیام و خرگاہ - جنگی سٹور اور ۲۹ توپین غانمین کے لیے چھوڑ کر میدان جنگ سے بہاگ گئے - اور اودہر اودہر منتشر ہو گئے - چنانچہ جب روسی جرنیلان کامنسکی اور میلاردد ووک نے اس لڑائی کے بعد شوملہ کیطرف بڑہنا شروع کیا - تو اوس وقت وزیر کے پاس اوس وسیع مورچہ بندی کی حفاظت کے لیئے فقط ۸ ہزار آدمی باقی رہگئے تھے - اور وہان مین بہی خانہ جنگی ہو رہی تہی -

اودہر روسیون کے کئی دستے شوملہ سے جنوب کیطرف بڑہ کر بلقان کے درون تک پہنچ گئے ہوئے تھے ایسی صورت مین وزیر اعظم کو لیئے کونٹ رومنتزوف کے پاس جو بذات خود اب کمان کر رہا تہا - التوائے جنگ کی درخواست کرنے کیواسطے اپنا معتمد بہیجنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ رہا - رومنتزوف نے التوائے جنگ کی درخواست کو قبول کرنے سے انکار کرکے وزیر کو کہلا بہیجا کہ اگر چاہو تو شرائط صلح کے تصفیہ کیلئے اپنے سفیر بہیج سکتے ہو - وزیر نے سلطان کو اس معاملہ کی اطلاع کی - جہان سے چند دنون کے بعد اجازت موصول ہو گئی - وزیر نے اپنی طرف سے سفیر بہیجدیئے - اور دونون سلطنتون کے نائبون کی کانفرنس نے بمقام کنا وجی پہلا اجلاس ۱۶ جولائی کو کیا -

جنگی آدمیونکا جیساکہ قاعدہ ہوتا ہے - گفتگوئے مصالحت جلد ہی ختم ہو گئی - کیونکہ علاوہ اس امر کے کہ فریقین کے سفرا فوجی آدمی تہے - دونون فریق لڑائی کے خاتمہ کے بہی دل سے خواہان نہ تہے - روس کو گو فتوحات عدیدہ حاصل ہوئی تہین مگر در اصل فتحیابی

سلہ ایک ہی شکست سے ینگچریون کی خودسری اور بزدلی کا یہ عالم ہو گیا تہا کہ قوزلجہ کے میدان سے بہاگتے وقت جب انکو رئیس آفندی وکیل ادہر پہر دشمن کے مقابلہ کیلئے جمع کرنے کی کوشش کرنے لگا - تو اوس کو فوراً بندوق کا نشانہ بنا کر بیجان زمین پر گرا دیا - مؤلف ۱۱

سلہ کریسی صاحب فرانس کی سلطنت کا ذکر نہین کرتے - مگر مسٹر پرسنال کا بیان ہے کہ فرانس نے سلطان کو صلح کی تحریک کی تہی - اور اوسنے کہلا بہیجا کہ وہ اگر ترکی کی مدد کرے تو اول یورپ اوسکو چہوڑ نہ دیگا اور انگلستان ترکی کبہی پوری نہین اتر سکے گی - اس کے علاوہ انہی اوسنے خود وسیط بننے کا منشا ظاہر کر دیا - مگر سلطان نے فرانس کی وساطت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا - ادہر انگلستان کو پیش کیا - مگر ترکون نے فرانس کو اگر کسی اور کی وساطت ماننے سے قطعی انکار کر دیا اور آخر زار نے فرانس کو وسیط مان لیا تہا برعکس اسکے مسٹر میکانکی کریسی کے قول کے مطابق لکہتے ہین کہ یہ معاہدہ کسی کی وساطت کے بغیر براہ راست دونون ملکون مین ہوا تہا - مین نے متن مین مسٹر کریسی کی تقریر کو ترجیح دی ہے - مؤلف ۱۲

بہت تنگ ہورہا تہا اور روس کی حالت اسکے مغلوب دشمن سے بہی ابتر ہورہی تہی۔ لڑائی مین اسکی سپاہ کا بہت نقصان ہوا تہا۔
اور جیسا کہ عموماً روسی لڑائیون مین ہوتا ہے مقتولین و مجروحین سے کئی گنے زیادہ سپاہی بہوک اور بیماری سے ضائع ہوگئے تھے پیچہے
ملک مین ہی صوبے کے صوبے طاعون اور وبا سے تباہ ہورہے تہے آستراخان کے قریب ایک ضلع کا ضلع ہی ویران ہوگیا تہا۔ جہان سے
چار لاکھ قلماق روسی گورنمنٹ کی مداخلت سے جو وہ انکے رسم و رواج مین کرتی تہی۔ آزردہ ہوکر ۱۷۷۱ء مین ترک وطن کرگئے تہے اور
چینی علاقہ مین چلے گئے تہے۔ لیکن ان سب سے بڑھکر خطرہ ایک ملکی بغاوت سے پیدا ہوگیا تہا جس کے سرغنہ پوگاچیف نے ۱۷۷۳ء
اور ۱۷۷۴ء مین جنوبی روس کے تمام علاقون مین تباہی برپا کردی تہی۔ مزید برآن پولنڈ مین جس کا حصہ کثیر روس نے دیگر دو ہمسایہ
فرمانرواؤن کے ساتھ ملکر غصب کیا تہا۔ وہان کی آزادی پسند اور غیور آبادی کو مطیع فرمان بنانے کے لیے فوج کی مقدار کثیر کی ضرورت تہی
پس ان باتون کو مدنظر رکھ کر دیکہنے سے روس کی اس تعلی کی کیفیت بخوبی معلوم ہوسکتی ہے کہ اوس نے اپنی متواتر فتوحات کے باوجود
فیاضی اور عالی ظرفی سے کام لیکر ۱۷۶۸ء مین بہی وہی شرائط پر صلح کی جو اوس نے ۱۷۷۴ء مین پیش کی تہین۔

دوسرے دن ۱۷ جولائی کے اجلاس مین صرف پانچ سات گہنٹون کے مباحثہ کے بعد ہی معاہدہ صلح کی شرائط کا تصفیہ ہوگیا
مگر روسی سپہ سالار نے اوسپر دستخط کیے جانے مین چار دن کا توقف کردیا تاکہ معاہدہ پر دستخط کی تاریخ (یعنی ۲۱ جولائی) اس معاہدہ کی تاریخ
سے مطابق ہوجائے۔ یہ دن اس وقت تک روسیون کے لیے یوم ذلت و شرم تہا۔ اس نسبت سے بعد وہ ترکون کیلئے ایسا ہوگیا۔ کانفرنس
کے مقام کیلئے کنارجی کے قصبہ کا انتخاب بہی محض اتفاقیہ نہین بلکہ عمداً کیا گیا تہا۔ روسی جرنیل وسیمین کو ترکون نے سال ماقبل
اسی جگہ قتل کیا تہا اور یہ عہدنامہ گویا اوسکی روح کا چڑہاوا تہا۔

عہدنامہ کنارجی مین ۲۸ کہلی اور دو خفیہ شرطین یا دفعات درج کیگئین۔ ایک خفیہ شرط کی روسے باب عالی نے روس کو تین برس
کے عرصہ مین ۴۵ لاکھ روبل (تخمیناً ایک کروڑ روپیہ) ادا کرنیکا اور دوسرے نے بلا توقف بحیرہ مجمع الجزائر سے اپنا بیڑہ واپس بلانیکا
کا اقرار کیا۔ کہلی شرائط بہی کچہ کم اہم نہ تہین۔ انکی روسے کوبن۔ کریمیا۔ دریائے نیپر و بگ کے درمیانی علاقے متصلہ کریمیا اور نیز دریا
بوگ اور نیسٹر کے درمیانی علاقہ تا بجدود پولنڈ کے تاتاریون کو مطلق آزادی دیگئی۔ اور یہ قرار پایا کہ آیندہ وہ خود ہی چنگیز خان
کی نسل سے اپنا فرمانروا منتخب کیا کرین اس کے ساتھ ہی یہ شرط بالصراحت کیگئی کہ نہ دربار روس یا عثمانیہ دربار متذکرہ صدر خان کے
انتخاب یا مندرجہ بالا ریاست کے خانگی۔ پولیٹیکل۔ ملکی اور اندرونی معاملات مین کسیطرح کی حجت یا بہانہ سے کبہی مطلقاً دخل نہین
دینگے بلکہ اس کے برعکس وہ متذکرہ بالا تاتاری قوم کو اوسکی پولیٹیکل اور ملکی حیثیت کے لحاظ سے ویسی ہی طاقت تسلیم اور متصور کرینگے جیسی کہ
دوسری خود مختار و آزاد طاقتین ہین۔ اور جو خدا کے سوا اور کسی کے تابع نہین ہین۔ مگر اس نو ساختہ تاتاری ریاست کی بہی حدود
مین سے روس نے برخلاف معاہدہ مذکور کرچ اور ینی قلعہ واقع کریمیا کے قلعے مع بندرگاہ و اضلاع و نیز قصبہ آزوف مع ضمیمہ اور قلعہ کلبرن دلکل بورن (جو
نیپر کے شمال مین واقع ہے) مع اوس ضلع کے جو نیپر کے بائین ساحل پر واقع تہا اپنے تصرف مین رکھے۔ اور کلبورن کے مقابل کا قلعہ عشاکوف
مع ضلع واقعہ بر ساحل راست ترکون کے قبضہ مین رہنے دیا گیا۔ کبرطاس کے دونون (خورد و کلان) علاقجات بہی روس کو دیئے گئے

مگر فیصلہ ہوا کہ ان کا باضابطہ قبضہ تھی و تاآری سلطنت کا ان اور اعیان روس کے حوالہ کیے جائیں گے۔ روس نے جارجیا اور منگریلیا کے ان علاقوں
سے جو انہوں نے فتح کر لئے تھے۔ اپنی فوجیں واپس بلا لینے کا اقرار کیا۔ اور ان صوبوں کی نسبت یہ فیصلہ ہوا کہ روس انکو اوس کی تحت
سمجھیگا جس کے وہ پہلے تابع تھے پس اگر وہ زمانہ قدیم میں یا عرصہ دراز سے فی الحقیقت بابعالی کے تابع چلے آئے ہونگے تو وہ اب بھی اسکے
تابع سمجھے جائینگے۔ ازاف۔ کلبرن۔ سکرتج یعنی قلعہ اور کبرطاس کے ماسوا روس باقی سب فتوحات سے دست بردار ہوگیا۔ بابعالی
کو ملڈیویا اور ولیشیا ان شرائط پر واپس ملے کہ دوران جنگ میں انکی رعایا سے جو خطائیں سرزد ہوئی ہیں وہ معاف
کردیجائینگی۔ عیسائیوں کو اپنے مذہب میں پوری آزادی رہیگی۔ آئندہ ان پر عادلانہ اور منصفانہ طریق سے اور نرمی و رحمدلی سے حکومت
کیجائیگی۔ اور روس کے سفراء کو جو قسطنطنیہ میں مقیم ہوں ان دونوں صوبوں کے حالات کے حسب حال بابعالی سے انکے لئے عرض کرتے رہنے کی
اجازت ہوگی۔ اور بابعالی انکی شکایات اور سفارشوں کو ویسی ہی توجہ سے سننے کا وعدہ کرتا ہے جیسی توجہ کہ دوست اور معزز دول کی
شان کے مناسب ہے۔ روس بعد میں ان صوبجات کی حفاظت کا جو استحقاق جتاتا رہا تھا وہ اسی شرط کی بنا پر تھا۔ اسی مضمون کی مگر اس سے
بہت اہم ایک اور شرط معاہدہ میں درج کیگئی۔ وہ ساتویں تھی اور اوسکی عبارت حسب ذیل تھی۔ بابعالی عیسائی مذہب اور اوسکے معابد کی
ہمیشہ حفاظت کرتے رہنے کا وعدہ کرتا ہے اور ساتھ ہی روس کے سفراء کو اختیار دیتا ہے کہ وہ ہر وقت اوس کلیسا اور قسطنطنیہ کے حق میں جسکا ذکر
چودھویں شرط میں کیا جائیگا۔ اور نیز کلیسا مذکور کے کارکن یا دریوں کی حمایت میں جب چاہیں بابعالی کے پاس سفارش اور عرض معروضات
کرتے رہیں۔ اور بابعالی وعدہ کرتا ہے کہ وہ ان سفارشوں اور معروضات کو ویسی ہی توجہ اور غور سے دیکھیگا جیسی کہ ایک ہمسایہ اور مخلص دوست سلطنت
کے معتبر عہدہ دار کی سفارشوں کو سننا چاہیے۔ ۱۸۵۳ء کی جنگ کریمیا کی بنا یہی شرط تھی۔ روس کا دعوی تھا کہ اوسی شرط کی بنا پر روس کو
تمام معتقدین کلیسائی یونانی کی حمایت و حفاظت کا استحقاق حاصل ہوگیا تھا۔ مگر یہ اوسکی ہٹ دھرمی تھی۔ شرط کنندگان کا یہ منشا کبھی
نہیں ہو سکتا تھا۔ اور وہ محض اس پیشبندی کے لیے کیگئی تھی۔ کہ کہیں ترک ان صوبوں کی رعایا کو جو روس کے زیر اثر رہی تھی بعد میں
ہی نمک حرامی کی سزا دینی شروع نہ کردیں۔ بہرحال اگر یہ مان لیا جائے کہ شرط کنندگان نے کل عیسائیوں کیلئے اور نیز ہمیشہ کیلئے انتظام
کیا تھا۔ تو پھر بھی یہ الفاظ سے صریح واضح ہو رہا ہے کہ بابعالی نے خود ہی حفاظت کرنے کا وعدہ کیا تھا حفاظت کا استحقاق کسی اجنبی
سلطنت کو نہ دیا تھا۔ پس ۱۸۵۳ء میں روس کا یہ دعوی کرکے صوبجات ڈنیوب پر قابض ہو جانا قوانین تمدنیہ کی علانیہ خلاف ورزی تھی
دفعہ ۱۴ کے الفاظ یہ تھے۔ دیگر طاقتوں کی طرح روس کو بھی اس گرجہ کے علاوہ جو روسی سفیر کے محل اقامت میں تعمیر کیا گیا ہو ایک عام کنیسہ
محلہ غلاطہ کے کوچہ بکسند علی میں تعمیر کرنے کی اجازت دیگئی ہے جس میں کلیسائی یونانی کی رسوم کے مطابق عبادت کی جائیگی۔ اور وہ ہمیشہ
سلطنت روس کے سفراء کی حفاظت میں اور ہر ایک طرح کی جبر و بیجا مداخلت سے محفوظ رہیگا۔ دوسری دفعہ میں اقرار کیا گیا کہ روسی رعایا کو جزیہ
یا کسی اور طرح کا ٹیکس دینے کے بغیر مقدس شہر یروشلیم کی زیارت کو جانے کا اختیار ہوگا۔ اور وہ قوانین کی پناہ اور حفاظت میں
رہینگے۔ گیارہویں دفعہ کا مطلب یہ تھا کہ دونوں ملکوں کے تجارتی جہازات کو اون سمندروں میں جو ان سلطنتوں کے سواحل سے ٹکراتے ہیں
تجارت کیلئے جہازرانی کرنیکا پورا پورا اختیار ہوگا۔ اسی دفعہ کی رو سے روس کو ترکی میں جہاں کہیں وہ مناسب سمجھے مستقل قونصل مقرر

کرنیکا استحقاق دیا گیا۔ مگر اس کے معاوضہ مین ٹرکی کو روس مین اسیطرح باختیار خود جہان چاہے قونصل مقرر کرنیکا کوئی استحقاق نہ دیا گیا صرف یہ عبارت درج کیگئی کہ روس مین ترکی رعایا کو تری اور خشکی دونون رستون سے تجارت کرنے کی پوری اجازت ہوگی اور انہین وہی مراعات حاصل رہینگی جو انتہائی مراعات رکھنے والی دیگر قومون کو حاصل ہین۔

چوتھی دفعہ مین قرار پایا کہ چونکہ ہر طاقت کو یہ قدرتی استحقاق حاصل ہے کہ وہ اپنے ملک مین جو انتظام مناسب سمجھے کرے۔ اس لیے دونون سلطنتون کو کامل اختیار و آزادی حاصل ہے کہ وہ اپنے اپنے ملکون مین اپنی اپنی حدود کے اندر جہان کہین مناسب سمجھین ہر طرح کے قلعے۔ شہر۔ بستیان۔ عمارات اور مکانات تعمیر کرین۔ یا پرانے قلعون۔ شہرون بستیون وغیرہ کی مرمت اور درستی کرین۔ دیگر شرائط کی رو سے سلطان نے روسی سفیر کو ہمیشہ قسطنطنیہ مین رہنے کی اجازت دیدی۔ اور شاہ روس کیلیے بادشاہ قیصر کا لقب جس سے اب تک انکار کیا جاتا رہا تھا تسلیم کر لیا۔ اور دونون سلطنتون نے اقرار کیا کہ تمام سابقہ معاہدات جو دونون مین ہوچکے تھے مع معاہدہ بلغراد اور اوس سے بعد کے عہدنامون کے باطل اور کالعدم ہوگئے ہین۔ اور انکی بنا پر کبھی کوئی دعوی نہین کیا جائیگا لیکن ان مین سے ایک عہدنامہ جو ضلع آذاف اور کوبان کی سرحد کی تعیین کے متعلق حسن پاشا گورنر آشوگ اور کونٹ ٹالسٹائی مین سنہ ۱۷۰۰ء مین ہوا تھا۔ برابر نافذ رکھا گیا۔

اس کل عہدنامہ مین پولینڈ کا بھولے سے بھی نام نہ لیا گیا۔ اگرچہ جنگ کا باعث مین سے بڑا سبب اوس ملک مین روس کی دست اندازی بھی تھی۔ اس عدم تذکرہ سے یہ قیاس کر لیا گیا تھا کہ پولینڈ کے معاملات مین آیندہ ٹرکی کو مداخلت کرنیکا کوئی استحقاق نہین رہیگا کسی تیسری طاقت کی وساطت کے بغیر اس عہدنامہ کا تکمیل ہو جانا ہی کچھ اس کیلیے کچھ کم پولیٹیکل کامیابی نہ تھی۔

سر کریسی جرمن مورخ وان ہیمر اور آشر من سفیر تھوگوٹ کی آرا کا خلاصہ دیکر اس عہدنامہ کی نسبت جس کا لب لباب اوپر دیا گیا ہی تحریر کرتے ہین کہ ہر اوس زمانہ کے تمام مدبرین نے اسپر یہ فتوی لگایا کہ وہ اس مشرقی اسلامی سلطنت کی جانکنی کا ہی پیش خیمہ نہین ہے بلکہ یوروپ کی دوسری سلطنتون کیلیے بھی ہمیشہ کیلیے مشکلات اور خرابیون کا منبع رہیگا۔ اس عہدنامہ نے ٹرکی کو بالکل روس کے رحم پر چھوڑ دیا۔ اور کم از کم یوروپ مین مسلمان سلطنت کے انحطاط اور قطع برید کو آغاز کر دیا۔ وان ہیمر کی رائے مین معاہدہ ایڈریانوپل اسی تخم کا پھل تھا۔ اور مشرقی مسئلہ کی بنا اسی عہدنامہ کناردو سے قائم ہوئی۔ جو اب تک خالی ٹرکی کے لیے ہی وبال جان نہین ہو رہا۔ بلکہ یوروپ کی عیسائی طاقتون کو بھی کئی دفعہ اپنے جوہر دکھا چکا اور دکھا رہا ہے۔ کیونکہ بلاد مشرق کے عیسائیون کی محافظت کے مستحق ہونیکے دعوی مین فرانس کا ایک زبردست رقیب پیدا ہو گیا۔ اور یہ رقابت آخر محاربہ کریمیا مین لاکھون عیسائیون کی خونریزی کا باعث ہوئی خداوند کریم کا شکر ہے کہ دول عظام کی توجہ جنوب مشرقی یوروپ سے ہٹ کر دنیا کے دیگر قطعات اور دوسرے دولت یا کمزور ملکون کیطرف منعطف ہوگئی ہے۔ اور مزید بران موجودہ امیر المومنین عبدالحمید خان ثانی الغازی خلد اللہ ملکہ کی ۲۴ سالہ ساعی جمیلہ لیاقت خداداد اور بےنظیر تدبر و تجربے سے ٹرکی کی طاقت ایسی مضبوط اور عیسائی دول مین کچھ ایسی پھوٹ پڑ گئی ہے کہ اب مسئلہ با تنازعہ چند دنون کا مہمان دکھائی دیتا ہے۔ واللہ علی کل شئی قدیر۔

باب دہم

معاہدہ قاینارجہ کے نتائج۔ غازی حسن پاشا کی مساعی جمیلہ۔ روس کا اغتصاب۔ جدید عہدنامہ ۱۷۷۹ء روس کے ساتھ الحاق کریمیا۔ فرانس کی بیفائدہ کوشش۔ انگلستان کو روس کے خلاف اپنے ساتھ متحد کرنیکے لئے فرانس کی پالیسی میں تغیر۔ روس اور آسٹریا کی ارادی ٹرکی کی متعلق۔ محاربہ۔ آسٹریا کی ہزیمت یابی۔ روسیوں کا غلبہ۔ سلطان عبدالحمید اول کی وفات اور سلطان سلیم ثالث کی تخت نشینی۔ تجدید محاربہ۔ انگلستان اور برشیا کی

جیسا کہ گذشتہ باب میں اشارہ کیا جاچکا ہے نہ فقط یورپ کے فضلا و مدبرین بلکہ ٹرکی کے علما و سیاسین نے بھی عہدنامہ قاینارجہ کو روسی شان و شوکت کا معراج اور خاندان عثمانیہ کی ذلت کا اکمال تصور کیا۔ فرنچ گورنمنٹ کیلئے بھی یہ کچھ کم ذلت کا باعث نہ تہا۔ سلطین ٹرکی کی مسلسل کمزوری اور انحطاط سے اکثر اہالی فرنچ والٹیر کی رائے کے مقلد ہوگئے تہے۔ اور وہ ترکی اتحاد کو بے مصرف سمجھکر روسیوں کے ساتھ دوستانہ عہد و پیمان کرنے کی صلاح دینے لگ گئے تھے چنانچہ اس عہدنامہ کی تکمیل پر پیرس کی جماعت ادبا نے قیصرہ اور روس کے سپہ سالار رومنزوف کو مبارکباد بھیجیں۔ اور اونکی دیکھادیکھی باقی یورپ کے مدعیان علم و فضل نے بھی ایسا ہی کیا۔ البتہ انگلستان میں ایک عالم ایسا موجود تھا کہ اگر وہ غربت و افلاس کی وجہ سے خوشامدانہ رویہ اختیار کرتا تو ایک طرح سے معذور سمجھا جاتا تاہم اوس نیک نہاد نے روس کی نسبت اپنی رائے کو جو اوس کی کمال دوراندیشی اور تبحر سیاسیہ پر دال تہی ۱۷۷۴ء کو محاربہ کی روسی فتوحات سے بھی کئی برس پہلے ۱۷۵۹ء میں ظاہر کردیا تھا۔ اس ستارہ کا نام اولیور گولڈسمتھ[1] ہے جو اوٹھارویں صدی کے انگریز انشا پردازوں اور شعرا کا سرتاج مانا جاتا ہے۔ اور یہ خیال اوس نے اپنی بے نظیر کتاب "کل عالم کا ساکن" یا "سیٹیزن آف دی ورلڈ" میں ظاہر کی تہی جو حسب ذیل ہے "میں روس کو یورپ کے مغربی ممالک کا دشمن قرار دینے سے ہرگز باز نہیں رہ سکتا۔ اور وہ ایسا دشمن ہے کہ وہ گو اب بہی خاصہ بردست ہے۔ مگر اپنی طرز حکومت کی وجہ سے دن بدن اور زیادہ مضبوط اور زبردست ہوتا جائے گا۔ یہ وسیع سلطنت یہ جو شمالی اور

---

[1] اس کا باپ آئرلینڈ کے ایک گاؤں کا پادری تہا۔ جہاں وہ ۱۷۳۰ء میں پیدا ہوا۔ وطن میں ایک آئرش معلم سے کچھ عرصہ تعلیم پانے کے بعد اینڈنبرہ گیا۔ وہاں وہ ایک دوست کا ضامن ہوا۔ اور اس ضمانت کی وجہ سے اوسے وہاں سے بہاگنا پڑا۔ مگر راستہ میں پکڑا گیا۔ اور دو دوستوں کی مہربانی سے جو اتفاقیہ اوس جگہ اوسے مل گئے۔ رہائی پائی۔ اسی زمانہ میں اوس کے ایک چچا نے فیاضی سے کام لیکر اوسے ہالینڈ کے قصبہ لیڈن میں تعلیم پانے کیلئے بہیجدیا لیکن اوسے شوق سیاحت نے وہاں بہی چین نہ لینے دیا۔ اور نے الواقعہ وہ صرف ایک بوٹ۔ ایک قمیص اور بانسری لیکر فروری ۱۷۵۵ء میں لیڈن سے دنیا کی سیر کو چل پڑا۔ اور یورپ کے کئی ملکوں کی پیدل سیر کی۔ جہاں شام کے قریب وہ کسی دہقان کے مکان کے پاس پہنچتا۔ بانسری کو نہایت خوش الحانی سے بجا تماشہ شروع کردیتا جس سے خوش ہوکر دہقان اوس کی مہمانداری ہی نہ کرتے۔ بلکہ اگلو روز کیلئے بہی اسے آذوقہ دیدیتے۔ اسی سیاحت میں اوس نے مقام لورین علم طبیعات میں بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ اور طبابت میں بھی کچھ دسترس پیدا کرلی جس کی مدد سے اوس نے سیاحت سے واپس آکر لنڈن میں ڈاکٹری کا کام شروع کردیا۔ مگر اس میں اوسے کامیابی نہ ہوئی۔ ۱۷۵۹ء میں اوس نے ایک اخبار بنام بی نکلا۔ مگر وہ بھی نہ چلا۔ رفتہ رفتہ اوس کی تصنیفات کی عام شہرت ہونے لگ گئی۔ اور اس کی مالی حالت سنبہل گئی۔ لیکن اس کی فضول خرچی اور شوق قمار نے اوسر گریز آسودہ نہ ہونے دیا۔ اوس نے ناولوں نظموں اور علمی مضامین کے علاوہ کئی تاریخیں بھی لکھی ہیں۔ ۱۷۷۴ء میں لنڈن میں فوت ہوا۔

یورپ سو نوین بر اعظموں مین پرانی دنیا کا تیسرے حصہ کو گھیرے ہوئے ہے۔ تقریباً دو صدی پیشتر مختلف بادشاہتوں اور ریاستوں مین منقسم اور
اس تقسیم کی وجہ سے کمزور اور بے حقیقت سی تھی۔ مگر جاپان بسلی ٹرپس کی بدولت ہوا اوس کی طاقت اور وسعت مین ترقی ہوتی گئی ہو۔ اور وہ جنگل جہان
پہلے کبھی بنی آدم کا گذر نہ ہوا تھا اور نہ وحشی درندے گھوما کرتے تھے۔ اور جو کل ملک پہلے دیہہ تھے آباد اور بنی نوع انسان کا مسکن ہو گئے ہین پس ایسی سلطنت
کیلئے جسے اندرونی امن حاصل ہو جس کے مقبوضات کی وسعت بے حساب ہو۔ اور جو جنبیوں اور سیفر کے کاٹ کاٹ کر فنون حرب سیکھ رہی ہو دن بدن زیادہ
طاقتور ہوتے جانا لازمی امر ہے۔ اور یہ اغلب ہے کہ بہ زمانہ استقبال مین روس کو صاحب دنیا کے لقب سے ملقب کرین گے۔ روسیون کی بڑی بادشاہ پیٹر
کی بڑی آرزو تھی کہ اُسے یوروپ کے مغربی ممالک مین بخوبی دخل حاصل ہو جائے۔ اور اوسکی اکثر تدبیرون اور معاہدون کا مدعا یہی تھا۔ مگر یورپ
کی خوش قسمتی سے وہ اُن مین کامیاب نہ ہوا۔ اس قوم کے ہاتھ مین کسی قلعہ کا چلا جانا ایسا ہی ہے جیسے کسی نہرے بہا ئنگ بے لگام سے مسلط کر دیا جاے اور پھر جب کبھی حرص
طمع یا ضرورت انکو تحریک کرے تو وہ کل مغربی دنیا کو اپنی وحشت کی سیلاب عظیم سے غرق آب کر دین۔ یوروپ کے جو مدبر اس بد مست قوم کو اپنے تنازعات
مین ثالث بناتے ہین اُنکی سفاہت پر جس قدر لکھون تھوڑا ہے۔ روسی تہذیب اب وحشت کے مین مین اب اُس حالت مین ہے جو فوجی فتوحات کیلئے سب سے مناسب
اور کارآمد ہوتی ہے پس اگر انکو قدم ایکدفعہ یوروپ کے مغربی حصص مین جمگیا تو تا صفت تہذیب اور نفاق واختلافات کے فرزندان کی کمزور کوششین انکو
کبھی بیدخل نہین کر سکینگی کیونکہ ان ممالک کی معتدل آب و ہوا اور زرخیز وادیان ہمیشہ انکو اپنے بیابانون سنسان جنگلون برفانی پہاڑون
سے کھینچ کر (روسیون) کو کھینچتی رہا کرینگی۔ تاریخ۔ تجربہ۔ فراست انسانی۔ اور فطرت یہ سب چیزین صحیفہ عقل و دانش کو انسانون کی آنکھون کے
سامنے کھولے ہوئے ہین، مگر افسوس ہے اُسے نہین پڑھتے۔

قسطنطنیہ مین پیران اسلام یہ قیاس کرنے لگے تھے کہ تاتار عظیم (یعنی روسیون) کی دستبرد کی وجہ سے ان کو ایشیا ہی ملجا و ماوی
رکھا ہے۔ اور اون کو عیسائیون کی ان روایتون اور پرانی پیشنگوئیون کے آخر درست ہونے پر دلی تاسف کے ساتھ یقین سا ہونے لگ گیا کہ آخر
پایہ تخت اسلام والمسلمین (اسلام بول) زردار قوم کے فرزندون کے تصرف مین چلا جائیگا۔ لیکن اسلام اور مسلمانون کی خوش قسمتی سے ابھی
بہت سے ایسے بلند ہمت بھی موجود تھے جن پر ایسی مایوسی طاری نہ ہو سکی تھی۔ وہ اُن فرائض کو جن کے پورا کیے جانیکا سلطنت اُن سے
تقاضا کر رہی تھی۔ اور نیز سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن ارشادات کو کہ شکستون سے شکستہ دل ہونا مردون کا کام نہین۔ یہ خدا
کریم کی طرف سے مسلم و منافق کی پہچان کیلئے بطور امتحان و ابتلا ہوا کرتی ہین۔ بخوبی سمجھتے تھے۔ اور انکو اپنے خالق کے مواعید پر
جن مین سے چند ایک سورہ آل عمران مین سے ذیل مین درج کیے جاتے ہین۔ پورا پورا اعتماد اور کامل بھروسہ تھا۔ قولہ تعالیٰ ان تصبروا
وتتقوا (۱۲۰) ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (۱۳۹) والله يحب الصابرين (۱۴۶) والله
يحيي ويميت والله بما تعملون بصير (۱۵۶) وما اصابكم يوم التقى الجمعان فباذن الله وليعلم المؤمنين
وليعلم الذين نافقوا (۱۶۷) وان تصبروا وتتقوا فان ذلك من عزم الامور (۱۸۶) يا ايها الذين آمنوا
اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا الله لعلكم تفلحون (۲۰۰)

فرانس کے حق مین بھی یہ عہدنامہ کچھ کم مضر نہ تھا۔ گو اوس کے بدنتائج فرانس والمان کو پچاس برس تک محسوس نہ ہوئے بلکہ اس عرصہ مین الٹا

اونکی تجارت کو لیونٹ میں بہت فروغ حاصل رہا۔ اور فرنچ تجارت میں ۳۰ ہزار ملاح اور ۸۰۰ جہاز مصروف ہو۔ فرانس کو یہ بڑی بڑی کانفع
محض اسی تجارت کے سر پر چلتو ہے۔ فرنچ سفیر ایم ڈی پرسیسٹ نے فرانس کی تجارت کو جو ابتک قسطنطنیہ اور بحیرۂ مجمع الجزائر کے بنادر تک
محدود تھی۔ بحیرۂ اسود کے بندرگاہوں تک پھیلا دیا۔ اور آخر میں جب اہل یونان پر قزاقوں کا زور شور ہو گیا۔ تو فرنچ بیڑہ نے باب عالی کی
درخواست پر بحیرۂ لیفٹ کی بھی نگرانی شروع کر دی۔ مگر یہی فروغ تجارت فرانس کو روس کی مخالفت کو جو فرانس کی تولیت مقامات مقدسہ اور
رفاقت مخلصانہ باب عالی سے بہت کھٹکا کرتی تہی۔ اور مہمیز ہو گئی۔ اور اونہوں نے اس کے برخلاف جسکو اندرونی مخصوصون نے بھی ستانا شروع کر دیا
تہا۔ آپس میں مزید اتحاد اور سازشیں شروع کر دیں جس کا آخر کار فرانس کا اقتدار بالکل زائل ہو گیا۔ اور وہ نہ اپنا کچھ سنوار سکا اور نہ ٹرکی کا۔

غازی حسن پاشا کی مساعی جمیلہ

دربار فرانس نے ٹرکی کو عہدنامہ قاینارجہ اور صلح کا مشورہ اس لیئے دیا تہا کہ وہ دشمن سے بدلہ لینے کے لیئے
چند برسوں میں اپنی حالت کو درست کرے۔ مگر جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے۔ اکثر مسلمانوں پر جن میں کئی
اراکین دولت بھی شامل تہے۔ تاہم مایوسی چھا گئی ہوئی تھی۔ اور جنہوں نے حوصلے نہ ہارے تھے اون کی تعداد اول الذکر کے مقابلہ پر کچھ ایسی
بڑی نہ تھی۔ تاہم اس جماعت میں غازی حسن پاشا الجزائری ایسا بہادر اور جوان ہمت بھی شامل تہا۔ اور اوس نے اپنی ہمت اور کوشش سے
سلطنت کے ڈگمگاتے ہوئے جہاز کو بہت کچھ سنبھال لیا۔ غازی کا خطاب قوم نے اوسے اپنی طرف سے عطا کر دیا تہا۔ اور خوش نصیبی سے
سلطان عبدالحمید کو بھی اوس پر کامل اطمینان و بھروسہ تہا۔ جس نے اوسے غیر محدود اختیارات بخشدیئے۔ اور وہ محب قوم و ملت بے نظیر
دلسوزی و دلیری کے ساتھ اپنے ملک کی بری و بحری طاقت کی درستی اور اپنی سلطنت کے جانی دشمن روس کی محاربۂ آئندہ میں جو سب جانتے
تھے کہ ضرور ہوگا۔ پوری پوری خاطر و مدارات کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ سب سے اول اوس نے بری فوج میں نظام و ترتیب قائم
کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب اوسے کچھ عرصہ بعد معلوم ہو گیا کہ بگڑے ہوؤں اور سپاہیوں میں افسروں کی قابلیت و سلیقہ پیدا کرنا۔ اور جدید اسلحہ
اور قواعد حرب کو اون میں رائج کرنا بالکل ناممکن ہے۔ تو اوس نے ان باتوں کی کوشش چھوڑ کر طریق جدال کے متعلق نئی تدبیر سوچی
جسکا مدعا یہ تہا کہ ترکی فوج کے حملوں کو زیادہ موثر بنایا جائے۔ اس کا منشا تہا کہ ایک لاکھ آدمیوں کی فوج کو دس مختلف دستوں میں
منقسم کیا جائے۔ اور یہ دستے الگ الگ اسطرح سے حملہ کیا کریں کہ اگر کسی دستہ کو زک ملے تو اوس کا اثر دوسروں پر نہ پہنچے اور پسپا ہوتے
وقت وہ اون دستوں کو بھی جنہوں نے ابھی تک غنیم پر حملہ نہ کیا ہو۔ پراگندہ نہ کر سکے۔ پاشا موصوف کی رائے تہی کہ یہ درستے اسی
طرح سے یورپ میں غنیم کا توڑ جانا ہماری صفوں میں نسبتہ زیادہ تباہی برپا کر سکیگا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی بالبداہت ظاہر ہے کہ دنیا
کی کوئی فوج ترکوں کے دس متواتر حملوں کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جیسے ایک لاکھ آدمیوں کا ایک ساتھ حملہ کرنا خطرناک
ہوتا ہے ویسے ہی دس ہزار آدمیوں کا۔ کیونکہ ایک لاکھ آدمیوں کے ساتھ حملہ کرنے کی صورت میں بھی یہی ہوتا ہے کہ جب اونکی اگلی صفیں
شکست کھا جائیں تو پچھلی صفیں جنکی طرف ہزیمت خوردہ صفیں واپس ہٹتی ہیں فی الفور راہ فرار اختیار کر لیتی ہیں۔ مگر تجربہ کرنے
سے یہ تجویز ناقابل عمل پائی گئی۔ غالباً پاشا نے خشکی کی کارزار کو بھی غالباً بحری طریق حرب پر قیاس کر لیا ہوگا جس میں جہازوں
کی اسیطرح متفرق دستے بنالینے کو اوسنے ذاتی تجربہ سے بہت کارآمد پایا تہا۔ اور اغلب قیاس ہے کہ اگر اوسے خشکی پر پہلے برداز نا

ہونیکا موقعہ ملا ہوتا تو شاید وہ اِس تجویز کو عمل میں لانے کی کوشش کرتا لیکن بحری صیغہ ایسا تھا جسکو وہ خوب سمجھتا تھا اور اسی لیئے اوس کی درستی اور اصلاح کی اوسنے جو کوششیں کیں وہ برمحل اور بہت مناسب تہیں۔ ان میں وہ بعض اوقات ایسی سخت گیری سے کام لیتا تھا جس سے اوس کے الجزائری ہونیکا فی الفور پتہ ملجاتا تھا۔ حسن خود ایسا عالم نہ تھا لیکن عالموں کی قدر کرتا تھا۔ اور اوسکی طبیعت بھی ذکا اور فراست سے پُر تھی۔ اُسکو یورپ میں علم و ہنر اور سلطنت عثمانیہ کی اُن قوموں سے جو جہازرانی اور ملاحی میں ید طولیٰ رکھتی تہیں۔ فائدہ اٹھانیکا ڈھب اچھی طرح سے سکھا دیا ہوا تھا۔ اوسکی کوششیں موجودہ جہازوں کی درستی پر ہی محدود نہ رہیں۔ بلکہ اوسنے جہازات بنوانے اور قابل جہازراں بہم پہونچانیکے علاوہ افسروں کی تعلیم کا بھی معقول انتظام کیا۔ ایک انگریز جہاز ساز کی مدد سے حسن نے ترکی جہازات کی طرز کو بالکل بدل دیا۔ ترکی جہازوں پر بیشمار مستول اور بادبان ہوتے تھے اون کو دور کرکے اوسنے انگریزی جہازوں کی طرز اختیار کی اور اونکے بلند اور بڑے بڑے دنبالوں کو مختصر کرکے اون پر منزل بمنزل توپیں نصب کیں۔ ترکی نیوی میں پہلو تقریباً کلیتہً یونانی ہی ملاح یونانی ہوتے تہے۔ اور گو اب بھی اوسے اپنے جہازوں کی ملاحی کیلیئے زیادہ تر اسی قوم پر انحصار کرنا پڑا۔ کیونکہ ترک گولہ اندازی کے سوا اور کسی جہازی کام کے کرنے سے مطلقاً کانوں پر ہاتھ دھرتے تہے۔ مگر پھر بھی اوسنے الجیریا۔ دیگر ممالک شمالی افریقہ اور نیز بحیرۂ ایڈریاٹک کے مشرقی ساحل کی بنادر سے معقول تعداد ملاحوں کی بہم پہنچالی۔ اوسنے جہازوں کے کپتانوں کا فرض گردان دیا کہ وہ بذات خود جہازوں اور اعلیٰ جہاز کی درستی اور نظام کی نگرانی کیا کریں۔ اس فرض کی تعمیل سے کوتاہی کرنے کا جو نتیجہ ہوتا تھا وہ مندرجہ ذیل واقعہ سے معلوم ہو جائیگا۔ [illegible] میں ترکی بیڑہ کا سب سے بڑا جہاز بحیرہ اسود میں غرق ہوگیا۔ باعث یہ تھا کہ اوس کے تختے کمزور ہو گئے تھے اور اوس کی اُنکی درزوں میں سے مصالحہ[1] کے نکل جانے سے کھل گئی تہیں۔ اور جہاز پانی بھر جانے سے غرق ہو گیا۔ حسن پاشا نے جب خبر سنی تو اوسنے اس حادثہ کی وجہ یہ بتائی کہ مصالحہ درزوں میں بے احتیاطی سے بھرا گیا تھا۔ چنانچہ جب بیڑہ قسطنطنیہ کو واپس آیا تو اوسنے کل کپتانوں کو حکم دیدیا کہ اپنے سامنے اپنے اپنے جہازوں کی درزوں کو مصالحہ سے خوب دیکھ بھال کر بند کرائیں۔ جو کپتان فروگذاشت کریگا اوسے قتل کر دیا جائیگا۔ ایک دن ایک کپتان اپنے جہاز کے پاس بیکار بیٹھا اکتا گیا۔ اور اپنے گھر کو جو پاؤ میل کے فاصلہ پر تھا چلا گیا۔ اوسکی بدبختی سے اوسیوقت حسن پاشا کام دیکھنے کے لیئے کارخانہ میں آگیا۔ اور کام میں کچھ قصور دیکھ کر کپتان کی نسبت پوچھا۔ وہ کہاں ہے؟ جہاز والوں کو مجبوراً سچی بات کہنی پڑی۔ جسپر حسن ایک چھوٹے سے قالین پر بیٹھ گیا۔ اور ایک آدمی کو اپنی بندوق لانے کیلیئے۔ اور دوسرے کو کپتان کو بلانے کے لیئے بھیجدیا۔ اور جب بدقسمت کپتان سامنے آیا تو ایک لفظ مونہہ سے بولنے کے بغیر بندوق اٹھا کر اوسے نشانۂ اجل بنا دیا۔ اور پھر حکم دیا۔ جاؤ اسے دفن کر دو۔ اور تمام کپتان قبرستان تک جنازہ کے ساتھ جائیں۔ جن کی واپسی تک کام بند رہے۔

حسن پاشا نے ضرورت کیوقت بیڑہ کو فی الفور تیار کرلینے کیلیئے قسطنطنیہ میں قابل اور لائق ملاحوں کی معقول تعداد ہر وقت موجود رکھنے کی بھی کوشش کی۔ قاعدہ یہ تھا کہ خزاں سے موسم بہار تک جہاز قسطنطنیہ کی خلیج میں پڑے رہتے تھے۔ اور ملاحوں کو

[1] جہازوں کی درزوں میں پہلو موبیخ کی رسی کے ٹکڑے بھرے جاتے ہیں۔ اور اوپر سے تارکول کا روغن کیا جاتا ہے کہ وہ نکلنے نہ پاویں (مؤلف)

موسم سرما مین چھٹی دیدیجاتی تھی۔ حسن نے باب عالی کو متنبہ کیا کہ پایۂ تخت کو اسطرح سے غیر محفوظ کیہنو کا دستور خطرہ سے خالی نہین کیونکہ ہے کبھی روسی سردیون مین اپنے اون بندرگاہون سے جو اون کو حال مین بحیرۂ اسود پر حاصل ہوگئے ہین۔ روانہ ہو کر باسفرس مین گھس آئین۔ اور ہمارے جہازون کو اون کے لنگرگاہون مین ہی تباہ کردین۔ اس کے تدارک کیلیئے اونسے بری فوج کیطرح قسطنطنیہ مین ملاحون کیلیئے بھی بارکین تعمیر کرنے کی تجویز پیش کی۔ تاکہ موسم سرما مین وہ گھرون کو چلے جانیکی بجائے اون مین رہیکر اپنے جہازون کو متصل رہا کرین۔ اس تجویز کی اہمیت کو نادان سے نادان بھی سمجھ سکتے تھے۔ مگر وزیر اعظم اور کئی دیگر اعلے عہدہ دارونسے اس رشک سے اوسکی خفیہ مخالفت بڑے زور سے کی۔ کہ اگر حسن پاشا کے ماتحت پایۂ تخت مین اسقدر فوج رہنے لگ گئی تو اس کی طاقت بہت بڑھ جائے گی۔ چنانچہ وہ طرح طرح کے حیلہ و بہانہ سے اس کام کے لیئے روپیہ دینے مین ٹال مٹول کرنے لگے تو جسپر حسن نے مجبور ہو کر اپنے ذاتی خرچ سے حسب تجویز کچھ بارکین اس کام کے لیئے بنوائین۔

مگر یہ ظاہر ہے کہ اس صورت مین اونکا بہت چھوٹے پیمانہ پر ہونا لازمی امر تھا۔ کہان خزانہ شاہی۔ اور کہان ایک امیر البحر کا اندوختہ روپیہ! اس محب سلطان نے ایک بحری مدرسہ بھی بیڑہ جہازات کے واسطے ماہر افسر تیار کرنے کے لیئے قائم کیا۔ لیکن اوسکی تمام جانفشانی و سرگرمی دوسرون کے رشک و حسد یا جاہلانہ تعصبات کی وجہ سے اکارت گئی۔ حسن نے ٹرکی کے فیوڈل سسٹم (طریقۂ جاگیرداری) کی اصلاح کیلیئے بھی بہت سعی کی۔ اسمین بھی اوسکو کامیابی نہ ہوئی۔ اس طریقہ مین بھی پوری پوری خرابی پڑ گئی ہوئی تھی۔ ملکی و فوجی خدمات کی بجائے ضیافتین اور تیمارین زیادہ تر منظوران نظر کو عطا ہوتی تھین جو اونکو عموماً متمول عیسائیون اور یہودیون کے پاس بیچ ڈالا کرتے تھے۔ اور اسطرح باب عالی کو جنگ کیوقت ان جاگیرون سے بہت کم مدد پہونچتی تھی۔

حسن پاشا کو متعدد صوبون کی سرکشی کی بیخکنی کیلیئے قسطنطنیہ سے اکثر باہر رہنا پڑتا تھا۔ اور اس کی غیبت مین اوسکے دشمنون کو اوسکی نیک تجاویز اور کامون کے اثر کو بہت کچھ زائل کردینے کا خاصہ موقعہ ملجاتا تھا۔ یہ دشمن بظاہر دوستون کے پیرایہ مین ہوتے تھے۔ اور ان کی مخالفت خفیہ اور درپردہ ہوا کرتی تھی جس کا وہ کوئی انتظام نہ کرسکتا تھا۔ لیکن اون دشمنون کی جو کھلے میدان مین اوس کے سامنے آئے۔ اوسنے قرار واقعی گوشمالی کردی۔ اوسنے شیخ ضاہر کی فوج کو شکست دیکر عکہ کا سمندر اور خشکی دونون طرف سے محاصرہ کرلیا۔ اور شیخ مذکور کو جب کہ وہ شہر سے کوہ صفد کیطرف بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا گرفتار کرکے صوبۂ شام کی بغاوت کا قلع و قمع کردیا۔

موریا سے گو روسی نکالدیئے گئے۔ اور باغی عیسائیون کی سرکوبی کردیگئی تھی۔ مگر کچھ عرصہ بعد اُن البانوی سپاہیون کا غرور جو ۱۷۷۰ء مین اورلاف کے ساتھ لڑنے کیلیئے لائے گئے تھے۔ حد اعتدال سے بڑھ گیا تھا۔ اور اوہنون نے باغیون سے بڑھ کر طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا۔ اون سے ترک اور یونانی دونون طرح کے باشندون کا مال و جان محفوظ نہ رہگیا تھا۔ اس بلند ہمت مصلح نے سنہ ۱۷۷۹ء مین اون ظالمون کو تہ تیغ یا خارج از ملک کرکے موریا کو اونکی دستبرد سے نجات دلوائی۔ یہ شورہ پشت کوہستانی بلاد تک

اپنے افسرون کو جب چاہتے قتل یا برطرف کر دیتے تھے۔ اور قوانین کی پابندی کا نام تک نہ جانتے تہے۔ ان وحشی سپاہیون کی بیخکنی کے بعد سلطان نے حسن کو اسی صوبہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ اور اوس نے ملک مین امن قائم کرنے اور تجارت و زراعت کو فروغ دینے کیلیے اپنی طرف سے جد و جہد کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ ان انتظامون سے فارغ ہو کر اوس نے مصر کے باغی مملوکون کی سرکوبی کیلیے فوج جرار کے ساتھ مصر پر چڑہائی کی۔ اور اون کو شکست دیکر قاہرہ پر تصرف کر لیا۔ وہ سلطنت کو اس بیش قیمت صوبہ مین سلطانی اقتدار کو قائم کرنے مین بہت کچھ کام کر چکا تہا۔ کہ اوسے یکبارگی ۱۷۸۷ء کی منحوس محاربہ مین جو گذشتہ محاربے سے بڑھکر ترکی کیلیے تباہی بخش ثابت ہوا۔ روسیون کا مقابلہ کرنے کے لیے مصر سے واپس بلا لیا گیا۔

روس کا اغتصاب مزید عہد نامہ ۱۷۷۹ء

پہلی لڑائی کو اب چودہ برس ہو گئے تھے۔ روس اس عرصہ مین بدستور ایسی ہی ریشہ دوانیون اور کارروائیون مین مصروف رہا۔ جو ترکی کے حق مین ویسی ہی مخالفانہ اور حریصانہ تہی جیسی کہ اوس کو وہ عمل جو علانیہ بگاڑ کے وقت کیے جاتے رہے تہے۔ حتی کہ وہ مورخ اور نویسندہ بھی جو راستی و صداقت کو بالاے طاق رکھ کر کیتھرائن کے نہایت مداح اور ترکون کو جانی دشمن ہین۔ اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ زارینہ نے عنان حکومت کو اپنے ہاتھ مین لیتے کے وقت ہی سے ترکون کو یورپ سے نکالنے کا عزم بالجزم کر لیا تہا۔ اور مرتے دم تک اس ارادہ کی تکمیل کے درپے رہی۔

ایک انگریز مورخ مسمی ایٹن کی تحریرات اس کی شہادت مین موجود ہین۔ وہ ملکہ کے دربار مین کئی برس رہا تہا اور اوسکے عاشق یا معشوق پرنس پوٹمکن کا بے تکلف دوست تہا۔ یہ شخص ترکون کا سخت دشمن اور روسیون کا بڑا حامی گذرا ہے۔ زارینہ کا بعینہ وہی ارادہ تہا جو پیٹر اعظم کا تہا۔ اور جسے اب تک یا کم از کم ۱۸۷۷ء تک دربار روس نے فراموش نہین کیا تہا۔ ۱۸۷۷ء تک کی شرط اسلیے لگائی گئی ہے کہ پچھلے چند برسون مین دنیا کی طاقتون کے تعلقات باہمی مین بہت کچھ تغیر واقع ہو گیا ہے۔ اور روس کی توجہ اب زار پیٹر کی وصیت کے اوس حصہ کو پورا کرنے کیطرف جو ایشیا کے متعلق ہے زیادہ منعطف ہے۔ اس مسئلہ پر مین بست سالہ عہد حکومت اعلیحضرت امیر المومنین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی کے ضمیمون مین مفصل بحث کر چکا ہون۔ شائقین انہین مطالعہ کر سکتے ہین۔ یہان اوس کو دہرانے کی ضرورت نہین۔ ۱۷۷۴ء مین روس کو ترکی سے عارضی طور پر صلح کر لینا ضروری ہو رہا تہا۔ مگر جب پوگاتچیف کی بغاوت فرو کر دیگئی۔ اور پولنڈ کے منصوبون پر روسی تسلط مستحکم ہو گیا تو زارینہ پھر مشرقی منصوبہ کی تکمیل پر کمربستہ ہو گئی۔ ۱۷۷۹ء مین اوس کے بیٹے پال کے ہان دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ اوسکا نام قسطنطین رکھا گیا۔ اور اوس کو دودھ پلانے پر یونانی انائین مقرر کیگئین۔ اوسیطرح سے یونانی دودھ کے ساتھ ہی اوسکی مادری زبان بھی یونانی ہو گئی جس کی تکمیل بعد مین فاضل یونانی معلمون کے ذریعہ سے کرائی گئی۔ الغرض اوسکی تربیت و پرورش ایسے طریق سے کیگئی کہ وہ یونانیون پر حکومت کرنے کے قابل ہو جائے۔ اس سے کل دنیا کو کیتھرائن کا عندیہ معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے اس پوتے کو قسطنطنیہ کے تخت پر بٹھانے کی ہوس خام رکھتی ہے۔ اس امر کی تصدیق بھی وہی مسمی ایٹن کر رہا ہے۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اس شخص کا بیان ہے کہ دوسرے برس ۱۷۸۰ء قیصر و اور

پرنس پوٹمکن نے اس شرط پر امریکن آبادکارون کی برخلاف انگلستان کی مدد کرنے کی صلاح کی کہ وہ روس کو ٹرکی کی برخلاف مدد دے بحیرہ روم کی مغربی حصہ کا جزیرہ منورکا اوسوقت انگلستان کی قبضہ مین تہا نذر دینے کا منشا رتہا کہ انگلستان اوسی یہ جزیرہ دیدے تاکہ اس سے روسی بیڑہ کے قیامگاہ اور یونانی باغیون کے محل اجتماع کا کام لیا جائے۔

مسٹر ایٹن لکہتا ہی کہ پرنس پوٹمکن نے اس تجویز کو مفصل تیار کرلیا تہا۔ اور اوسے عنقریب انگریزی سفیر متعینہ سینٹ پیٹرزبرگ کو حوالہ کرنا ہی چاہتا تہا کہ کونٹ پانن روسی مدبر خارجیہ کی چالاکی سے جو انگریزون کا مخالف اور فرانس کا طرفدار تہا اس معاملہ مین مزید کارروائی نہ ہوسکی۔ اور قیصرہ نے انگلستان کی معاملات سے الگ رہنے کی پالیسی اختیار کرلی کہا جاتا ہی کہ پرنس مذکور کو تادم مرگ اس تجویز کی ناکامی کا افسوس رہا اور وہ بار بار یہی کہا کرتا تہا کہ ٹرکی کے برخلاف محض انگلستان کی ایشیائی مقبوضات کو ٹرکی کی مدد یا کم از کم خاموش اور الگ رہنے کے بغیر فتح نہین کرسکتے۔ جس قضیہ سے بلا شائبہ اختلاف یہ نتیجہ نکل رہا ہے کہ ٹرکی کی سلامتی انگلستان کی اتحاد اور انگلستان کی مولہ بالا مقبوضات کی سلامتی اس مشترک دشمن سے جو دونو کی گھات مین ہی ٹرکی کے اتحاد و رفاقت پر منحصر ہے۔ مگر افسوس پہر اسی گردش زمانہ کی طفیل آج ٹرکی انگلستان کی ساتھ وہی روش اختیار کیئے ہوئی ہے۔ جو کبہی اُن کی کل عہد حکومت بالخصوص محاربہ ۱۸۷۷ء؁ مین انگلستان نے ٹرکی کے متعلق اختیار کی ہوئی تہی۔ لیکن یقین کامل ہی کہ دونون کی ضروریات جلد اس کشیدگی کو ہٹانے مین کامیاب ہو جائینگی۔ اور دونو کی اغراض عنقریب پہر اون مین وہی تعلق پیدا کر دین گی۔ جو ۱۸۵۵ء؁ کے محاربہ کریمیا کے زمانہ مین موجود تہا۔ واللہ علی کل شیٔ قدیر۔ وما تشاؤن الا ما یشاء اللہ ✦

روس کے ساتھ الحاق کریمیا کریمیا روس کے ساتھ باضابطہ طور سے ملحق تو ۱۷۸۳ء؁ مین ہوا۔ مگر اوس مدعا کی حصول کے متعلق کارروائی عہدنامہ کنارجی (کنارجہ) پر دستخط ہونے کی تاریخ سے ہی شروع تہی رہی عہدنامہ کنارجی جس کی رو سے روس نے قوم تاتاریون کو بالکل آزاد اور محض خدا کی تابع قوم تسلیم کرنیکا حلفی اقرار کر کے اون کی بادشاہ کی انتخاب یا دیگر معاملات اندرونی مین کسیطرح کی مداخلت نکرنیکا قسمیہ قول و اقرار کیا تہا۔ حسب معمول اوسی دوستانہ مداخلت اور اپنی سرحد کو بدامنی کی خطرناک ہمسائیگت سے محفوظ رکہنے کے بہانون سے روس نے تہوڑے ہی عرصہ مین کریمیا کو دوسرا پولنڈ بنا دیا۔ اس ریاست مین البتہ یہ فرق تہا کہ اوس کی تقسیم مین روس کے سوا اور کوئی دعویدار نہ تہا۔ عہدنامہ کے بعد تاتاریون نے چنگیز خان کے خاندان مین سے دولت غیرائی کو اپنا خان منتخب کیا وہ مستقل مزاج۔ محب وطن اور صاحب غیرت شخص تہا۔ اور اس سے روسی دربار کی متابعت کی توقع رکہنا محض فضول تہا مگر روسیون نے ایسی صورتون کا پہلے ہی سے بندوبست کر رکہا تہا۔ اور راہنی کے تدارک کیلئے چند تاتاری خوانین کو مطیع بنا رکہا تہا۔ روس کی اغوا سے اونہون نے دولت غیرائی کے برخلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور ملک مین بدامنی پہیلا دی جسکے روس کو امن قائم کرانیکے لیئے جزیرہ نما کریمیا مین فوج بہیجنے کا بظاہر معقول بہانہ ملگیا۔ لیکن ساتھ ہی حکمت عملی سے کام لیکر روسیون نے

یہ مشہور کردیا کہ وہ خود قابض ہونے کے لیے داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ بعض ظالم دولت غیرائی کو معزول اور اوسکی جگہ شاہین غیرائی کو تخت نشین کرانے کے لیے یہ شاہین غیرائی بطور یرغمال دربار روس کے پاس نظر بند تہا۔ اور سب کو معلوم تہا کہ اوس کے ابنائے وطن کا حصہ کثیر اوسے پسند نہیں کرتا۔ اور اسی لیے روسیون نے فرمانروائی کے واسطے اوس کو منتخب کیا تہا۔ دولت غیرائی جسے اکثر تاتاریون کیطرح آزاد ہو جانے کے باوجود مسلمانون کے مذہبی اور پولیٹیکل مقتدا خلیفۃ المسلمین سے بدستور کامل عقیدت اور اخلاص تہا[۱] ۱۷۷۷ء مین معزول کر دیا گیا۔ اور شاہین کو خان کریمیا بنا دیا گیا جس کے جبریہ انتخاب سے انہی نتائج کے برآمد ہونے کی توقع رکھ لیگئی تہی جو پولنڈ مین پونی آٹوسکی کے انتخاب سے ظہور مین آئے تہے اور یہ توقع بالکل درست ثابت ہوئی۔ دولت غیرائی نے قسطنطنیہ جاکر باب عالی سے مدد کی التجا کی۔ مگر پابندی عہود۔ حزم و احتیاط بالطبع زر جیسے روسی فراخدلی سے دیوان کے اراکین مین خرچ کرتے رہتے تہے۔ باب عالی نے کوئی مزاحمت نہ کی۔ اور شاہین مسند خانی پر متمکن رہا۔ لیکن اوسکی رعایا نے کچھ بے چینی کے آثار ظاہر کرنے شروع کر دیئے۔ اور ترک بہی دفعتاً فوقتاً زبانی دہمکیان دینے لگ گئے۔ اسپر شاہین نے قیصرہ کی مدد مانگنے کے لیے چھ میرزائیان کریمیا کا ڈپوٹیشن سینٹ پٹیرزبرگ بہیجدیا۔ اسکے بعد کیا ہوا ہے؟ دو آنکہیں ندارینہ کو اس موقعہ کی تاک مین بیٹہی ہوئی تہی۔ روس نے جہٹ روفنزوف کو دریائے نیپر پر فوج جمع کرنیکا حکم دیدیا۔ اور ادہر صوبجات مالڈیویا اور والیشیا مین جن کا قبضہ روس نے بمائت تمام چہوڑا تہا۔ اونکو مطلق آزاد کرانیکے لیے سازشین شروع کر دین۔ اس کے ساتھ ہی چند شکائتین اس مضمون کی بہی کر دین کہ ترک خلاف معاہدہ روسی تجارت کو بہت کچھ دبانے کی کوشش کرتے رہتے ہین۔ یہ کل پیشبندیان اس غرض کیلئے تہین کہ ترک کریمیا مین روسیون سے تعرض نہ کرین۔ مگر ترک کون مین اوسوقت لڑائی کے لیے کوئی سکت نہ تہی۔ فرانس نے بہی اونکو لڑائی سے محترز رہنے کا مشورہ دیا۔ اور آخر اونہون نے صوبجات مالڈیویا اور والیشیا کو روسی دستبرد اور سازشون سے بچانے کے لیے کریمیا کو قربان کر دیا۔ اور روسی تجارت کو اس قدر مراعات عطا کر دین جن سے آئندہ کیلئے قسطنطنیہ کی سلامتی بہی معرض خطر مین پڑ گئی۔

۱۷۷۹ء مین دونون سلطنتون مین جدید عہدنامہ ہوا جس مین اول تو عہدنامہ کنارجی کی شرائط کی تجدید کیگئی۔ اور پہر چند زائد شرطین درج کیگئین۔ جن کی رو سے سلطان نے شاہین کو کریمیا کا جائز فرمانروا تسلیم کر لیا۔ اور اون مذہبی مراسم کو جن کا تاتاری فرمانروائی حکومت کو باضابطہ طور پر مذہبی منظوری دینے کے لیے بہ حیثیت خلیفۃ المسلمین ادا کرنا اوسپر لازم تہا ادا کرنیکا اقرار کیا[۲]۔ اور فریقین نے حلف اوٹہایا کہ یہ عہدنامہ جسپر دارباب کو دستخط کیئے گئے ہین ہمیشہ کیلئے قائم رہیگا۔ اور اب دونون سلطنتون مین مدامی صلح رہے گی۔

---

[۱] یہ الفاظ ایک عیسائی مورخ مسٹر پیکانکی کے ہین۔ مؤلف۔

[۲] یہ الفاظ جن مین سلطان کی خلافت کو بالصراحت تسلیم کیا گیا ہے۔ ایک دوسرے عیسائی مورخ سر کریسی کے ہین۔ مؤلف۔

گر شاہین غیرای زارینہ کے مقاصد کے حصول مین محض آلہ کا کام دینے کیلیے خانی کے مرتبہ پر پہنچایا گیا تھا - وہ تخت پر بیٹھا ہی
تھا کہ کیتھرائن نے سفیر کے پیرایہ مین اوسکے پاس اپنا ایک جاسوس بھیجدیا - اور اوسیکے کام پر رکھا گیا کہ وہ خان سے ایسے کام کراتا رہے
جس سے رعایا کو اور زیادہ نفرت ہو جاے - اور ادہر نارضامندون کو شورش دیکر خانہ جنگی کرادے - تاتاری روسیون کی حکومت اور
انکی رسم و رواج دونون سے کوسون بھاگتے تھے - چنانچہ سفیر مذکور نے پہلے شاہین کو ادہر ادہر پہلاکر روسی عادات کا شیدا بنایا - اوس سے کہکر زارینہ
کے پاس سفارش کرادی کہ وہ اوسے اعزازی نشان عطا کرے - چنانچہ زارینہ نے اسکو طبقہ سینٹ انی کی حمایل اور امپیریل گارڈ کی رجمنٹ کے
ازیری کرنیل کا رتبہ عطا کر دیا - مگر کرنیلی تاتاریون کی نگاہ مین پست اور ادنی عہدہ تھا - اس سے شاہین انکی نظرون مین اور حقیر ہو گیا
ابہی روسی لباس پہنتا اور گماشتون کے اغوا سے اوسنے روسیونکی ایسی عادات اختیار کرلی کہ انکی بدمعاشیان چہپ نہین سکتی اور انکی طرح فوجی عظمت کا شوق
اور فضول خرچی سیکھ لی - اور ہر توان سمجھا نہ مرکا سے اسکی حکومت کی بنیاد دن بدن متزلزل ہوتی چلی جارہی تھی - اور دوسری طرف
ان گماشتون نے اوسے بحری طاقت بڑہا کر کل بحیرہ اسود پر اقتدار قایم کرنے کی ہوس خامخواہ مین مبتلا کر دیا - اور اس بیجا یلغار مین روپیہ خرچ کرانا
شروع کر دیا - اسکے ساتھ ہی وہ وزیرون اور خوانین کو جو دن بدن زیادہ برافروختہ ہوتے رہتے تھے گستاخ رہتے مین سبقت کی
آخر کار عام بغاوت - جب کے فرو کرنیکیلیے اوسکو روسی مشیرون نے اوسکو زارینہ سے مدد مانگنے کی صلاح دی اور اوس بیوقوف
نے یہی کیا - روسی سپاہ پہر کریمیا مین داخل ہو گئی - مگر اوسے اپنا اصل مدعا زیادہ عرصہ پنہان رکھنا پڑا - کیتھرائن اور اسکے
منظور نظر پوٹمکن نے سوچ لیا تھا کہ برسونکی تمنا کو پورا کرنیکا مناسب وقت پہونچ گیا ہے - روسیون نے جلدی ہی تلوارون کی چمک اور
سنگینونکی نوک سے اپنا منشا ظاہر کر دیا - جن تاتاریون نے روسی تابعداری سے انکار کیا اونکو بیدریغ قتل کر دیا گیا - ہزارون
تاتاری امرا سنگسار کیے گئے - اور بالآخر شاہین کو کچہہ دم دلاسا - اور کچہہ دہمکیان دیکر تخت سے دست برداری کا اقرار نامہ
اور یہ بہی لکہوا لیا کہ اوسکے خاندان کو جس مین فرمانروائی موروثی تہی - کریمیا اور کیوبن پر آئندہ کوئی دعوی نہین رہیگا
پہر اوسے نظر بند کر کے روسی قصبہ کلوگا مین بہیجدیا گیا - جہان کچہہ عرصہ سخت تکلیفین پہنچانیکے بعد اوسی ترکون کے رحم پر چہوڑ دیا گیا - اور اسکو

ل مسٹر بیکا کی روسی فوج کی مداخلت کی اور وجہ تحریر کرتے ہین - جو حسب ذیل ہے - سنہ ۱۷۸۳ء مین روسیونکے بہکانے سے شاہین
نے ترکی پاشا سے جزیرہ تمن کا قبضہ مانگا - تمن کریمیا کے مشرق مین واقع ہے - پاشا نے اوسکے قاصد کو قتل کر ڈالا - جس سے روسیون
کو شاہین کے بہڑکانے کا موقع ملگیا - اور اوسے کہا کہ اگر تم چاہو تو روس اس ذلت کا بدلہ لینے کو تیار ہے - گو در طبیعت خان کو نیا
اور روسی فوج کریمیا مین داخل ہو گئی - مگر مشرقی ساحل کے کنارے کنارے کچہہ دور جاکر وہ پلٹ آئی اور تمن سے ترکونکو نکالنے کی
بجاے اوسنے اسی ملک پر جسکی امداد کو وہ آئی تہی قبضہ کر لیا - اور دہوکہ یا جبر سے تمام قلعونپر متصرف ہو کر پردہ اٹہا دیا - اور رعایا کو جبر
سنگیں زارینہ کی متابعت پر مجبور کیا گیا - تاتاریون نے انکار کر کے مقابلہ کا تہیہ کیا - جس پر پوٹمکن نے عین بحالت امن رعایا پر حملہ کر کے تیس ہزار
مرد و زن کو کمال سفاکی سے تہ تیغ کر دیا - الغرض اس طرح سے روس نے کریمیا کو فتح کیا - جو فتح ایسی بیشرمانہ اور مکروہ غداری سے
حاصل ہوئی جسکی نظیر قدیم و جدید کسی زمانہ کی تاریخ عالم مین نہین ملتی - ۱۲ مورت ،

سرحد پار ترکی علاقہ مین بہجوا دیا گیا۔ ترکون نے اسکو فوراً گرفتار کرکے قسطنطنیہ بہیجدیا۔ سلطان نے اوسی جزیرہ ہوڈس کو جلا وطن کردیا
کل مسلمان اوسکی غداری سے کمال برافروختہ ہو رہے تھے۔ چنانچہ رہوڈس پہونچتے ہی وہان کے مسلمانون نے اسکو فریب سے ایک
مکان مین قتل کر ڈالا۔ اور اس بیوقوف کو روسی دوستی کا آخر صلہ ملگیا۔

جزیرہ نما کریمیا سے اضلاع ملحقہ روس کے ممالک محروسہ مین داخل کر لیا گیا جب بلیسانہ غصب اور سخت مکروہ غداری کو
معمول بشیرانہ منافقت سے دنیا پر تحسن نیت ظاہر کرنے کے لیے کیتھرائن نے اپریل ۱۷۸۳ء مین ایک منشور شایع کیا جسکا خلاصہ حسب
ذیل ہے۔ "عساکر روسی محض قیام امن کے لیے کریمیا مین داخل ہوے تھے تاتاریون کی طبعی بیچین مزاجی نے اس عمارت کو جسکو ہمارے
اونکو خود اپنے منتخب کردہ فرمانرواکے زیر فرمان کامل آزادی اور خود مختاری دلا کر اونکی اسایش و خوشحالی کی غرض سے کہڑا کیا
تہا بالکل کمزور اور ویران کر دیا تہا۔ الغرض کریمیا کی حفاظت کے لیے ہر وقت فوج تیار رکہنے کی ضرورت کے اخراجات اور نیز ان
خرابیون کی بیخکنی کی احتیاج نے زارینہ کو ان نقصانات اور مصارف کے جایز معاوضہ مین جو اوسکو وہان امن اور خوشحالی
قایم رکہنے پر کرنے پڑے۔ جزیرہ نما کریمیا۔ جزیرہ تمن۔ اور کل علاقہ کوبان کو سلطنت روس مین شامل کرنے پر مجبور کر دیا ہے"
مگر یوروپ نابینا اور اوسکے شریک غارتگران قیصر آسٹریا بادشاہ پرشیا کے اس قسم کے منافقانہ منشورون کے سننے کا عادی ہو
رہا تہا۔ لیکن بقول کریسی زارینہ کے اس اعلان سے جس مین اوسکے فیاض نفسی و عالی ظرفی کا بڑی طمطراق سے ذکر کیا گیا تہا
یوروپ کے خوشامدی مسخرہ گویون اور سوفسطائیون کو کیتھرائن کی لمبی چوڑی تعریفین چہانٹنے کے لیے خوب مصالحہ مل گیا۔ ان مکار قوم
نے ان مظالم پر کوئی توجہ نہ کی جو تاتاریون پر توڑے گئے تہے۔ قوم کے کچھ حصہ نے اپنی آزادی کی حفاظت مین تلوار اٹہائی
تقریباً کل سرکردہ لوگ اونکے ساتہ شامل تہے۔ جنرل پال پوٹمکن (پرنس پوٹمکن کے بھتیجے) نے کل ناراضمندون کو تلوار کے گہاٹ
اوتار دیا۔ اس قتل عام مین ۳۰ ہزار زن و مرد ہر عمر کے قتل ہوے۔ کئی ہزار ملک سے بھاگ گئے۔ تاتار کا وطن مین ۷۰ ہزار آدمی
عیسائی ہوگئے تہے۔ جنمین سے صرف ۰ ہزار ترکی علاقہ مین جان سلامت لیکر پہونچے۔ باقی سب راستہ مین بحیرہ آزاف کے خشک
علاقہ کے کف دست میدان سے گذرنے کی کوشش مین سردی۔ فاقہ۔ اور تکان سے ہلاک ہو گئے۔ زارینہ نے نو مفتوحہ ملک کا نام

لہ مسٹر فاکس انگلستان کے مشہور مدبر نے جو کئی مرتبہ وزیر بہی ہوا۔ اور فصاحت و بلاغت مین اپنی آپ ہی نظیر سمجہا جاتا ہے۔ کیتھرائن
کی حمایت کرتے ہوے زیادہ تر اصاف گوئی سے کام لیا مباحثہ عشاکوف کے دوران مین اوس نے ۲۹ مارچ ۱۷۹۱ء کو پارلیمنٹ مین تقریر
کرتے ہوے یہ الفاظ کہے "وہ عہدنامہ کنارجی کی رو سے کریمیا کو آزاد کر دیے جانیکے بعد زارینہ نے بابعالی اور دیگر دول کو اطلاع
دی کہ جب تک وہ کریمیا اور کوبان پر کامل تصرف نہ کرلے اوسکے بڑے مقبوضات محفوظ نہین رہ سکتے۔ ان بعد ایک طرح کے شاہی استدلال
و منطق سے کام لیکر اونے صاف کہدیا کہ اب مجہے لازم ہے کہ ممالک مذکورہ پر قبضہ کرلون"۔ فاکس لارڈ ہولینڈ کا بیٹا تہا اور اپنے زمانہ کے مشہور مدبر
پٹ کا مخالف تہا۔ اٹہارہوین صدی کے آخری حصہ مین یہ دونون آپس مین ویسی ہی رقیب تہے جیسے انیسوین صدی مین مسٹر ڈسرائیلی (لارڈ
بکینسفیلڈ) اور مسٹر گلیڈسٹون تہے۔ فاکس ۱۷۴۹ء مین پیدا ہوا ۱۸۰۶ء مین فوت ہوا۔ ڈچس دیونشایر کیساتہ اسکا نہایت گہرا تعلق تہا۔ فاکس بڑی

رکھا جنرل پال پوٹمکن کو اس خونریزی اور فتوحات کے صلہ میں نئے صوبہ کے گورنر اور بحیرۂ اسود کی اعلیٰ امیر البحر کا خطاب عطا کیا گیا اور پرنس پوٹمکن کو جس کی نگرانی میں اوسکا بھتیجا کارسند ہوتا رہا تھا۔ طارئین زطائح طارس) کا خطاب دیا گیا۔ اس سینہ زوری سے وہ تمام ملک جسے آزاد تاتاری مملکت بنایا گیا تھا روس کے ساتھ شامل ہو گیا یہ ملک صرف جزیرہ نما کریمیا اور اوس کے بندر نطیر اور قابل تعریف کارآمد بندرگاہوں اور مضبوط مواقعہ پر ہی مشتمل نہ تھا بلکہ بحیرۂ اسود کا تمام شمالی ساحل اور ایشیا کا علاقہ کوبان معہ جزیرہ تمن بھی اسمین داخل تھا روسی پیش خیمہ اب کوبان میں نصب ہو گیا تھا جہاں سے وہ بالائی ایشیا کو ایرانی اور ترکی علاقوں پر بآسانی پیشقدمی کرنیکے قابل ہو گیا۔

فرانس کی بیفائدہ کوشش سیمی وول کو راستی کی مدد پر مائل کرنیکے لیئے

اس جابرانہ قزاقی اور ڈکیتی سے قسطنطنیہ میں کمال ناراضگی پیدا ہو گئی اور فرانس کو بھی اپنے رقیب کی طاقت کے مزید اضافہ سے اور تشویش ہو گئی اور فرصت تک امریکن محاربہ ختم ہو چکا تھا۔ اور خاندان بوربون (حکمران فرانس) اوسمین امریکن آبادکاروں کی مدد کرکے انگلستان سے اپنی ہزیمتوں اور خفتوں کا پورا پورا بدلہ لے چکا تھا۔ اور اب اسے انگلستان سے وہ کدورت نہ رہی تھی۔ اوسے اپنے ملک کی مشہور بغاوت اور انقلاب عظیم سے پیشتر جو تھوڑا ہی عرصہ بعد وقوع میں آ گیا امن و امان کا مختصر سا زمانہ اور مہذب دنیا کے عام تعلقات پر غور کرنے کی مہلت ملگئی ہوئی تھی۔ لوئی شانزدہم اور اوس کا وزیر ایم ڈی ورجینیز اپنے ملک کی قدیم پالیسی کو مد نظر رکھکر کیتھرائن کی پیشقدمی اور طامعانہ کارروائی کو روکنے اور ٹرکی کو ٹکا بوٹی ہو جانے سے محفوظ رکھنے کے سچے دل سے خواہشمند تھے

لہ اگسی لوئی شانزدہم لوئی پانزدہم کے بڑے بیٹے کا جو باپ کی عین حیات ۱۷۶۵ء میں مر گیا۔ فرزند اکبر تھا۔ اور ۱۷۷۴ء میں دادا کی بعد تخت نشین ہوا اسوقت خزانہ خالی۔ فوج قرضہ بے انتہا اور بحری طاقت تقریباً معدوم تھی۔ اوس کی اصلاح کیلیئے ورجینیز کو وزیر خارجہ اور ٹرگوٹ اور مارٹن وغیرہ کو مہتمم خزانہ وزیر صیغہ بحری بنایا گیا۔ لوئی شانزدہم نے ہر دلعزیزی حاصل کرنیکے لیئے پہلا کام یہ کیا کہ تخت نشینی پر رعایا سے جو خاص ٹیکس لیا جاتا تھا اوسے معاف کر دیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں ملک کی حالت سنبھل گئی۔ اتنے میں امریکہ کے آبادکاروں نے بغاوت کر دی۔ فرانس نے اونکی مدد کی۔ اور انگلستان اور فرانس میں جنگ شروع ہو گیا جسمیں گو فرانس اور باغی امریکنوں کو کامل فتح نصیب ہوئی۔ اور انگلستان سے امریکن آبادکار آزاد ہو گئے لیکن فرانس کے حق میں بھی یہ لڑائی مبارک ثابت ہوئی۔ اس میں اوسے اس قدر زیر باری اوٹھانی پڑی کہ خزانہ خالی ہو گیا۔ اور اوس کے پر کرنیکے لیئے رعایا پر طرح طرح کے نئے ٹیکس لگانے پڑے جن سے رعایا نے تنگ آکر آخر بغاوت کر دی۔ انقلاب عظیم شروع ہو گیا۔ اور باشندگان پیرس بھی ہتھیار لیکر کھڑے ہو گئے۔ اونہوں نے ۱۴ جولائی ۱۷۸۹ء کو پیرس کے قلعہ اور جیلخانہ باسٹیل پر قبضہ کر لیا پھر اکتوبر میں شاہی محل واقعہ ورسیلز پر دھاوا کر دیا۔ ملکہ تو بھاگ گئی۔ مگر بادشاہ معہ دیگر افراد کنبہ پکڑ لیا گیا اور باغی اوسے پیرس لے آئے۔ فروری ۱۷۹۰ء میں بادشاہ نے رعایا کی حسب منشا طرز حکومت کو منظور کر لیا لیکن پھر بھی وہ ایک طرح سے نظر بندی اور قید کی حالت میں تھا چنانچہ ۲۰ جون ۱۷۹۱ء کو وہ معہ کنبہ پیرس سے بھاگ گیا۔ مگر رستہ میں بمقام وزین پکڑا گیا اور سخت ذلت کے ساتھ پیرس واپس لایا گیا اسی برس قیصر آسٹریا اور شاہ پرشیا متفقہ ہو کر بادشاہ کی حمایت میں فرانس پر چڑھائی کر دی۔ مگر رعایا اور فوج نے حملہ آوروں کو شکست دیکر اپنے ملک سے نکال دیا۔ آخر اہالی پیرس کی منتخب کردہ مجلس کنونشن نے جنوری ۱۷۹۳ء میں بادشاہ کی موت کا فتویٰ صادر کر دیا۔ اور وہ اسی مہینہ کی ۲۱ تاریخ کو قتل کر دیا گیا۔ یہ بادشاہ اپنے بزرگوں کے برعکس نہایت نیک چلن تھا مگر مستقل مزاج نہ تھا۔ علم جغرافیہ کا بڑا شائق تھا۔ اور اپنے ہاتھ سے نہایت نفیس قفل تیار کیا کرتا تھا۔ ۱۷۵۴ء میں پیدا ہوا۔ (مولف)

آسٹریا پولنڈ کی تقسیم کے معاملہ مین اپنی ایمانداری اور یہ ظاہر کر چکی تہی۔ کہ اوسکو فرانس کی خوشنودی کی کس قدر پرواہ ہے۔ مگر فرنچ مدبرین کو ابہی یہ توقع تہی کہ اوس اتحادی معاہدہ پر کسی قدر بہروسہ باقی تہا۔ اور نہین امید تہی کہ وہ اوسے سمجہا بجہا کر پہر راست پر لے آئین گے۔ اور اوسکو ذہن نشین کر دینگے کہ کل یورپ اور خود اوس کے اغراض اس امر کے متقاضی ہین کہ وہ انگلستان کی بحری اور روس کی بری روز افزون اقتدار کو روکنے کیلئے فرانس اور پرشیا سے بیچ دل سے متحد ہو جائے۔ چنانچہ فرنچ وزیر نے آسٹریا کو روس کے ساتھ ملکر ٹرکی کی مخالفت کا ناجائز سوچنے سے روکنے کے لیے دربار آسٹریا کے ساتھ سرگرمی سے خط و کتابت شروع کر دی۔ مگر ایماندار جوسف ثانی کیتہرائن کے ہاتہ پر بک چکا تہا۔ اوس کے دل پر کچہ اثر نہ ہوا۔ لیکن اپنی غداری کو اور زیادہ تاریکی و نفرت انگیز بنانے کیلئے بظاہر فرانس سے بدستور دوستی کا دم بہرتا اور اوسکی باتین سنتا۔ ایک اوسنے فرنچ سفیر سے کہا۔ میں تمکو یقین دلاتا ہون کہ مین کیتہرائن کو ٹرکی کے ساتھ لڑائی نہ کرنیکے لیئے تا بمقدور سمجہا رہا ہون مگر وہ عورت کمال خود رائی سے اور اپنی ہٹ سے کسیطرح باز نہین آتی۔ جوسف کی لیت و لعل سے تنگ آ کر آخر لوئی شانزدہم نے اپنے سفیر کو اوس سے یہ سوال کرنیکا حکم دیا کہ اگر ٹرکی اور روس مین لڑائی ہو گئی۔ تو وہ کیا روش اختیار کریگا۔ جوسف نے جوابدیا "کہ اگر روس نے بابعالی سے لڑائی کر دی۔ تو جس قدر روس اپنے مقبوضات کو بڑھائے گا۔ اوسیقدر آسٹریا کو مجبوراً اپنے مقبوضات بڑہانے پڑینگے۔" ایم ورجنیز نے یہ جواب موصول ہونے پر قیصر کو حسب ذیل مراسلہ تحریر کیا۔ "اس استدلال اور اصول معاوضہ طلبی سے ایسی بری نظیر پیدا ہو جائے گی جسکی غلطی کا تدارک سو برس کی متواتر لڑائیون سے بہی نہین ہو سکیگا۔

"اگر آسٹریا اس خوف سے کہ کسی دن روسی طاقت غلبہ پا کر اوس پر چیرہ دست ہو جائے۔ اوس کے بدل مین جائز طور پر ایک اور بیگناہ تیسرے فریق کے مقبوضات ہضم کر سکتی ہے۔ تو کیا دوسری سلطنتین ابہی امکان اسی بنا پر کہ کہین آسٹریا زیادہ طاقتور ہو کر کسی دن لوٹ نہ مچا دے۔ روس اور آسٹریا کی تقلید مین اپنے ہمسائیون کے ساتھ یہی سلوک نہ کرینگی۔ اور اگر یہ آپا دہاپی اور خود غرضی سب کے دلون مین یکسان موجزن ہو گئی۔ تو بتاؤ یورپ کا کیا حشر ہو گا۔ اور چند برسون کے بعد ہی وہ کیا سے کیا ہو جائے گا۔"

جوسف پر اس مخلصانہ اور عبرت انگیز نصیحت کا بہی کچہ اثر نہ ہوا۔ جب فرانس نے اپنے پرانے دشمن کیطرف رجوع کیا کہ شاید وہی سمجہ جائے اور حالانکہ ابہی اوس مین اور انگلستان مین قطعی عہدنامہ صلح طے نہ ہوا تہا۔ فرانس نے کریمیا کے مسئلہ کے متعلق انگلستان سے سلسلہ جنبانی شروع کر دی۔ جون ۱۷۸۳ء مین ایم ڈا ہاڈیمار فرنچ سفیر متعینہ لنڈن نے مسٹر فاکس (وزیر خارجہ) کو اطلاع دی کہ "شاہ فرانس کو دربار روس نے باضابطہ لکہا ہے کہ زارینہ نے کریمیا اور کوبان پر قبضہ کر لیا ہے۔ کیا انگلستان روس کی اس سینہ زوری کو لاپروائی سے دیکہے گا؟" انگریزی وزیر نے جوابدیا کہ مجہے اس مین شک ہے کہ روس نے اون صوبون پر قطعی قبضہ کر لیا ہو۔ اگر یہ بات ہوئی تو فریڈرک شاہ پرشیا فوراً روس سے لڑائی کر دیتا۔ اس ملاقات کے بعد پہر کئی دفعہ فرنچ سفیر نے اپنے دربار کے حسب الحکم مسٹر فاکس سے اس معاملے کے متعلق گفتگو کی۔ آخری ملاقات مین اوسنے انگریزی وزیر سے یہ سوال کیئے۔ "کیا انگلستان بحر اسود مین روسی بیڑہ کی موجودگی کو لاپروائی سے دیکہیگا۔ کیا انگلستان یہ چاہتا ہے کہ قسطنطنیہ کیتہرائن کے حوالہ کر دے بعد ازین کیا زارینہ کی فتوحات کی کوئی حد نہین مقرر کی جا سکتی؟ کیا یہ نہین ہو سکتا کہ کوبان اوسے دے کر

کریمیا کو اوس کے چنگل سے چھڑا لیا جائے۔ اگر انگلستان اور فرانس ملکر معترض ہونگے تو دربار روس لازمی طور پر اونکی بات کو توجہ سے سنیگا۔ لیکن اکیلے فرانس کی کچھ پروا نہیں کیجائے گی۔ فاکس نے کمال سرد مہری سے جواب دیا کہ مداخلت کرنیکا وقت گذر گیا۔ اگر الحاق کریمیا عمل میں آچکا اب واویلا بے سود ہے۔ مزید برآن انگلستان نے زارینہ کے ساتھ ایسے قول و اقرار کیئے ہوئے ہیں جن کو توڑ نا مناسب نے آسان نہیں۔ سفیر فاکس کے اس سوکھے جواب سے شکستہ دل نہ ہوا۔ اوس نے بادشاہ انگلستان سے ملاقات کی درخواست کی۔ اور اوس کے منظور ہو جانے پر شاہ جارج سوم کو روسی فتوحات کی اہمیت اور غرض و غایت سمجھا کر بتایا کہ قیصر جوزف ثانی اور کیتھرین میں پولیٹیکل اتحاد اور یکجہتی دن بدن زیادہ مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ اور اون کی اتحاد کا بظاہر یہی مدنظر آتا ہے کہ آپس میں ٹرکی کو بانٹ لین۔ کیونکہ پولینڈ کی تو تقسیم ہو چکی ہے اور وہ اوس کے حصہ کثیر پر قابض ہو گئے ہوئے ہیں اس بیکس سلطنت کی تقسیم کیلئے اب کیا انتظار ہو رہا تھا۔ جارج سوم جو واقعی شریف النفس بادشاہ تھا یہ سنکر چونک پڑا۔ سفیر کی باتون اور اوسکی صداقت و دیانتداری اور فراست نے اوس کو متحرک کر دیا تھا۔ وہ غضب آلود ہو کر پکار اوٹھا۔ اگر چندے یہی طریقہ رہا تو یورپ جلد ایک ایسے جنگل کے مشابہ ہو جائیگا جہاں ہر طاقتور کمزور کو لوٹ لیتا ہے۔ اور کوئی سلطنت محفوظ نہیں رہجائے گی۔ مگر افسوس فرمانروائے انگلستان شاہ شطرنج سے کچھ ہی زیادہ اختیار رکھتا ہے۔ وہ پارلیمنٹ اور وزرا کی اجازت و وساطت کے بغیر بڑے قانون ملک براہ راست کچھ نہیں کر سکتا۔ اور فاکس ٹرکی کی مخالفت اور روس کی حمایت میں ثابت قدم تھا۔ وزرا کی تو یہ حالت تھی۔ باقی رہی قوم یا اوس کا قائمقام پارلیمنٹ۔ سو وہ امریکن بھائیوں سے طویل و ناکام محاربہ سے جسنے انگلستان کو خوب نچوڑ دیا تھا۔ ابھی تازہ تازہ فارغ ہوئی تھی۔ اور روز پیرون کی علاوہ قوم بھی فرانس سے اوس شکست کیوجہ سے اور زیادہ چڑ گئی ہوئی تھی۔ اور فرانس والے جہازات فتح کے پھریرے اوڑاتے ہوئے برٹش چینل پر قابض ہوئے تھے۔ زک کھانیکا زخم ابھی اوس کے دل میں تازہ تھا۔ پس اگر وزرا آمادہ بھی ہو جاتے تو غالباً قوم رضامند نہ ہوتی۔

چنانچہ فرنچ سفیر نے بتاریخ ۲۳ اگست ۱۷۸۳ء میں گورنمنٹ کو مراسلہ لکھدیا کہ انگلستان سے شراکت و اعانت کی توقع رکھنا فضول ہے مسٹر فاکس اپنے غلط اصول کو ہاتھ سے چھوڑتا دکھائی نہیں دیتا۔ اوسی مراسلہ میں ایم ڈی آرمانے ایک پیشنگوئی کی تھی جو آخر بالکل درست ثابت ہوئی ہے اوس نے لکھا کہ ایسے اہم معاملہ میں انگلستان ہمیشہ کیلئے کبھی خاموش اور معطل نہیں رہ سکتا۔ اور انگلستان کو لازمی طور پر جلدی ہی یا دیر بعد روس کی بحری اور بری طاقت کی پیشقدمی کو روکنے کے لیئے جو احتمال ہے کہ بصورت ثانی بلاد مشرق کو اپنی لپیٹ میں لیلیگی۔ ضرور فرانس کے ساتھ سمجھوتہ اور قرارداد کرنا پڑیگا۔ یہ پیشنگوئی ۱۸۵۳-۵۵ء کے محاربہ کریمیا میں پوری ہو گئی۔ مگر افسوس بعد ازان پھر انگلستان کی پالیسی میں تغیر آگیا۔ اور ادھر روس کی طاقت میں اسقدر اضافہ ہو گیا کہ دیگر دول کے تعلقات میں بھی بہت کچھ تغیر و تبدل ہو گیا ہے۔ حتی کہ آج وہی فرانس ضروریات زمانہ

لہ یہ درست ہے کہ انگلستان کا بادشاہ باختیار خود کسی دوسری سلطنت سے اعلان جنگ کر سکتا ہے مگر لڑائی بغیر روپیہ کے نہیں ہو سکتی ہے اور روپیہ پارلیمنٹ کی منظوری کے بغیر نہ حاصل ہو سکتا ہے نہ خرچ کیا جا سکتا ہے۔ پس بادشاہ کا یہ اختیار بھی محض برائے نام اور نمائشی ہے۔ (مولف)

اور صورت واقعات سے مجبور ہو کر روس کے ساتھ متحد ہو اور انگلستان ٹرکی کو تنگ کرنیوالی تجاویز مین دوسری دول کا میر مقدم بنا ہوا ہے۔ اور روس اپنے افعال سے یہ ثابت کر رہا ہے کہ وہ اب کچھ عرصہ تک ٹرکی کی مخالفت کچھ کارروائی نہین کرنا چاہتا۔ مگر اس مسئلہ پر بحث کرنے یا اظہار تاسف کیلئے یہ مناسب محل نہین۔ بین انگلستان کی موجودہ پالیسی پر رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا اور بست سالہ عہد حکومت مین مفصل بحث کر چکا ہون اور اون واقعات پر جو اس تحریر کے دوران[1] مین کریٹ وغیرہ کی متعلق حادثہ ہوئے ہین تاریخ جنگ روم و یونان مین بالوضاحت اپنی رائے ظاہر کر دی ہے۔ ناظرین ان کتابونکا مطالعہ کر سکتے ہین۔

انگلستان سے بھی نا امید ہو کر دربار فرانس نے شاہ پرشیا کیطرف رجوع کیا۔ ایم ورجنیز نے فریڈرک کو لکھا کہ جو خطرناک اصول جو ستف نے اختیار کیا ہے و ہ یسے ابلیسانہ سلوک کو اب تک کسی طامع سے طامع بادشاہ نے بھی اپنا دستور العمل نہین بنایا۔ اور اگر اسے نہ روکا گیا تو کل دنیا کی اقوام کی بالعموم اور یورپ کی سلامتی بالخصوص سخت معرض خطر مین پڑ جائے گی۔ شاہ پرشیا نے جوابدیا کہ جب تک فرانس آسٹریا کے اتحادی معاہدہ ۱۷۵۶ء کو منسوخ نہ کر دے وہ اس کے ساتھ ملکر کوئی کارروائی نہین کر سکتا۔ فرانسیسی منسٹر نے جوابدیا کہ اتحاد مذکور محض ان دو باتون کیلئے کیا گیا تہا۔ اول یہ کہ فرانس اور آسٹریا کے ذاتی اغراض محفوظ رہین۔ دوم یورپ کا امن قایم رکہا جائے۔ پہلی غرض آسٹریا نے پولینڈ کی تقسیم مین شریک ہو کر کالعدم کر دی۔ اور دوسری اب اوس کی حریصانہ ارادون سے باطل ہو گئی ہے۔ پس عہدنامہ مذکور کو اب باطل سمجہنا چاہئیے۔ شاہ پرشیا نے اس معقول جواب کی موصول ہونے پر بھی فرانس سے متفق الراء ہونے پر کوئی آمادگی ظاہر نہ کی۔ اٹلی کی دربار سے بھی فرانس کو دیسی ناکامی ہوئی۔ آخر اوس نے آسٹریا کے ساتھ از سر نو سلسلہ جنبانی کر کے اُسے تحریک کی کہ اگر وہ اور کچھ نہین کرنا چاہتی تو کم از کم روس سے یہ اقرار تو کرا لے کہ بحیرۂ سود مین کل اقوام کی تجارت مین آزادی حاصل ہوگی۔ اور روس اوس مین صرف تجارتی جہاز یا معدودے چند ایسے جنگی جہاز جن پر بیس سے زیادہ توپین نہ ہون رکھے گا۔ جوسف ایسی باتون کی سننے سے بدستور بہرہ بنا رہا۔ اور کل مسیحی یورپ مین ایک ریاست یا فرمانروا ایسی نیک نیت لوئی شانزدہم کے ساتھ شریک ہونے پر رضامند نہوا۔ جبیر اس بیچارے کو بھی مجبوراً خاموش رہنا پڑا۔

ترکون نے الحاق کریمیا کی خبر سنتے ہی لڑائی کا مصمم ارادہ کر لیا تہا۔ اور اسیوقت سے فوجی تیاریان شروع کر دی تہین اور دربار فرانس برگرمیء صفیرون کو ساتھ ملانے کے لیے سعی کر رہا تہا۔ جب وہ سب طرف سے نا امید ہو گیا تو شاہ فرانس نے باب عالی کو سمجہا دیا کہ اسوقت لڑائی کرنے سے وہ صریح نقصان اوٹہائے گا۔ مصلحت اسی مین ہے کہ اس تازہ ذلت کو بھی صبر کے ساتھ برداشت کر کے عوض کشی کو مناسب موقعہ پر چہوڑ دیا جائے۔ ترکون نے اپنے مخلص دوست کی نصیحت کو مان لیا۔ جنگی تیاریان ملتوی کر دیگئین۔ اور ۸ر جنوری ۱۷۸۴ء کو روس اور ٹرکی مین نیا عہدنامہ ہو گیا جس مین ٹرکی نے روس کے ساتھ کریمیا وغیرہ کا الحاق باضابطہ طور پر تسلیم کر لیا۔ اور ایشیا مین دریائی کوبان دونون ملکون کی سرحد قرار دیا گیا۔

[1] یعنی ستمبر ۱۸۹۷ء۔ مولف ۱۲

جو تاتاری دریائے مذکور سے پرے یعنے دریا اوز بحیرۂ اسود کے درمیان تہے۔ وہ روسی متابعت کی دائرہ سے باہر رکہے گئے۔ اور عشاکوف اور علاقہ متصلہ کے متعلق عہدنامہ کنارجی کی شرائط کی پہر تجدید کردیگئی۔ اس عہدنامہ مین بہی ۱۷۷۹ء کی معاہدہ کی طرح علانیہ صلح و دوستی کے قول و اقرار درج کیئے گئے۔ مگر یہ سب رواجی لفاظی اور فقرہ بندی تہی۔ روس کو طمع کب آرام لینے دیسکتی تہی۔ اور ترک پے درپے ذلتون کو کب ہمیشہ کیلیئے خاموشی سے برداشت کرسکتے تہے۔ آسٹریا اب علم کہلا روس کے ساتھ ہمداستان تہی۔ اور دونون ملکون کے فرمانروایون نے ایک دوسرے کی مدد کرنیکا باضابطہ عہد و پیمان کرلیا تہا۔

فرانس کی پالیسی مین تغیر۔ روس اور آسٹریا کے ارادے۔ محاربہ۔

بدقسمتی سے فرانس کی اکثر مدبرین کی اب پہر وہی رائے ہوگئی جسکا اسی باب مین اور نیز پیشتر ڈیوک آف اور لنیز کے عہد تولیت مین ذکر ہوچکا ہے۔ ڈیوک کے زمانہ مین جب روسی بہی دول عظام کے زمرہ مین محسوب ہونیکے قابل ہوگیا۔ تو کئی فرنچ سیاسیون کی یہ رائے ہوگئی تہی کہ ہمکو اب روس کے ساتھ متحد ہوجانا چاہیئے۔ ٹرکی دن بدن کمزور ہوتی چلی جارہی ہے۔ اور وہ کسی سہارے سے بہی قائم نہین رہسکتی ترکون کی متواتر شکست یابیون سے بہی اکثر کی رائے یہی ہوگئی تہی۔ اون کا بیان تہا کہ اگر ہم الگ ہی تو پولینڈ کی طرح ٹرکی بہی دوسرون مین منقسم ہوجائے گی۔ اور ہمین صرف یہ اخلاقی نقصان ہی اٹہانا پڑے گا۔ کہ ہمارا ایک اور رفیق ہمارے سامنے ذبح کرڈالا گیا ہے۔ بلکہ ہم حصہ بخرہ مین شریک ہونے سے بہی محروم ہوجائین گے۔ برعکس اسکے اگر روس کے ساتھ متحد ہوگئے۔ تو ایک تو معتد بہ حصہ کرکے ذلت سے بچ جائینگے۔ اور دوسرے مادی فوائد بہی حاصل کرلین گے۔ پالیسی کے اس تغیر کے بڑے حامی وہ فرنچ سفیر تہے۔ جو یکے بعد دیگرے قسطنطنیہ مین مامور ہوتے رہتے تہے۔ مگر خوش قسمتی سے شاہ لوئی شانزدہم کو سلطنت عثمانیہ کو ایسے جلد برباد ہوجانیکا یقین نہ تہا۔ تاہم اوسنے اس حادثہ کیلیئے اپنی طرف سے تیار رہنے کا تہیہ کرنا شروع کردیا۔ لیکن دوسری طرف ترکون کو اونکی پستی سے آگاہ اور روس کی پیشقدمی کو روکتے رہنے مین بہی کوئی کوتاہی نہ کی۔ ۱۷۸۴ء مین لیروائٹ کو معتبر گماشتے بہیجدیئے گئے کہ وہ ایسے مواقع تاڑ رکہین جن پر عالمگیر لڑائی کے شروع ہوجانے پر فرانس کو قابض ہوجانا چاہیئے۔ اور سب کی نگاہین باتفاق رائے مصر اور کریٹ پر پڑین۔ اسی سال سینٹ پیٹرزبرگ کی جگہ شوآسل گوفیر قسطنطنیہ مین فرنچ سفیر مقرر کیا گیا۔ اور اوس کو سلطنت عثمانیہ کی سلامتی کو قائم رکہنے کے لیئے تابمقدور کوشش کرتے رہنے کی سخت تاکید کیگئی۔ اور انجنیئر، معمار، ہر قسم کے کاریگر اور مہندس اوسکی حوالہ کردیئے گئے۔ کہ اون مین سے جن کو پسند کرے ٹرکی کی اصلاح کیلیئے اپنے ساتھ لیجائے۔ اور ساتھ ہی فرنچ سپاہیون کا ایک چھوٹا سا دستہ ترکی فوج کو یوروپین آداب حرب سکھانیکے لیئے اوس کے ساتھ کردیا گیا۔ ان نیک نیتون نے سعی و ہمت کرکے روس اور ٹرکی مین پہر دوستی کا ایک اور معاہدہ کرادیا۔ مگر کیتھرائن نے یہ کارروائی محض فرانس کو دہوکہ دینے اور اوسے کچھ عرصہ تک بہلاتے رہنے کیلیئے کی تہی۔ وہ جانتی تہی کہ فرانس کا خزانہ خالی ہے۔ ملک مین عام ناراضی پہیل رہی ہے۔ اور خود گورنمنٹ ٹرکی کے متعلق تذبذب کی حالت مین پڑگئی ہوئی ہے۔ اور کوئی مستقل پالیسی اختیار نہین کرسکی۔ ادہر اوسنے پالیسی کو تغیر کے خواہان فریق کو خوش اور اونکی رائے کو زیادہ وزن دار بنانے کیلیئے فرانس کے ساتھ ایسی شرائط پر جو فرانس کے حق مین بہت مفید تہین۔

تجارتی معاہدہ کر لیا اور اوسکی یہ چال بھی پوری کارگر ہو گئی۔ کل دنیا کو اس معاہدہ سے یہ خیال ہو گیا کہ دربار فرانس نے ترکون کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

۱۷۸۷ء مین کیتھرائن شاہانہ جلوس اور کمال تزک و احتشام کے ساتھ سینٹ پیٹرز برگ سے نو مفتوحہ علاقہ کی سیاحت کو روانہ ہوئی۔ راستہ مین اوسکی قیصر جوسف بمقام خرسون جسکو کیتھرائن نے ۱۷۷۸ء مین اوڈیسہ سے ۹۰ میل بجانب شمال دریائے نیپر پر آباد کیا تھا۔ آملا۔ اور اوسکے ساتھ ساتھ کریمیا گیا۔ راستہ مین یہ دونون فرمانروا جا بجا جشن اور رنگ رلیان مناتے گئے ان جلسون مین وہ ٹرکی کے حصہ بخرے کے مسئلہ پر کبھی متانت کیساتھ اور کبھی از راہ تمسخر بحث مباحثہ کرتے۔ اونہین اپنی کامیابی پر ایسا بھروسہ تہا کہ وہ اکثر آپسمین ان سوالات پر تذکرہ کیا کرتے تھے کہ آزادی دلانے کے بعد یونانیون کی حکومت کا کیا انتظام کیا جائیگا۔ اور اون بیچارے ترکون کیساتھ کیا سلوک کرنا مناسب ہوگا۔ خوانین کے قدیم پایہ تخت باغچہ سرای مین کئی جلسے ہوئے جنمین اون تجاویز پر غور اور ترکون کا تمسخر اوڑایا جاتا رہا۔ کیتھرائن نے خلیج قطار مین نیا شہر سباسٹوپول تعمیر کرایا۔ اور وہان بھی اسیطرح کی خوشگپیان ہوتی رہین۔ قیصر اور اوسکے مہمان اس نو تعمیر شہر کی بلندی پر کھڑے ہو کر اس خیال کے آجانے سے کپڑون مین پہولے نہ سماتے تھے کہ بحیرہ اسود کے ان تمام خوشنما بندرگاہون مین عنقریب ایک زبردست روسی بیڑہ سیر گشت کیا کریگا۔ اور وہ بڑی تعلی سے یہ ظاہر کرتے تھے کہ ترکی پایہ تخت پر اچانک اور فیصلہ کن حملہ کیلئے اس نو شہر سے بہت سی آسانیان اور سہولتین پیدا ہو گئی ہین۔ کیتھرائن اور جوسف نے ایک ساتھ ایڈریاٹک سے لیکر کوہ قاف تک ٹرکی کی کل شمالی سرحد پر حملہ کر دینے کا آپسمین فیصلہ کر لیا تہا۔ مگر چونکہ زارینہ یورپ کے خوشامدی فضلاء اور ادیبون کی نظر مین انصاف پسندی اور عالی ظرفی کے اپنے مفروضہ اور نمائشی اوصاف کو بدستور قائم رکھنا چاہتی تھی۔ اوسنے یہ تدبیر کی کسیطرح خود ترک پہلے اعلان جنگ کر دین چنانچہ مالڈیویا۔ والیشیا۔ یونان۔ جارجیا۔ اور دیگر صوبجات مین قاصد بھیجکر فساد برپا کروا دیئے۔ اور ہر صوبہ بسیریبیا اور بنڈر اور ایکرمان کا اس حجت سے مطالبہ شروع کر دیا کہ وہ پہلے زارینہ کے صوبہ ٹارٹیریا کے خوانین کے تابع تہے۔ اور اسیطرح کی اور کئی اشتعال انگیز شرارتین کی گئین۔ ترک زارینہ اور قیصر کی اونہی شوخیون اور علانیہ بیہودگیون سے جو وہ کریمیا کو آتے ہوئے ترکون کی کرتے رہے تھے۔ بھرے بیٹھے تھے۔ اس سفر مین اون دونون عیسائی فرمانرواؤن نے اپنے دلی ارادون کو چھپانیکی کوئی پروا نہین کی تھی چنانچہ جب وہ نو آباد شہر خرسون کے جنوبی دروازہ سے گذر رہے تھے۔ تو اوسپر یونانی زبان مین یہ تعلی آمیز عبارت لکھی گئی تھی۔ بازنطیم (قسطنطنیہ) کا راستہ۔ تو ان جدید اشتعالکون سے ترک غصہ سے بالکل بے بس ہو گئے۔ اور جب روسی فوج نے کل عہدنامون پر پانی پھیر کر علاقہ کوہ قاف پر یورشین کرنی شروع کر دین اور روسی سفیر نے گستاخانہ الفاظ سے ترکون کو مخاطب کرنا اپنا شعار بنا لیا۔ تو ادنے اعلے اور ہر امیر۔ اور خود سلطان لڑائی کے لیے بیتاب ہو گئے۔ اسی اثناء مین ترکی بیڑہ گشت کرتا ہوا دریائے نیپر کے دہانہ پر پہونچ گیا۔ جسے دیکھکر زارینہ نے سواحل بحیرہ اسود پر زیادہ دیر ٹھہرنا قرین مصلحت نہ سمجھا۔ اور وہ فی الفور سنیٹ پیٹرز برگ کو

واپس چلی گئی جہان وہ ابھی پہونچنے بھی نہ پائی تھی کہ بابعالی نے روسی سفیر کو قلعہ ہفت برج مین مقید کرکے ۱۰ اگست سنہ ۱۷۶۸ء کو اعلان جنگ کر دیا۔ مسٹر مینیزر کا بیان ہے کہ ترکون سے اعلان جنگ مین جلدی انگلستان نے کرائی تھی۔ انگلستان فرانس سے امریکہ کے آباد کارون کی کامیاب معاونت۔ اور نیز اسوجہ سے کہ فرانس نے دول یورپ سے یہ فیصلہ کرا لیا تھا کہ سمندر مین سب کل قومونکو تجارتی جہازرانی کا یکسان استحقاق حاصل ہے۔ اسمین کوئی بحری طاقت مزاحم نہ ہو پہلے ہی سخت کچھ رہا تھا۔ لیوانٹ مین فرنچ تجارت پہلے ہی سے رونق پر تھی۔ اب نئے معاہدہ کے طفیل اوسے بحیرۂ بالٹک مین بھی جہان ابتک ایکطرح سے انگریزی تجارت کا اجارہ ہو رہا تھا کمال فروغ ہو گیا تھا۔ اس سے انگلستان کی آتش رشک و حسد اور بھڑک گئی ہوئی تھی۔ اسلئے انگریزی وزراء نے تجارتی معاہدون۔ پولٹیکل اتحادون اور اقتدار غرض ہر معاملہ مین اپنے رقیب کو زک دینے پر کمر ہمت چست باندھ لی فرانس نے ترکون کو روس سے سخت برافروختہ دیکھکر اونکے غصہ کو ٹھنڈا کرنیکی کوشش شروع کر دی تھی۔ مگر انگلستان نے پرشیا کے ساتھ ملکر اونکی آتش غضب پر اور تیل ڈالدیا۔ اور انکو یہ پٹی پڑھائی کہ دیکھا! زارنہ ڈر کے مارے بھاگ گئی ہے۔ اگر تم مستعدی کیساتھ جارحانہ کارروائی شروع کر دوگے تو اپنے تمام مفتوحہ علاقے روس سے واپس لے سکوگے۔ حملہ کیلئے یہ وقت نہایت مناسب ہے۔ اسکے ساتھ انگلستان نے وعدہ کیا کہ وہ آسٹریا کو روس کیساتھ شریک نہین ہونے دیگا سویڈن اور پولینڈ کو اسلحہ پہنچائیگا۔ اور خود ٹرکی کو اپنی کل بحری طاقت سے مدد دیگا۔ بابعالی پہلے ہی لڑائی پر تلا بیٹھا تھا۔ وہ بآسانی ان بہرون مین آگیا۔ فرنچ سفیر نے بہت سمجھایا کہ یہ سب دھوکہ ہے۔ آسٹریا اور روس ایک ہین۔ لڑائی نہ کیجائے۔ فرانس بیچ بچاؤ کرکے تمام منازعات کا صلح صفائی سے پھر فیصلہ کرا دیگا۔ مگر اوسکی کسی نے نہ سُنی۔ فرنچ سفیر کا بیان ہے کہ انگلستان نے سوچ لیا تھا کہ لڑائی مین اُسکا اُلّو ہر طرح سیدھا ہے۔ اگر فرانس نے ترکونکی مدد نہ کی تو لیوانٹ مین اسکی تجارت معدوم ہو جائیگی۔ اور اگر مدد کی تو روس تمام مراعات واپس لیگا۔ اور بحیرۂ بالٹک مین انگریزی تجارت کو پھر پہلے ایسا عروج حاصل ہو جائیگا۔

محاربہ کا اعلان ہوتے ہی آسٹریا روس کا علانیہ طرفدار ہو گیا۔ سویڈن نے بابعالی کی حمایت مین روس کے ساتھ لڑائی کرنیکا فیصلہ کیا۔ انگلستان اور پرشیا ٹرکی کے خیرخواہ تھے۔ مگر عملی طور پر خاموش رہے۔ باقی رہا فرانس۔ وہان کی گورنمنٹ عجیب تشویش مین مبتلا ہو گئی۔ اسوقت کارڈینل ڈی برائین وزیر اعظم تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ انگلستان نے یہ کارروائی پولینڈ سویڈن اور ٹرکی سے فرنچ اقتدار کو دُور کرکے اسکی جگہ خود لینے اور فرانس کو دوم درجہ کی سلطنت بنا دینے کے لیے کی ہے۔ مگر فرانس ان نقصانات کے انسداد کیلئے خود لڑائی مین شریک نہین ہو سکتا تھا۔ کیونکہ ملک مین بغاوت کے آثار بڑی سختی سے نمایان ہونے لگ گئے تھے۔ بنا برین روسی اتحاد کے طرفدارون نے پھر زمین آسمان کے قلابے ملانے شروع کر دیئے۔ اس معاملہ مین سب سے سرگرم ایک فرنچ ادیب مسمی وآلنی تھا۔ اوس نے ایک رسالہ شائع کرکے ترکی اتحاد پر سخت اعتراض کیے۔ اور اپنی گورنمنٹ کو روس کیساتھ ملکر ٹرکی کے حصے بخرے کرنے اور مصر پر قابض ہوجانیکا مشورہ دیا۔

اسی زمانہ مین فرنچ سفیر شوسل گوفیر کو جو یونانی فلسفہ اور علوم قدیمہ کا بڑا فدائی تہا۔ یونانیون کی حمایت اور ہمدردی کا خبط ہوگیا اوسنے مسیح دُنیا کے سامنے واویلا کرنا شروع کیا کہ یونانیون کی حالت نہایت قابل رحم ہورہی ہے۔ موریا کو فرانس کے زیر حمایت آزاد ریاست بنادینا چاہیئے۔ عام رائے یہ ہورہی تہی کہ عثمانیون کو ابہارنا ناممکن ہوگیا ہے۔ وہ خود بہات کو مانتے ہین کہ انکا خاتمہ قریب پہونچگیا ہے۔ بابعالی کا اتحاد اب دول عظام مین مساوات قایم رکہنے کا کام نہین دیسکتا کیا ایسی قوم کی مدد کیلئے ہمین بحیرہ اسود تک ٹانگین پہیلانا اور اس سلطنت کے دار الخلافہ کی خود حفاظت کرنا کبہی مناسب ہوسکتا ہے۔ اور کیا ہم رقیب طاقتون کی مقابلہ پر جو لیوانٹ مین ہماری تجارت کو معدوم کرنے پر تلی ہوئی ہین۔ کبہی کوشش عملی طور پر کرسکتے ہین؟ اور کیا اوس کے برعکس ہم کو دکہونکہ حصہ بخرہ ہوجانا یقینی ہے) بہترین ترکی بنادر پر قبضہ کرلینا اور ×رالونکی بوچہاڑ سے ڈگمگاگئے۔ اونہون بذریعہ نامہ و پیام دربار انگلستان کی چالون کو روکنے کیلئے ایک طرف تو آسٹریا اور پروسیا کو ساتھ ملاکر بابعالی سے کہا کہ ہم بیچ بچاؤ کرادیتے ہین۔ اور دوسری طرف روس سے اتحاد کرنیکی کوشش کی اور اوسکے لئیے مقدم شرطیہ قراردی کہ ترکون کیساتہ صلح کرلیجائے۔ اور انگلستان و پرشیا کے فوجی منصوبونکی روک تہام کیجائے کیتہرائن اس درخوست سے تاڑگئی کہ فرانس اب طلقًا اوسکی پالیسی سے متفق ہونیکا خواہشمند ہے۔ چنانچہ اوسنے فرانس کی تجویز کو بخوشی منظور کرلیا۔ مگر بابعالی نے پیش کردہ وساطت کو مسترد کردیا۔ ادہر انگلستان نے لڑائی کی دہمکی دیدی جسپر دربار فرانس نے نامہ و پیام ملتوی کردیا۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ مگر کلبرن کے واقعہ کے بعد مین بتاریخ نہم ماہ ستمبر سورو نے ترکی حملہ کو پسپا کیا۔ موسم سرما مین لڑائی مجبورًا ملتوی ہوگئی۔ اور جاڑے کے مہینون مین فرانس نے روس سے صلح کرادینے اور اتحاد کیلئے پہر سلسلہ جنبانی کردی۔ اور وہ ان کوششون مین بالغلب ضرور کامیاب ہوجاتا۔ لیکن بدقسمتی سے ایم ڈی سیگور فرینچ سفیر متعینہ سنیٹ پیٹرزبرگ کا قاصد جسکے ہاتہ سفیر مذکور نے کیتہرائن کی تحریری رضامندی اپنی گورنمنٹ کو بہیجی تہی۔ راستہ مین قتل کردیا گیا۔ اور یہ معاملہ پہر کہٹائی مین پڑگیا۔

مسٹر ایٹن کا خیال ہے کہ اگر غازی حسن پاشا ۱۷۸۶ء کے موسم گرما مین قسطنطنیہ مین ہوتا تو غالبًا وہ ٹرکی کو اس وقت تک اعلان جنگ نہ کرنے دیتا جبتک کہ اوسکی جنگی تیاریان بالکل مکمل نہ ہوگئی ہوتین۔ غازی موصوف کی پالیسی یہ تہی کہ کسی بیرونی دشمن سے لڑائی کرنے سے پیشتر باغی اور سرکش صوبون کو اچہی طرح سے مطیع و محکوم کرلینا ضروری ہے۔ اور اسی تجویز کی تکمیل کی غرض سے وہ ۱۷۸۶ء مین مصر کے مفسد امرا اور بیگون کی گوشمالی مین مصروف تہا۔ مگر کچہہ تو رشک و حسد کی وجہ سے جو یوسف پاشا، وزیر عظم اور دیگر اعلے عہدہ دار غازی حسن سے رکہتے تہے۔ اور کچہہ باشندگان دار الخلافہ کی عام برافروختگی کے باعث جو روسیون کی حقارت آمیز حرکات اور شرارتون سے تنگ آگئے تہے۔ اور زیادہ تر جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے۔ انگریزی گورنمنٹ کے صلاح و مشورہ سے بابعالی نے شتابکاری سے کام لیکر فی الفور تاریخ متذکرہ صدر کو

× مصر اور شام سے دو تین سال کی آمدنی [illegible] فرانس کے [illegible] مخالف

اعلان جنگ کر دیا۔ اور سلطان نے علم مقدس کو کھولکر جہاد کا اعلان کر دیا۔ اور تمام مومنین کو اپنے مذہبی جھنڈے کے گرد جمع ہونیکا حکم دیدیا۔ ترکون نے سب سے اول قلعہ کلبرن کو جو معاہدہ قانیارجہ کی رو سے کیتھرائن کے حوالہ کیا گیا تھا۔ فتح کرنیکا عزم کیا۔ یہ قلعہ دریائے نیپر اور دریائے بوگ کے مشترکہ دہانہ پر واقع ہے۔ اس کام کے لیے غازی حسن پاشا مصر سے بلا لیا گیا۔ اور اوسے اس ترکی بحری و بری فوجکا جو بحیرۂ سود میں اور اوس کے قریب موجود تھی۔ اعلےٰ کمانڈر مقرر کر دیا گیا۔ روسیونکی طرف پرنس پوٹمکن نے جو محاربے متعلقہ امور میں اپنی مالکہ کیطرف سے مختار عام تھا جنرل سوورف کو قلعہ مذکور کی حفاظت کیلئے بھیجدیا۔ ترکی فوج کا ایک ڈویزن بمقام عشاکوف جو کلبرن کے بالمقابل بحیرۂ سود کے ساحل پر واقع ہے۔ مقیم تھا۔ حسن پاشا نے حملہ کیلئے یہ تجویز کی تھی کہ اس فوج کو اور نیز اوس فوج کو جو وہ بیڑہ پر قسطنطنیہ سے لایا تھا خشکی کیطرف سے حملہ کرنے کے لیے کلبرن کے سامنے ساحل پر اوتار دے۔ اور ادھر خود جہازون سے شہر پر گولہ باری کرے۔ سوورف کے پاس فوج بہت تھوڑی تھی۔ اور کلبرن کی فصیلین اور قلعہ بھی اسوقت چندان مضبوط نہ تھا۔ مگر اوسکی لیاقت خداداد نے شہر کو بھی نہ بچا لیا۔ بلکہ حملہ آور ونکو تقریباً نیست و نابود کر دیا۔ اسی فتح نمایان سے ابتک کلبرن کو "سوورف کی نیکنامی کا نشان" پکارا جاتا ہے۔ سوورف نے دونون دریاؤن کے مشترکہ دہانہ کے (جسے لیمان پکارا جاتا ہے) سرے پر ایک باٹری نصب کی۔ اور قصبہ نیکولیف سے جو دریائے بوگ پر سمندر سے چند میلون کے فاصلہ پر واقع ہے۔ روسی اگن بوٹون کا ایک زبردست بیڑہ کمک کے لیے بلوا لیا۔ یہ انتظام کر کے سوورف چپ چاپ بیٹھ گیا۔ اور ترکی بیڑہ کو بلا مزاحمت لیمان میں داخل ہو جانے دیا۔ مگر جب چھ سات ہزار ترکی فوج ساحل پر اتر چکی تو اوسنے اچانک اپنی پیدل فوج کے ساتھ کمال تندرستی کیساتھ ترکون پر حملہ کر دیا۔ روسی سنگینین سیدھی کیے ترکون پر ٹوٹ پڑے اور جب اس حملہ سے ترکون کی صفین پراگندہ ہو گئین۔ تو سوورف نے کاسک سوارون کی چند رجمنٹین لیکر ترکون کو آگے رکھ لیا اور خشکی پر جسقدر ترکی فوج اُتری تھی وہ سب قتل کر دی۔ ادہر ایک طرف لیمان کی سرے والی باٹری نے ترکی بیڑہ پر گولہ باری شروع کر دی اور دوسری طرف روسی اگن بوٹون نے اُنپر حملہ کر دیا۔ حسن پاشا کے بیڑے کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔ اور اسطرح محاربہ کی ابتدا ہی مین فتح کا پانسہ روسیون کے حق مین جھک گیا جسکا اثر کل اقوام اور بالخصوص ایشیائی قومون پر بہت بڑا پڑتا ہے

روسی ابھی لڑائی کے لیے تیار نہ تھے۔ ترکون کے حملہ آور ہونے پر تمام ملک سے بڑی سرگرمی کیساتھ جنوب کیطرف فوجین بھیجی جانی شروع ہو گئین۔ جنکو راستہ مین بیماری اور فاقہ سے بہت نقصان اوٹھانا پڑا۔ یورپین صوبے پہلی ہی لڑائیون سے تقریباً ویران ہو رہے تھے۔ اور اون سے نئی فوجین بھرتی کرنا مشکل ہو گیا ہوا تھا۔ اس کے عوض مجبوراً اون لوگونپر جو سائبیریا کو جلاوطن کر دیے گئے ہوئے تھے۔ ساپس بلا کر فوج مین شامل کر لیا گیا۔ روس کی خوش قسمتی سے اعلان جنگ کے ...

لہ محاربہ کریمیا کے دوران مین جب کلبرن کے روسی جرنیل نے اوسے ۱۸۵۵ء مین فرنچ اور انگریزی فوجکے حوالہ کیا تو بے اختیار اسکی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا۔ "ای کلبرن! تو جو سوورف کی نیکنامی کا باعث ہوا تھا۔ میری ذلت و شرمساری کا موجب ہوا ہے" + (دمونے)

جس مین سوورو کی بے نظیر جوانمردی سے روسیون کو نمایان فتح حاصل ہوئی۔ جلدی ہی پانسا اُلٹا آیا جسسے ترکون کو مجبوری
جنگی کارروائیان ملتوی کرنی پڑین۔ اور اس اثنا مین انہون نے اپنی جمعیت درست کرلی۔ لیکن دوسرے برس کہ موسم بہار شروع ہونے پر
سویڈن نے بابعالی کی حمایت مین روس کیساتھ اعلان جنگ کردیا۔ اور اسطرح کیتھرائن کو بامر مجبوری اپنی بہترین فوج اور
قابل ترین جہاز بحیرہ بالٹک اور اوسکے قرب جوار مین رکھنے پڑے۔ مگر آسٹریا کی بے ایمانی نے ترکون کو اس غیبی امداد سے کوئی فائدہ
نہ اٹھانے دیا۔ بے ایماندار جوزف کے ارادے اور تجاویز کا اوپر ذکر ہوچکا ہے۔ مگر اوسنے فی الفور جنگ کا اعلان نہ کیا تہا۔ بلکہ اپنی بے
ایمانی کو اور زیادہ مکروہ اور تاریک بنانیکے لیے اوسنے اپنے سفیر متعینہ قسطنطنیہ کو حکم بھیجدیا تہا کہ وہ ٹرکی اور روس مین آسٹرین
وساطت سے لڑائی بند کرا دینے کی تجویز بابعالی کے سامنے پیش کرے۔ یہ کل کاروائی دفع الوقتی اور ترکون کو دھوکہ دینے کے لیے
تہی۔ وہ اپنے مقبوضہ ملک ہالینڈ و بلجیم مین بدامنی ہونیکی وجہ سے اپنی رفیقہ کیساتھ شروع محاربہ مین شریک نہو سکا تہا۔ جب وہ فساد
عارضی طور پر رفع کردیے گئے تو آسٹرین قیصر نے اسیوقت ترکون کے برخلاف جنگی کارروائیان پھر شروع کردین۔ اور کمال بیحیائی و بے
ایمانداری سے کام لیکر اعلان جنگ کے بغیر ہی بظاہر صلح کرا دینے والے کے پیرایہ مین ٹرکی کے حصن حصین بلغراد کو اچانک حملہ
کرکے فتح کرلینے کا عزم کرلیا۔ اور ویسے ہی کر گذرا۔ یہ قابل شرم اور نفرت انگیز کوشش ۳ دسمبر ۱۷۸۷ء کی رات کو کیگئی مگر جو
آسٹرین فوجین اس کام پر مامور کی گئین تہین۔ وہ دریائے ڈینیوب اور ساویلہ سے گذرنیکے بعد قدرتی رکاوٹون و نیز مختلف
دستون کے کمانڈرون مین مناسبت یکجہتی اور تعلق نہ ہونیکی وجہ سے وقت معینہ پر بلغراد کے سامنے نہ پہنچ سکین۔ انمین سے صرف
ایک چہوٹا سا دستہ صبح کے قریب بلغراد کے سامنے پہونچا جسپر اگر ترکی فوج مقیم قلعہ حملہ کردیتی تو وہ یقیناً نیست و نابود ہوجاتا
مگر ترکی پاشا نے جاہلانہ رحمدلی سے یا از راہ غداری ایسا نہ کیا۔ اور آسٹرین کمانڈر کے عذر معذرت کو قبول کرکے اوسکی فوج
چھوڑ دیا۔ اور وہ بخیریت واپس ہوگئی۔ قیصر کی اس نامردانہ بے ایمانی اور قوانین بین الاقوام کی قابل نفرین خلاف ورزی پر
ترکون نے لعن طعن کرنیکی بجائے قابل تعریف تحمل اور حوصلہ سے کام لیکر اوسے صرف یہ کہلا بھیجا کہ ترکون کی خوش سلوکی کو یاد کرکے
اوسے مخالفانہ ارادون سے دست بردار ہوجانا مناسب ہے کیا اوسے یاد نہین کہ چارلس ششم کی وفات پر جب آسٹریا سخت خطرے مین
مبتلا ہوگئی تہی۔ اور قیصر کی ماں میریا تھریسیا چارون طرف سے دشمنون سے گھری ہوئی تہی۔ تو ٹرکی دوسرون کے اکسانے کے
باوجود اوسپر حملہ آور ہونے سے بالکل محترز رہی۔ اور کل سلطان یکے بعد دیگرے کمال ایمانداری سے عہدنامون کی پابندی
کرتے رہے ہین۔ مگر احسانمندی اور فیاضی یا صدق و دیانت ایسے اوصاف تہے جنکا اسوقت کی اکثر مسیحی فرمانرواؤن مین نام و
نشان تک پایا جاتا تہا۔ اور انکی جگہ بہی حرص و طمع اور غداری و بے ایمانی نے لے رکھی تہی جو سفیر ترکون کے پیغام کا کچھ
اثر نہوا۔ اور اوسنے ۱۰ فروری ۱۷۸۸ء کو اعلان جنگ کردیا۔ اس اعلان مین بعینہ ویسی عبارات اور وہی مضمون درج کیا
گیا جو قیصر چارلس ششم نے ۱۷۳۷ء کے محاربہ کے اعلان مین درج کیا تہا۔ ہمسایہ سلطنت پر بحالت امن اور بظاہر دوست بنکر
چپ چاپ حملہ کردینے کی رسم بہی اسی آخر الذکر قیصر نے ڈالی تہی۔ اعلان جنگ مین بہی اوسکی پیروی کرکے جوزف نے اسکی پوری پوری نقل

اور خداوند کریم نے اوسکو بے ایمانی کا ثمرہ بھی وہی بخشا جو اوس کے نانا کو ملا تھا +

آسٹریا کی ہزیمت یابی اور ناکامی

جوسف کی توقع تھی کہ وہ اس لڑائی سے نہ صرف بوسینا اور سرویہ بلکہ مالڈیویا اور والیشیا کو بھی فتح اور اپنے ملک سے ملحق کر لیگا۔ اوس نے دو لاکھ فوج اور دو ہزار توپون سے لڑائی شروع کی۔ مگر اس جرار فوج کو باوجود ۱۷۸۸ء مین اوسے اپنی تیاریون کے حسب حال نہین۔ بلکہ اپنی ایمانداری کے مطابق پھیلا۔ تجویز یہ تھی کہ ایک طرف سے آسٹرین مالڈیویا پر حملہ کرین اور دوسری طرف سے روسی صوبہ بنہ کو مین داخل ہو کر آسٹرین فوج کا ہاتھ بٹائین۔ مگر سویڈن کیساتھ لڑائی چھڑ جانیکی وجہ سے کیتھرائین جوسف کی کمک کے لیے صرف ۱۰ ہزار فوج کی گنجایش نکال سکی۔ اور بحیرہ بالٹک سے بھی اپنے بیڑہ کو حسب قرارداد بحیرہ مجمع الجزائر کو بھیج نہ سکی۔ لیکن زارینہ کا بیڑہ جہازات متعینہ بحیرہ سود خوب مضبوط اور مکمل کر لیا گیا ہوا تھا۔ اور اسپر جسقدر افسر موجود تھے۔ وہ تقریبًا اجنبی اقوام مین سے تھے۔ ادہر جرنیلان مالیترن اور ٹمارلکے زیر کمان روسی فوج بحیرہ سود اور بحیرہ خضر کے درمیانی علاقہ مین پے در پے فتوحات حاصل کر رہی تھی۔ جنوبی روس کی روسی افواج کا قلب سیلئے یوگ کے قریب پرنس پوٹمکن کے زیر کمان مقیم تھا۔ اوسکی جمعیت معقول اور سامان بھی مکمل تھا مگر کثرت شمار اور اسقدر سامان کے باوجود اوس نے سنہ مذکور کے حصہ کثیر مین چندان مستعدی نہ دکھلائی۔

ترکون نے اپنے سرحدی قلعہ ہشاکوف کو خوب مستحکم اور مضبوط کر لیا ہوا تھا۔ اونکا خیال تھا کہ پوٹمکن کی فوج سے یہی سلطنت قلعہ کی حفاظت کیلئے سد سکندری کا کام دیگا۔ غازی حسن پاشا بحیرہ سود کے بیڑہ کی کمان کر رہا تھا۔ اور وزیر اعظم نے بلگیریا مین زبردست فوج جمع کی ہوئی تھی کہ جسطرف ضرورت ہو اودہر اوس سے کام لیا جائے۔ اگر روسی اپنی پرانی رہ سے صوبجات بیسربیا اور والیشیا مین سے ہو کر آگے بڑھین تو ادہر کا رخ کر دیا جائے۔ اور اگر آسٹرین شمال مغرب سے حملہ کر دین تو اونکے مقابلہ کیلئے فوج بھیجدیجائے۔ جوسف نے موسم بہار کا بڑا حصہ روسی کمک کے انتظار اور سکومتری کے پاشا اور سرحدی مقامات کے دیگر ترکی کمانڈرون کو اپنے ساتھ گانٹھنے کی ناکام کوششون مین ضائع کر دیا۔ ان پاشاؤن کی مسلسل سرکشی سے اوس نے اپنی سادہ لوحی سے یا مسلمانون اور بالخصوص ترکون کو بھی اپنے جیسا تصور کر کے یہ قیاس کر لیا تھا کہ وہ بآسانی اپنے ملک اور مذہب کے دشمنون کیساتھ شامل ہو جائینگے۔ مگر آخر اوسے اس معاملہ مین سخت خفت اوٹھانی پڑی۔ اور کل یوروپ اوسکی تذبذب اور بزدلی پر خندہ زنی کرنے لگ گیا۔ جس سے شرمسار ہو کر جب آخر اوس نے پیشقدمی شروع کر دی تو ترکی سپاہ تو علحدہ رہی۔ بوسینیا کے مسلمان باشندون نے ہی اوس کے دانت اچھی طرح سے کھٹے کر دیے۔ البتہ سرویا کی کورنگ عیسائی رعایا حسب معمول بڑی خوشی سے حملہ آورون کیساتھ شریک ہو گئی۔ اور سرویون کی کئی مسلح جماعتین جان توڑ کر اپنے آقاؤن سے لڑتی رہین۔ مگر انکی حمایت کیا سنوار سکتی تھی۔ ترکون کیساتھ مقابلہ شروع ہوتے ہی آسٹریونکی بری گت بنی۔ وزیر اعظم نے یہ دیکھکر کہ اس سال روسیون کی پیشقدمی کرنیکی بظاہر کوئی توقع نہین۔ کل فوج لیکر آسٹرین خط پیشقدمی کے بازو کیطرف بڑھنا شروع کر دیا۔ جسپر جوسف بسرعت تمام اپنے علاقہ کو واپس ہٹ گیا۔ ترکون نے ڈینیوب عبور کر کے بمقام میہڈیا آسٹرین فوجکو ایک خونریز

جو مارٹز لیبن کے زیر کمان تھی۔ فاش شکست دی۔ ضلع نباے کو تاخت و تاراج کر لیا۔ اور ہنگری پر حملہ کرنے کا تہیہ کر لیا۔
ہیس بگر دستاد یکھکر جو سف نے اپنی فوج کے ایک زبردست ڈویزن کی کمان پر جو جیش کروشیا کے نام سے موسوم تھی جنگ ہفت سالہ
کے ایک نامور سپہ سالار مارشل لاڈوہن کو مقرر کر دیا۔ جس نے فی الفور جارحانہ پہلو اختیار کر کے اس ترکی فوج کو جو اوسکے مقابل تھی
بمقام ڈوتبنز اشکست دی۔ اور موسم سرما کے آنے سے پہلے پہلے جبکہ سرد ممالک میں لڑائی بھی بوہی رک جاتی ہے۔ بوسینیا کے
قلب تک بڑھکر شہر نووی کا محاصرہ اور پھر اوسے فتح کر لیا۔ مارشل مذکور مدافعانہ پہلو پر رہنے کو ہمیشہ ناپسند کرتا تھا۔ اسکا
بیان تھا کہ بیکاری میں بیماری اور فراری سے اسقدر آدمی کم ہو جاتے ہیں کہ سخت خونریز لڑائی میں بھی فتح کے ساتھ سے
اسقدر ضائع نہیں ہوتے ہیں۔ اسپر یہ اور مستزاد کرتا ہوں کہ مدافعانہ پہلو میں دو اور بڑی خرابیاں یہ ہوتی ہیں کہ ایک تو
بچاؤ کے پہلو پر رہنے سے سپاہ کا حوصلہ کسیقدر پست پڑجاتا ہے۔ دوسرے اگر دشمن کے حملہ کو روکدیا یا پسپا کر دیا۔ تو
اس سے کچھ مادی فائدہ نہیں ہوتا۔ اور اگر شکست ہوئی تو پھر مفر کوئی نہیں رہجاتا۔ برعکس اسکے آگے بڑھکر خود دشمن
پر حملہ کرنیکی صورت میں حوصلے تیز اور لڑائی خود دشمن کے گھر میں جا ہوتی ہے۔ اپنا ملک دشمن کی آمد و رفت کے لازمی خطرات
و مصائب سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اس صورت میں اگر فتح ہو گئی تو ملک یا تاوان ملگیا اور کل تباہی غنیم کے ملک پر پڑی اور
اگر شکست ملی تو اپنے ملک میں ہٹ آنیکی گنجائش باقی رہتی ہے۔ بہرحال بچاؤ کے پہلو پر رہنا پہلے ہی نصف بازی کو ہار دینا
ہے کیونکہ ایسی صورت میں فتح ہونے پر بھی کچھ منفعت نہیں ہوتی۔ اور شکست کھانیکی صورت میں بے انتہا نقصان اٹھانا پڑتا ہے
تاریخ عالم بتا رہی ہے کہ فتح و صاحبقرانی محض جارحانہ پہلو سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ کہ جس سلطنت نے بچاؤ کرنے پر انحصار
رکھا وہ اگر جلد نیست و نابود نہیں ہو گئی تو کم از کم دن بدن محدود اور مضمحل ضرور ہوتی چلی گئی ہے۔ جارحانہ پہلو کی خوبی کا
ایک بہت بڑا گر یہ بھی ہے کہ اوس کے واسطے ہمت و چستی اور نگرانی و ہوشیاری لازمی طور پر زیادہ کام میں لانی پڑتی ہے
اور بنا برین انتظام و طاقت کو خوب مضبوط بنانا پڑتا ہے۔ ترکوں کے دن بدن کمزور ہوتے جانے کی بڑی وجہ یہی ہے۔ کہ
اونہوں نے متواتر ہزیمتوں سے شکستہ دل ہو کر جارحانہ پہلو کو ترک کر دیا ہے۔ اور مدافعت کا نیم بزدلانہ پہلو کو اختیار کر رکھا ہے
یہی کلیہ جسطرح کل محاربہ کی صورت میں سلطنتوں کی قسمتوں پر موثر ہے۔ اسیطرح محاربہ کی دوران منفرد لڑائیوں پر
حاوی ہے۔ یعنی اگر کوئی سلطنت لڑائی میں سبقت کر کے غنیم کے ملک میں جا گھسے تو جسطرح وہ جارحانہ پہلو کے فوائد
سے مستفید ہوگی۔ اسیطرح محاربہ کے شروع ہو جانے اور فریقین کے متعدد ڈویژنوں کے جابجا باہم مقابل ہونیکی صورت
میں جو کمانڈر سبقت کرے اور جارحانہ پہلو اختیار کرے وہ اس کمانڈر سے جو بچاؤ پر رہے عموماً نفع میں رہتا ہے ۱۸۵۴ء۵۵ء ۶
کے محاربہ ڈینیوب و کریمیا میں محاربہ کے لحاظ سے روس نے سبقت کی تھی۔ اور وہ ترکی پر حملہ آور ہو گیا تھا۔ اس لحاظ سے
وہ شکست کھانیکی صورت میں بھی مدافعانہ پہلو کے نقصانات سے محفوظ رہا۔ ادہر عمر پاشا ترکی سپہ سالار نے محاربہ کی ابتدا ہی
میں جارحانہ روش اختیار کی۔ اور اوسکے طفیل کل معرکوں میں پورا کامیاب رہا۔ اور روسیوں کو ایسا سبق ملا کہ پھر

برس کے بعد انگورٹ کی پرچڑھائی کرنیکا حوصلہ پڑا۔ اگر لڑائی مین بھی عمر پاشا مدنعت پر رہتے تو غالباً اس معارکہ کا بھی یہی انجام ہوتا جو سنہ ۱۶۷۹ء اور سنہ ۱۶۸۳ء کے معاربہ کا ہوا تہا مگر جارحانہ پالیسی کیلئے باعتبار باسامان اور افسر و سپاہ دونون کے لحاظ سے ایسا تیار رہنا ضروری ہے کہ بادی النظر مین فتح کا کامل یقین ہو جاہلانہ ترنگ اور غرور باطل سے اندہی ہو کر ایسی پالیسی اختیار کرنیکا وہی نتیجہ ہوتا ہے۔ جو قرہ مصطفےٰ کی ناکامی کا ہوا تہا۔ یا سنہ ان مین جنگ اُبدان کے موقعہ پر خلیفہ عبداللہ کے جانباز و سرفروش مگر جاہل ذرویشون کا ہوا مین اس مسئلہ پر اس کتاب مین اور بہی کسی جگہ کچہہ بحث پہلے کرچکا ہون اور اخبار وکیل والمویدالمصری کے متعدد آرٹیکلون مین بہی جو کتاب عہد حکومت امیرالمومنین عبدالحمید خان ثانی الغازی اور رسالہ بغداد و دمشق کی مجوزہ ریلوے لائین مین درج کردئیے گئے ہوئے ہین۔ اپنی رائے مفصل ظاہر کرچکا ہون یہان اونکا اعادہ کی ضرورت نہین۔ متذکرہ صدر معرکہ کرونیا کی حد پر کے متصل ہوا تہا۔ سلاڈوہن کو کرونشیا فوج کی کمان نیز کیساتہہ ہی خود قیصر بہی۔ ۴۰ ہزار فوج لیکر جنرل وارٹزلین کی کمک اور ہنگری کی حفاظت کیلئے روانہ ہو گیا تہا آخرالذکر مدعا کیلئے جنرل مذکور کی فوج کو اپنے ساتہہ ملا کر وہ وادی قران سبز مین مقام سلاطیبہ کے قریب خیمہ زن ہوگیا اور وہان ایسی عجیب اور قابل یادگار شکست کہائی کہ تاریخ عالم مین اوسکی نظیر بہت کم ملتی ہین اور اسی شکست پر اوسکے جنگی کارنامہ کا خاتمہ ہوگیا۔ اسکے بعد پہر اوسنے سپہ سالاری کا نام نہ لیا۔

اوس کے پاس مقام مذکور مین ۸۰ ہزار فوج تہی۔ وزیر کی فوج تہوڑے سے فاصلہ پر اوسکے بالمقابل مقیم تہی۔ فوجکی کثرت اور آراستگی سے سرمست ہو کر جوسف نے ترکون پر دہاوا کرنے اور والیشیا کو میدان کارزار بنادینے کا عزم کیا۔ اوسکے جرنیلون نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور رائے دی کہ صرف تین چار ہزار آدمیون کے نقصان سے ترکون پر آسانی کے ساتہہ فتح حاصل ہو جائیگی۔

۲۰ ستمبر کو حملہ کے لیے کل فوج تیار ہو گئی۔ اور جرنیل آخری احکام لینے کے لیے قیصر کے خیمہ مین جمع ہو گئے۔ وہ تذبذب مین پڑگیا۔ اور مارشل لاسی سے سوال کیا کہ کیا اوسے غنیم پر فتح پانیکا کامل یقین ہے۔ مارشل نے وہی جواب دیا جو محتاط اور سمجہدار آدمی ایسی صورت مین دے سکتا تہا۔ اوس نے کہا " مجہے فتح کی توقع ہے۔ مگر مین یہ نہین کہ سکتا کہ یقیناً ہوگی" اس جواب سے جوسف کا حوصلہ ایسا پست ہو گیا کہ اوس نے اوسیوقت حملہ کا ارادہ چہوڑ دیا۔ اور تمسیوکو ہٹ جانیکا عزم کر لیا۔ چنانچہ پسپائی کا انتظام کردیا گیا۔ اور مزید احتیاط کیلئے یہ حکم دیا گیا کہ رجعت تہوڑی نصف شب کے وقت شروع ہو۔ کوچ شروع ہونے پر فوج کچہہ فاصلہ طے کرچکی تہی۔ جو مارشل لاسی کو معلوم ہوا کہ میسرہ کے بلٹون کو واپس نہین بلایا گیا۔ اوس نے اوسی وقت اون کے بلانے کے لیے سوار دوڑا دیے۔ اور حکم دیا کہ اون کے آپہونچنے تک قلب لشکر چلنے سے رک جائے۔ ہالٹ کا حکم باواز بلند تمام صفون مین بولدیا گیا۔ جس کی گونجدار آواز کو چند آسٹرین پلٹنون نے رات کی تاریکی اور عام گہبراہٹ مین ترکون کا نعرہ جنگ اللہ اللہ سمجہ لیا۔ اور خیال کیا کہ غنیم اون پر آپڑا ہے۔ اس خبط کے سوجہتے ہی صفون مین ابتری اور سراسیمگی پہیل گئی۔ بارودی

گاڑیون کے ہانکنے والون نے اپنی جان سلامت لیجانے کے لئے گھوڑونکو سرپٹ دوڑایا۔ فوج پیدل نے خیال کیا کہ غنیم کے سوارون کا ہلہ شور وغل ہے۔ اور وہ چھوٹی چھوٹی جماعتون مین مجتمع ہوکر چارونطرف آتشباری کرنے لگ گئی۔ یہ غلط فہمی صبح کی روشنی پھیلنے پر دور ہوئی۔ مگر اسوقت تک دس ہزار آدمی اپنے ہی ساتھیون کی گولیون سے ہلاک ہوچکے تھے تاریکی دور ہونے پر نظام درست اور صفین پھر مرتب کرلی گئین۔ اور تمسوار کیطرف کوچ شروع ہوگیا۔ اوہر ترکون کو جب دشمنون کی اس تمسخر خیز حماقت وغلطی کی خبر ہوئی تو اونکو حوصلے اوسی نسبت سے بڑھ گئے جس نسبت سے کہ آسٹریون کے پست ہوگئے تھے۔ اونہون نے دہاوا کرکے آسٹرین سامان کمپ اور توپخانہ کا کچھ حصہ چھین لیا۔ نومبر مین تین مہینونکے لیئے فریقین مین جنگ ملتوی ہو گئی مگر اس التوا تک صرف بیماری سے جوسف کی اور بیس ہزار سپاہ مضر صحت علاقہ مین بہت عرصہ مقیم رہنے سے ضایع ہوگئی تھی اس سال کے محاربہ مین آسٹریا کے کل تیس ہزار مجروح ومقتول ہوئے۔ زیادہ تر آدمی معرکۂ قران سبز مین ضایع ہوئے اور باقی دیگر متفرق معرکون مین +

روسیون کا غلبہ

بحیرۂ سود کے شمالمغربی ساحل پر گو روسیون نے اگست سے عشاکوف کا محاصرہ کر لیا ہوا تھا مگر ۱۷۸۸ع کے حصۂ کثیر مین اونہون نے اور کوئی کارروائی نہ کی پوٹمکن جب محاصرے سے اکتا گیا تو اوسنے فاتح کلبرن کو اپنی مدد کیلئے بلابھیجا۔ اور اس نامور کے زیر کمان روسی سپاہ کا ستارہ پھر چمک اوٹھا۔ محاصرہ کنندگان کو دن بدن زیادہ کامیابی ہونے لگ گئی۔ اور گو آخری حملہ سے کچھ عرصہ پہلے سورو زخمی ہوجانیکی وجہ سے ہیڈکوارٹر سے چلا گیا تھا مگر وہ فتح کے لیئے رستہ بالکل صاف کر گیا۔ اور روسیون مین نئی روح پھونک گیا ہوا تھا۔ آخری حملہ ۱۶ دسمبر ۱۷۸۸ع کو کیا گیا۔ اور اوسدن فریقین نے ایسے تہور وشجاعت سے کام لیا جو دیوانگی اور وحشت کی حدتک پہنچگئی ہوئی تھی۔ محاصرہ سے پہلے عشاکوف کے ترکون نے قریب کے ایک روسی گاؤن پر اچانک حملہ کرکے وہانکے باشندون کو قتل کر دیا تھا۔ پوٹمکن اور سورو نے حملہ کنندہ پلٹنون کو اوس گاؤن کے بیچون بیچ سے جو تودہ خاکستر بنا ہوا تھا۔ اور اوسکے کوچہ وبازار اسکے ابنائے وطن کے خون سے رنگے ہوئے تھے گذارا۔ یہ خوفناک نظارہ دیکھکر روسیون کا طبعی وحشیانہ تہور اور مشتعل ہوگیا۔ اونکا خون عوض لینے کے لیئے جوشزن ہوگیا اور اسی حالت غیظ وغضب مین وہ لیمان کی یخ بستہ سطح سے گذر کر شہر کی سب سے کم محفوظ جانب پر حملہ آور ہوگئے۔ محصورین کی مسلسل آتشباری اونکی صفون کی صفین فرش خاک پر لیٹ گیئن۔ مگر گولیون اور گولون کی تابڑ توڑ بارش کی کچھ پروانہ کرکے لکی دستے کمال ثابت قدمی سے برابر پیچھے سے پہنچتے رہے۔ فصیل تک پہونچنے سے پہلے چار ہزار روسی ہلاک ہوئے مگر جو بچکر وہان تک پہونچ گئے اونکا روکنا محال تہا۔ مقابلہ کنندگان کو تہ تیغ کرکے وہ شہر مین گھس گئے۔ اور تین دن تک تاخت وتاراج اور قتل عام کا بازار گرم رہا۔ شیرخوار وپیر، عورت ومرد کسی پر رحم نہ کیا گیا اور ۲۵ ہزار کی آبادی اور فوجین سے صرف چند سو جنہین زیادہ تر عورتین اور بچے تھے۔ افسرونکی سعی وکوشش سے خونخوار سپاہ کے پاگلانہ قہر وغضب سے

لہ آبادی ۲۵ ہزار تھی۔ اور فوج تقریباً ۱۵ ہزار۔ (مؤلف)

جانبر ہوے - اور اس سفاکانہ روسی فتح سے اُس خوشی پر جو آسٹرویون کو شکست دینے سے ترکونکو ہوئی تھی از سرتاپا پانی پہیر گیا۔ پوٹمکن کیپاس ۸۰ ہزار فوج تھی۔ عثاکوف کے پاشانے اس محاصرہ سے پہلے تین دفعہ فرسون اور کلبرن پر حملے کئے تھے جنکو سوورو نے یکے بعد دیگرے پسپا کردیا تھا۔ فتح عثاکوف مین بیس ہزار روسی ہلاک ہوے۔ انگریز مورخ مسٹر ایٹن اس معرکہ مین پرنس پوٹمکن کیساتھ تھا۔ وہ ترکون کی صفت تسلیم و تحمل کی بہت تعریف کرتا ہے۔ اور اس کے ثبوت مین مندرجہ ذیل رقت انگیز واقعہ تحریر کرتا ہے "جب عثاکوف فتح ہوگیا تو عورتین اور بچے جو تعداد مین چارسو کے قریب تھے شہر سے روسی فوج کے ہیڈکوارٹر مین لائے گئے۔ اور اونکو پہلی رات ایک خیمہ مین رکھا گیا۔ گو زمین یخ بستہ ہو رہی تھی۔ اور وہ کل سردی اور برہنگی سے اور اُنمین سے اکثر جراحتون سے بھی سخت تکلیف اوٹھا رہے تھے۔ مگر بامر مجبوری ایسا کیا گیا۔ اونکے بسیرے کے لیے اسوقت اس سے بہتر انتظام نہین ہو سکتا تھا چونکہ مین ترکی بول سکتا تھا۔ اُس رات اونکی نگرانی اور اہتمام میرے سپرد کیا گیا۔ مین نے خیمہ مین جاکر دیکھا کہ وہان سناٹا چھایا ہوا ہے اور اگرچہ ایک بھی عورت بھی ایسی نتھی جسکا باپ یا مان بچہ یا خاوند قتل نہوا ہو۔ مگر ایک بھی دکم ازکم باواز بلند روتی یا بین کرتی نپائی گئی۔ وہ قائم مستقل لب و لہجہ سے گفتگو کرتین۔ اور بظاہر کسی طرح کی گھبراہٹ کے بغیر سوالات کا جواب دیتین۔ مین یہ نظارہ دیکھ کر حیران رہگیا۔ مین نہین سمجھ سکتا تھا کہ اس استقلال کو خود رفتگی سے منسوب کرون۔ یا قسمت کے انقلابات عظیم کو دیکھتے رہنے اور سہتے رہنے کی عادت سے یا اس صبر و تحمل اور تسلیم کو اُسکا باعث قرار دون جو اُنکا مذہب اپنے معتقدین کے رگ و ریشہ مین ساری کر دیتا ہے۔ مین ابتک اسکی کوئی خاص وجہ اپنے دل مین قرار نہین دے سکا۔ ایک عورت بالکل خاموش گر ایسی غمزدہ اور پراز تاسف وضع سے بیٹھی ہوئی تھی کہ مین اوسے تسلی آمیز الفاظ کہے بغیر نہ رہ سکا۔ مین نے اوسے کہا کہ تم اپنے ہمراہیون کیطرف دیکھو۔ تم کیون سچے مسلمان کیطرح حوصلا اور مصیبت کو صبر و شکر سے برداشت نہین کرتین۔ اوسنے ان دلشکن الفاظ مین جوابدیا "مین نے اپنے باپ۔ اپنے خاوند اور اپنے بچون کو قتل ہوتے دیکھا ہے۔ میرے پاس اب صرف ایک بچہ رہگیا ہے"۔ مین نے بیصبری کے ساتھ پوچھا وہ کہان ہے؟ اوسنے ایک بچہ کیطرف جو اوسکے قریب پڑا تھا اور جسکا ابھی دم نکلا تھا اشارہ کرکے نہایت حوصلہ کے ساتھ کہا "یہان"۔ دردناک منظر دیکھ کر مین اور میرے رفقاء کے بے اختیار آنسو ٹپک پڑے۔ مگر اوسکی آنکھ پرنم نہوئی۔ مین اُس رات اون بدبخت عورتون اور بچون مین سے جو زخمی اور سردی سے مرتے جارہے تھے جسقدر کی گنجایش ہو سکتی تھی اونکو اپنے زیر زمین گرم کمرے مین لیگیا۔ یہ میرے ساتھ بارہ دن رہین۔ اس تمام عرصہ مین اونمین سے کسی نے باواز بلند کوئی شکوہ شکایت نہ کی۔ نہ کسی کے چہرہ سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ دل مین سخت رنج و غم کہا رہی ہے۔ بلکہ ہرایک کیا بوڑھی کیا جوان۔ بلا کسیطرح کی آہ و بکا نالہ و زاری جزع و فزع یا آنسو بہانیکے اپنی اپنی کہانی اسطرح سے سناتی رہی کہ گویا وہ کسی اور کی بپتا سنا رہی ہے"۔ اور مذاہب تو درکنار۔ کیا مسلمانون مین بھی ترکون کے سوا کسی اور قوم مین ایسا صبر۔ حوصلہ۔ تحمل یا تسلیم پائی جاتی ہے؟

سلطان عبدالحمید اول کی وفات

مارچ ۱۷۸۹ء میں ترکی وزیر اعظم نے آسٹریا کے ساتھ غیر معمولی مستعدی اور تیزی سے محاربہ شروع کیا۔ اُس نے اُس روسی فوج کی نگرانی کے لیئے جو والاشیا اور مالڈیویا میں تھی۔ اپنی فوج کا کچھ حصہ ڈینیوب کے جنوبی کنارہ پر چھوڑ کر دریائے مذکور کو بمقام رسچک نوے ہزار فوج سے عبور کیا۔ اور صوبہ بنیٹ کے صدر مقام ہمانشا کیطرف تیز قدمی کیساتھ بڑھنا شروع کر دیا تاکہ دشمن کے گھر میں جا کر اوسکا قافیہ تنگ کرے۔ مگر ترکی کی بدقسمتی سے اس نازک موقع پر سلطان عبدالحمید کے فوت ہو جانے سے لائق وزیر اعظم عہدہ سے برطرف کر دیا گیا۔ اور اسکی جگہ دیدن کا پاشا جو فوجی معاملات میں بالکل ناقابل تھا صدر اعظم بنا دیا گیا۔ اس تغیر و تبدل کا نتیجہ یہ ہوا کہ مستعفی وزیر کی تجاویز کو ترک کر دیا گیا اور ترکی فوجیں پھر ڈینیوب کے جنوب میں ہٹائی گئیں۔ مگر آسٹریا کے حوصلے بھی بہت کچھ پست ہو گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ترکی فوج کی واپسی کیساتھ ہی قیصر آسٹریا بھی اپنے دار الخلافہ کو واپس چلا گیا۔ عبدالحمید مرحوم محب اہل اسلام اور حلیم الطبع فرمانروا تھا اور سولہ سال کے بعد اپریل ۱۷۸۹ء و ۱۲۰۳ ہجری میں بعارضہ سکتہ عالم بقا کا رستہ لیا +

سلیم ثالث کی تخت نشینی

عبدالحمید اول کے بعد اوسکا بھتیجا یعنی مصطفی ثالث کا بیٹا سلیم ثالث ۷ اپریل ۱۷۸۹ء کو مسند خلافت پر متمکن ہوا۔ اسوقت اسکی عمر[1] ۲۷ برس کی تھی اور ۱۱۷۵ ہجری میں پیدا ہوا تھا۔ سلیم بلند ہمت اور نہایت قابل عقلمند نوجوان تھا۔ اوس کی رعیت کو ایسے مستعد و گرمجوش نوجوان سلطان کی تخت نشینی کی بیحد مسرت ہوئی۔ اور اوسے توقع ہو گئی کہ اس جوان بخت فرمانروا کے ظل عاطفت میں سلطنت کی نحوست کے دن ختم ہو کر خوشحالی و اقبالمندی کا دور پھر شروع ہو جائیگا۔ سلطان مرحوم کا برتاؤ اپنے بھتیجے سے ویسا نہیں تھا۔ جیسا اکثر سابقہ سلاطین کا اپنے خاندان کے شاہزادوں کے ساتھ رہا تھا۔ وہ اوس سے کمال شفقت و محبت سے پیش آتا تھا۔ اور اُسے ہر ایک طرح کی نسبتاً بہت آزادی دے رکھی تھی۔ سلیم کو چلنے پھرنے کی کچھ ایسی بندش نہ تھی۔ اور دماغی قوا کے نشو و نما کیلئے بھی اُسے پورا موقعہ ملتا رہا۔ سلیم کے بے تکلف مصاحبین میں سے ایک اطالین طبیب بھی لورنزو تھا۔ اوس سے اور نیز دیگر فرنگی درباریوں سے سلیم یورپ کی اقوام کے ملکی و فوجی آئین و قوانین کے حالات اور عثمانیوں پر انکی فوقیت پیجانیکے اسباب بڑی شوق سے دریافت کرتا رہتا تھا اور جو معلومات اسطرح سے اُسے حاصل ہوتی تھیں انہیں گنجینہ دلمیں جمع کرتا جاتا تھا۔ عثمانی اوسوقت تک اہالی فرانس کو ہی یورپ کی تمام قوموں سے مہذب ترین اور سربرآوردہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ اس برگزیدہ یا شائستہ ترین قوم کے مدبروں اور بڑے آدمیوں سے پولیٹکل معاملات میں سبق لینے اور استفادہ کرنے کے لیے سلیم نے ایک معتبر پیامبر اسحاق بک کی معرفت شاہ لوئی اور اوس کے وزرا ورجینیز اور مونٹمورن سے بھی سلسلہ نامہ و پیام شروع کر دیا ہوا تھا۔ وہ ان خرابیوں کو جو اوس کے ملک میں غلبہ پا گئی ہوئی تھیں۔ اچھی طرح سے محسوس کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اوسکا ناشاد باپ مصطفے ثالث ایک طرح کی یادداشت اپنے فرزند کے لیے چھوڑ گیا تھا۔ اوسمین سلطان مرحوم نے اپنے عہد کے تمام بڑے بڑے واقعات پر نظر ثانی کر کے ترکی قوم کے انحطاط و

[1] بحساب سنین قمری ۲۸ برس ہوتے ہیں۔ (مؤلف)

زوال کے اسباب پر بحث کی تہی۔ اور تمام بڑی بڑی خرابیون کا جو سلطنت مین پہیل گئی ہوئی تہین ذکر کرکے اپنے فرزند کو اونکی کامل بیخکنی کی سخت تاکید کی تہی۔ آفرین ہے سلیم پر کہ اوسنے کسیوقت اپنے باپ کی نصیحت کو فراموش نہ کیا اور تابمقدور ملک کی اصلاح مین کوشش کرتا رہا۔ مگر افسوس ہے کہ زوال کی دراندازی نے ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین کی طرح اس عالی ہمت شاہزادہ کو بہی ایکدم کیلئے چین نہ لینے دیا۔ وہ اس یادداشت کو ہمیشہ بڑے غور سے مطالعہ کرتا رہا۔ اور اسکا نہایت ادب و احترام کرتا تہا۔ وہ اصلاح ملک کے بڑے بڑے ارمان لیکر تخت پر بیٹہا۔ لیکن اسوقت سب سے مقدم کام سلطنت کو دو متحدہ اعدا روس و آسٹریا سے جو سرگرم پیکار تہے محفوظ رکھنے کا تہا۔ اور اسیطرف اوسے اپنے عہد کے آغاز مین جو افسوسناک شکستہاے پیہم و تباہی سے شروع ہوا۔ اپنی پوری توجہ مبذول کرنی پڑی۔

اوسنے تمام سلطنت مین اعلان کردیا کہ سولہ برس سے لیکر ساٹہہ برس کی عمر تک کے کل مسلمان اپنے ملک و مذہب کی حفاظت کیلئے ہتہیار لیکر سلطانی علم کے نیچے جمع ہوجائین۔ اور ادہر خود کبہی علانیہ اور کبہی دوسرے بہیس مین دارالخلافہ کے کوچہ و بازار کارخانون اور قہوہ خانون مین تن تنہا شب و روز گشت کرنا شروع کردیا۔ کہ اپنی رعایا کے خیالات اور اونکی ضرورتون کو اونکی زبانی معلوم کرے۔ اس جد و جہد سے اوسنے اپنی فوجی طاقت کو بہت کچہہ منضبط کرلیا مگر یہ ظاہر ہے کہ ایک سلطنت کی آبادی کا صرف ایک فریق ایسی سلطنت کے دو کثیر التعداد فریق و عیسائی آبادی اور نیز دو زبردست طاقتون کی متحدہ افواج سے تا کے نبٹ سکتا تہا۔ آخر اوسے ہار ماننی پڑی۔

تجدید محاربہ فرانس مین انقلاب عظیم نے گو اپنے دانت دکہلانے شروع کردیئے ہوئے تہے۔ اور وہانکی گورنمنٹ کو اس اندرونی معمضہ کا سخت فکر لاحق ہوگیا ہوا تہا۔ تاہم اوسنے حتی الامکان متخاصمین مین صلح کرادینے کیلئے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا۔ اور اوسکے اصرار و تقاضا سے لوکشانی مین چند کانفرنسین بہی مصالحت کی غرض سے منعقد ہوئین۔ لیکن انگلستان اور پرشیا کی مخالفت نے اون سے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہونے دیا۔ پرشیا اور انگلستان نے پولنڈ سے اتحاد کرلیا۔ اور ٹرکی و سویڈن کو بہی مدد دینے کا وعدہ کرکے اونہین صلح کرنیسے روکدیا۔ اور آسٹریا و روس اور ٹرکی مین پہر زور و شور سے ہنگامہ کارزار گرم ہوگیا۔ سلطان سلیم نے خود میدان جنگ مین جانیکا عزم کیا۔ لیکن مشیران سلطنت نے محض متوہمانہ دلائل سے اوسے ایسا نہ کرنے دیا۔

قیصر آسٹریا نے ۱۷۸۹ء مین اپنی فوج کے حصہ کثیر پر قابل سپہ سالار مارشل لاڈوہان کو اعلےٰ کمانڈر مقرر کردیا تہا اور پرنس کوبرگ کو اوس آسٹرین فوج کا سپہ سالار بنادیا تہا۔ جو روسیون کے ساتہہ ملکر ترکون سے لڑنے کے لیے علیحدہ بہیجی گئی تہی۔ روسی پرنس پوٹمکن کی فوج فتح اوچاکوف کے بعد نیپر سے لیکر ڈینیوب ڈلٹا تک کل علاقہ پر متصرف ہوگئی تہی۔ اور سوورف جو اوسپر فتح سے صحتیاب ہوگیا تہا۔ ایک روسی ڈویژن کے ساتہہ کوبرگ کی اعانت کیلئے مالڈیویا کو بہیجدیا گیا تہا۔ ادہر سلطان سلیم نے غازی حسن کو بحیرہ اسود کے بیڑہ کی کمان سے جہان اوسے کئی ہزیمتین اوٹہانی پڑی تہین واپس بلاکر اوس حصہ فوج کا کمانڈر مقرر

کردیا جسنے پرنس کوبرگ کی فوج کا مقابلہ کرنا تہا۔ کوبرگ بمقام فوکشانی جو والاچیا کی انتہائی سرحد پر واقع ہی مقیم تہا
معہ امیر البحر غازی حسن فوج لیکر ادہر روانہ ہوا۔ اور اگر روسی سپہ سالار سووروف جس کی فوج نے دشوار گذار کوہستانی علاقہ
مین ساٹھ میل کا فاصلہ ڈبل کوچ کرتے ہوے ۳۶ گھنٹون مین طے کیا تہا۔ عین وقت پر اپنے آسٹرین ساتھی کو نہ آملتا تو غالب
خیال ہی کہ ترک آسٹروی فوجکو بالکل پامال کردیتے۔ سووروف ۳۰ جولائی ۱۷۸۹ء کو شام کے ۵ بجے آسٹرین کیمپ مین داخل ہوا
حسن پاشا نے فوکشانی مین پہونچکر آسٹرین کیمپ کے سامنے مورچے تیار کرلیے ہوی تہے۔ سووروف نے ترکون کے حملہ کے منتظر رہنے کی بجاے
اوسی رات گیارہ بجے کل فوج مین حکم دیا کہ دشمن پر حملہ کیا جائیگا۔ اور طلوع آفتاب سے دو گھنٹے پیشتر آسٹرین و روسی فوجکو صف
آرا کرکے ترکون کے مورچون پر دہاوا کردیا۔ اس حملہ مین بہی توپ تفنگ سے کام لینے کی بجائے محض سنگینون پر بھروسہ کیا گیا
سووروف کا مقولہ تہا کہ گولیان عموماً خطا جاتی ہین مگر سنگین کا وار کبھی خالی نہین جاتا۔ چنانچہ اوسکی زیر کمان روسی فوج ان
سنگینی حملون مین ایسی مشاق ہوگئی تہی کہ یہ ایک طرح سے اوسکا قومی خاصہ بنگیا تہا۔ اس اچانک حملہ سے ترکون کے قدم اکھڑ
گئے۔ وہ بدحواس ہوکر بہاگ گئے۔ اور اونکا تمام توپخانہ اور سامان کیمپ دشمن کے تصرف مین چلا گیا۔ سلیم نے ہمت و کوشش
کرکے نئی فوج جو پہلی سے تعداد مین زیادہ تہی۔ میدان جنگ مین بہجدی۔ اسکا ۲۲ ستمبر کو دشمن سے مقابلہ ہوا اور اوسے
بہی سووروف نے شکست دیکر بہگا دیا۔ مگر اسدفعہ ترکون نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نکی تہی۔ فتح فوکشانی کے بعد روسی اور
آسٹروی فوجین ایک دوسرے سے جدا ہوگئی تہین۔ ترکی سپہ سالار نے اس سے فایدہ اوٹھاکر اکیلے آسٹرویون پر حملہ
کردیا۔ لیکن سووروف اسدفعہ بہی عین وقت پر پہونچگیا۔ اور کثرت اعدا سے ترک آخر مغلوب ہوگئے۔ یہ لڑائی دریاے
رمنک کے قریب ہوئی تہی۔ ترکی فوج کے ۲۰ ہزار آدمی اس معرکہ مین ضائع ہوے اور ۸۰ میدانی توپین اور کل قلعہ شکن
توپخانہ معہ سامان کیمپ فاتحین کو غنیمت مین ملا۔ اس فتح عظیم کے صلہ مین کیتہرائن نے سووروف کو رمنکسکی (فاتح رمنک) کا خطاب
دیا۔ قسطنطنیہ مین اس شکست سے عام بلوہ برپا ہوگیا۔ اور سلیم نے رعایا کی ناراضگی کو فرو کرنے کیلیے نامور غازی حسن کو
جو گو اس محاربہ مین ناکامیاب رہا تہا۔ مگر اوسکی جوانمردی اور جان نثاری مین کوئی کلام نہین ہوسکتا تہا۔ مروا دینے سے
اپنے دامن نیکنامی پر بدنما دہبہ لگالیا۔ بقیۃ السیف ترکی فوج رمنک پر شکست کھانے کے بعد ڈینیوب سے گذر کر
اسمٰعیل کو واپس ہٹ گئی۔

بوسنیا اور ہرزیگوینا مین بہی آسٹرین مارشل لاوڈون سے ترکی افواج کو ایسی ہی سخت زکین ملین مارشل
مذکور نے پہر سرویہ مین داخل ہوکر بلغراد کے مضافات کو بزور شمشیر فتح کرلیا۔ جب ۸ اکتوبر کو بلغراد کے ترکی گورنر
عثمان پاشا اور اوسکی فوج نے آسٹروی فوج کے سامنے ہتہیار ڈالدیے۔ اس سے چند دن بعد سمندرا اور باساروِتز
نے بہی فاتح مارشل کی اطاعت قبول کرلی۔ اور دونون سلطنتون روس اور آسٹریا کے فاتح جرنیلون کیلیے قسطنطنیہ کا
رستہ ایک طرح سے بالکل صاف ہوگیا کہ اس اثنا مین ٹرکی کی خوش نصیبی سے قیصر آسٹریا کے ممالک محروسہ کے تقریباً

ہر ایک حصہ مین آتش فساد و بغاوت یکبارگی مشتعل ہو گئی۔ اور اوسے اپنی فوج کی پیشقدمی کو روک کر اوسے اپنی ہی
رعیت کی سرکوبی کے لیے واپس بلانا پڑا۔ ادہر انگلستان اور پرشیا نے جنھین روس و آسٹریا کی مسلسل فتوحات سے اندیشہ
پیدا ہو گیا تہا۔ ۳۱ جنوری ۱۷۹۰ء کو آپس مین جارحانہ و مدافعانہ اتحاد کر لیا جس کی رو سے پرشیا نے موسم بہار کے شروع
ہونے پر ٹرکی کے مخالفون سے لڑائی شروع کر دینے کا اقرار کیا اور انگلستان نے بہی ٹرکی کی امداد کیلئے جنگی تیاریان شروع
کر دین۔ دوسری طرف سویڈن نے ایک زبردست فوج روسی علاقہ مین بہیجدی۔ جس سے سینٹ پیٹرزبرگ کی سلامتی
معرض خطر مین پڑ گئی۔ اور اوس کے بیڑہ جہاز نے بحیرہ بالٹک مین روسی بیڑہ کو کئی شکستین دین۔ لیکن ٹرکی کی طاقت
ایسی پامال ہو چکی تہی کہ وہ اپنے اعدا کی اون جدید مشکلات سے کسی طرح کا فائدہ جنگ مین نہین اوٹہا سکتی تہی اور اوسکے مخالف
بالخصوص روس اپنی طاقت کو ایسا زبردست پاتا تہا کہ وہ ان نئے خطرات کے حدوث پر بہی ٹرکی کی کچھ حقیقت نہین
سمجہتا تہا۔ اس نازک موقع پر ٹرکی کیلئے خود بخود بہتری کا سامان ہو گیا۔ آسٹریا کو پہلے تو گہر کی فکر پڑ گئی۔ اور تہوڑا
ہی عرصہ بعد ۲۰ فروری ۱۷۹۰ء کو قیصر جوسف مر گیا۔ یہ نیکبخت کیتہرائن سے کم ترکون کا دشمن نہ تہا۔ اس کے مرنے سے
سلیم کی ایک جانی دشمن سے مخلصی ہو گئی۔ جوسف کے بعد اوسکا بہائی لیوپولڈ تخت قیصری پر متمکن ہوا۔ اوسنے اپنی
سلطنت کے اکثر حصص کی حالت ایسی خطرناک پائی کہ ایسی صورت مین ٹرکی سے لڑائی جاری رکہنا ہرگز قرین مصلحت نہ
سمجہا۔ دوسری طرف اوسے پرشیا کے حملہ کا بہی فکر دامنگیر ہو گیا تہا۔ اوسنے مصلحت اسی مین دیکہی کہ ترکون سے باعزت شرائط
پر صلح کر لیجائے۔ درینولا فریقین مین لڑائی برابر جاری تہی جسمین آسٹریا والون نے مقام ارسووا کو فتح کر لیا۔ مگر پہر مقام گرگیو
کے قریب ترکون سے شکست کہائی۔ آخر فریقین مین التوائے جنگ ہو گیا۔ اور طویل مباحثہ اور گفتگو کے بعد دونون سلطنتون مین
بمقام ستووا ۱۷۹۱ء کے وسط مین صلح کا عہدنامہ ہو گیا۔ اس معاہدہ پر جو عہدنامہ ستووا کہلاتا ہے ۴ اگست ۱۷۹۱ء کو دستخط
ہوئے۔ اسکی رو سے قیصر قصبہ قدیم ارسووا اور صوبہ کروشیا کے اوس چہوٹے سے ضلع کے سوا جو دریائے اونا کے بائین ساحل
پر واقع ہے۔ تمام فتوحات سے دست بردار ہو گیا۔ اور ان خفیف سی تغیرات کے ماسوا آسٹریا اور ٹرکی مین وہی سرحد
قایم رہی جو ۱۷۳۹ء کے معاہدہ بلغراد کی رو سے قرار پائی تہی۔ مگر کیتہرائن ترکون کو فنا کرنیکی قسم کہائے ہوئی تہی
اوسنے آسٹریا کی علیحدگی کی کچہ پروا نکر کے ٹرکی سے لڑائی برابر جاری رکہی تہی۔ اوس نے اگست ۱۷۹۰ء مین سویڈن سے
آخر الذکر کے حق مین مفید شرائط پر صلح کر لی۔ لیکن ترکون کے حق مین انگلستان اور پرشیا کی سفارشون اور سفارتانہ
کوششون کو عرصہ تک نظرانداز کرتی رہی وہ قسطنطنیہ کے گوہر بے بہا کو خواہ کچہہ ہی ہو لینے کا عزم کیے ہوئی تہی۔ اور کبھی وہ
شیخی مین آکر کہا کرتی تہی۔ کہ خواہ مغربی طاقتین اوسے سینٹ پیٹرزبرگ سے نکالدین وہ قسطنطنیہ کو لئے بغیر نہین رہیگی
اپنی حرص و آز کو اوسنے بظاہر اس نمائشی پردہ کا غلاف چڑہایا ہوا تہا کہ وہ محض یونانیون کو عثمانیہ غلامی سے آزاد اور یونان
کی سابقہ شان و شوکت کو تازہ کرنیکے لیے یہ جد و جہد کر رہی ہے۔ سابقہ محاربہ کی طرح اس دفعہ بہی کیتہرائن نے یونانیون کو

ابہار کر ٹرکی کے برخلاف اپنے مقاصد اوسی ذریعے سے حاصل کرنیکی پوری پوری کوشش کی چنانچہ ۱۷۸۷ء مین لڑائی کے شروع ہونیسے پہلے اوس نے یونان کے تمام قطاع و حصص مین اس مضمون کے اشتہار تقسیم کردیئے تھے کہ اہل مسیحیت کے اعدا کو ملک سے نکالنے اور اپنی قدیم آزادی اور حریت کو حاصل کرنیکے لیے ہتھیار لیکر کھڑے ہوجائین اور روسی قیصرہ کیساتھ شریک ہوجائین" عیسائی رعایا کی وفاداری اور نکلائی سی روسی اغوا افگندگان او قیصرہ کے اشتہار اس مرتبہ بھی بے اثر نہ رہے۔ اپائرس کے تمام کوہستانی قبائل ترکون کے برخلاف آپسمین متحد و متفق ہوکر بغاوت پر کمر بستہ ہوگئے۔ کیتھرائن نے ان لوگون کی امداد و کمک کے لیے بحیرہ بالٹک کے بیڑہ مین سے چند جہاز مختص کردیئے تھے۔ مگر سویڈن کیساتھ لڑائی شروع ہوجانے سے جس مین سویڈش بیڑہ کو کئی فتوحات حاصل ہوئین۔ اور نیز انگلستان کے مخالفانہ انداز کی وجہ سے وہ ان جہازون کو جیسا کہ اوسکا منشا تھا۔ بحیرہ ابیض اور مارمورا کو نہ بھیج سکی۔ تاہم اوس کے حکم سے بحیرہ روم کے متعدد بندرگاہون مین بارہ جہاز تیار کرالیئے گئے تھے۔ اسکا نام یونانی بیڑہ رکھا گیا تھا۔ جو ایک یونانی غدار یا محب وطن مسمی لمبرو کنزانی کے زیر کمان ۱۷۹۰ء کے شروع مین ترکی سمندرون کیطرف روانہ ہوگیا۔ لمبرو کئی ہفتے بحیرہ ایجین یا مجمع الجزائر مین گشت کرتا رہا۔ جہان اوسنے کئی ترکی جہاز گرفتار کرلیے۔ وقتاً فوقتاً خشکی پر بھی اترکر تاخت و تاراج کرتا رہا۔ اور آخر جزیرہ صنیا کو فتح کرلیا جسپر اوسنے اپنی بحری سپاہیون کے ایک حصہ سے مستقل قبضہ و تصرف کرلیا اس نامی کی ان متواتر فتوحات سے سلطان کو اوسکی سرکوبی کی طرف توجہ ہوگئی۔ بحیرہ اسود کے باقیماندہ ترکی بیڑہ کا کچھ حصہ بحیرہ الجزائر کو بھیجدیا گیا۔ اور الجیریا کو بھی اپنا بیڑہ بھیجنے کیلئے لکھا گیا۔ وہان کے ڈے نے فوراً اس حکم کی تعمیل کردی۔ اور متفقہ عثمانیہ و الجزایری بیڑون نے ۱۰ مئی ۱۷۹۰ء کو لمبرو کے بیڑہ پر حملہ کرکے اوس کے تمام جہازونکو غرق کردیا۔ الجزایری گولاندازون نے اس معرکہ مین قابل تعریف کام دیا تھا۔ اس فتح سے سمندر پر باغیون کی صفائی ہوگئی مگر خشکی پر بغاوت بدستور جاری تھی۔ یانینا کے مشہور علی پاشا کی فوجون کو کوہستانی باغی متواتر ہزیمتین دیکر پسپا کرتے رہے۔ ۱۷۹۰ء کے شروع مین کل یونانی صوبونکی طرف سے ایک ڈپوٹیشن دوغہ سینٹ پیٹرزبرگ گیا۔ اور اوسنے کیتھرائن سے جسے کل بادشاہون سے بڑھکر اولوالعزم و بلند حوصلہ فرمانروا کے لقب سے مخاطب کیا گیا تھا۔ مدحی استدعا کرکے التجا کی کہ وہ اپنے پوتے قسطنطین کو اونپر بادشاہ بنادے۔ قیصرہ وفد کیساتھ کمال خوش خلاقی اور نوازش و شفقت سے پیش آئی۔ اور اوس کے پیش کردہ ایڈریس کو قبول کرکے امداد و دستگیری کا وعدہ کیا۔ ملکہ کی باریابی کے بعد وفد کے ارکان اوسکے پوتے کے کمرونمین پہنچائے گئے۔ جہان اونہون نے گرینڈ ڈیوک قسطنطین کی قدمبوسی کرکے اوسے "قیصر یونانیان" کے لقب سے مخاطب کیا بعد ازان اون لوگون سے یہ صلاح و مشورہ ہوتا رہا کہ روسی فوج کے ایڈریانوپل پر پیشقدمی کرنیکے وقت یونانی باغی کسطرح اوسکا ہاتھ بٹا سکینگے۔ اور پھر اونکو روسی جنرل تامارا کیساتھ پرنس پوٹمکن کے پاس لٹویا مین بھیجدیا گیا۔

۱۷۹۱ء کے محاربہ کا واقعہ عظیم اسمٰعیل کا فتح کرنا تھا۔ یہ مشہور شہر ڈینیوب کی شمالی شاخ کیلیہ کے پاس بائین ساحل پر

بحیرہ اسود سے ۴۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس مین زبردست ترکی فوج مقیم تہی۔ اور جبتک اوسکو فتح نکر لیا جاتا تقریبا اور بلگریا کے ساحلی علاقہ سے روسی فوجکا قسطنطنیہ کیطرف بڑہنا فوج مذکور کے لیئے خالی نہ تہا۔ اسلیئے ۱۷۹۰ء مین محاربہ پہر شروع ہونے پر پوٹمکن نے پہلے اوس پر حملہ کیا۔ اور کئی مہینے محاصرہ کیئے پڑا رہا۔ مگر اوسے فتح نکر سکا۔ چنانچہ خود تو عیش و عشرت کرنے اور رنگ لیان منانیکے لیئے بندر کو چلا گیا۔ اور اپنی جگہ وہان کلبرن فتح کرنیوالے دفولٹ شیئنی اور سوورینکے نام کو بہیجدیا سوورڈ کو اوسنے یہ مختصر سا حکم دیا تہا۔ "خواہ کتنا نقصان ہو اسمٰعیل کو فتح کرو" سوورڈ ۱۳ دسمبر کو فوج محاصرہ کنندہ مین پہونچا۔ اور ۲۲ دسمبر کو شہر فتح ہو گیا۔ مگر ایسی سفاکی خونریزی۔ اور قتل عام کے بعد جسکی نظیر بقول کریسی قدیم یا جدید کسی زمانہ کی جنگی تاریخ مین نہین ملسکتی"

اس روسی جرنیل کی تعریف یہی انگریز مورخ ان الفاظ مین کرتا ہے۔ سوورڈ[1] گو عالم اکمل کئی زبانون مین ماہر جنگ کے علمی اصول سے اعلیٰ درجہ کا واقف اور بینظیر شاطر تہا۔ لیکن بظاہر اپنے اوضاع و اطوار بالکل دہقانون ایسے بنائے رکہتا تہا۔ اور عوام کے اس خیال کو خود بہی پختہ کرنیکی کوشش کیا کرتا تہا کہ اوسے جو فتوحات حاصل ہوتی ہین وہ کمال سپاہیانہ قابلیت اور بینظیر فوجی جوڑ توڑ اور حکمی جنگی چالون کی بجائے زیادہ تر عین موقع پر حسن اتفاق سے یہی اور موافق چالین پڑجانے سے حاصل ہوتی ہین۔ اوسنے یہ وضع اور رنگ انسانی فطرت کا نہایت گہرا علم

[1] مگر فرنچ مورخ ایم تہیرز جس نے فرانس کے انقلاب عظیم کی مفصل تاریخ لکہی ہے۔ سوورڈ کی نسبت ایسی نیک رائے ظاہر نہین کرتا ۱۷۹۹ء کے موسم بہار کے شروع مین جبکہ ابہی نپولین مصر و شام مین تہا۔ روس نے آسٹریا کیساتہہ ملکر فرانس کی جمہوری ریاست کے اطالین علاقہ پر حملہ کرنا تہا۔ سوورڈ بیس ہزار فوج لیکر آسٹریون کی مدد کو گیا تہا۔ اور آسٹروی و روسی دونون فوجونکا جو شمار ۹۰ ہزار کے قریب تہہرا۔ مئی ۱۷۹۹ء مین سپہ سالار بنایا گیا تہا۔ تہیرز کا بیان ہے کہ سوورڈ کو ترکی فتوحات پانے اور پولنڈ مین ظلم و ستم کرنیکی وجہ سے عام شہرت ہو رہا تہا۔ اور "اجیت" پکارا جاتا تہا۔ اسمین طبعی مستعدی اور تیزی بہت تہی۔ جس کیساتہہ اوسنے از راہ تصنع خود رائی کو بہی ملا رکہا تہا جو دیوانگی کی حد تک پہونچی ہوئی تہی۔ مگر اسمین فوجکے مختلف دستون سے ایک ساتہہ کام لینے کی لیاقت مطلقاً نہ تہی۔ وہ خالص وحشی تہا۔ اور اسمین خوش قسمتی سے اپنی افواج کی وسعت کا درست اندازہ اور اُنسے درست کام لینے کا مادہ نہ تہا۔ نہ جمہوری سلطنت شاید اوسکا مقابلہ نہ کر سکتی۔ اُسکی فوج بہی اوسکے مشابہ تہی۔ وہ شجاعت تو بینظیر رکہتی تہی۔ جو تہور اور جنون کی حد تک پہنچی ہوئی تہی۔ مگر ذہانت نہ رکہتی تہی۔ روسی توپخانہ۔ سوار۔ اور انجنیر ایک مشین کے پرزون کیطرح کام دیتے تہے۔ اور صرف سنگین کے استعمال مین ماہر کہے جا سکتے تہے۔ وہ اس ہتہیار کا ویسا ہی استعمال کرتے تہے۔ جیسا کہ فرانسیسیون نے انقلاب مین کیا تہا۔ سوورڈ آسٹروی افسرون سے بڑی دماغ سے پیش آتا۔ اور کہا کرتا کہ غور تو ان۔ بانکون اور نکمون کو فوج سے نکل جانا چاہیئے اگرچہ ابتدا مین فرنچ افواج پر متواتر فتوحات حاصل ہوئین مگر آخر علمی قابلیت کے سامنے اوسکی وحشت زیادہ عرصہ نہ چل سکی اور ۲۵ و ۲۶ ستمبر ۱۷۹۹ء کو اوسے زیورک (سوئٹزرلینڈ) کے قریب فاش شکست ملی۔ اور وہ پسپا ہو گیا۔ (مولف)

رکھنے کیوجہ سے اختیار کیا ہوا تہا۔ وہ اون لوگون کی طبیعتون اور میلانون کو جنمین وہ رہتا تہا۔ اور خاصکر روسی سپاہیون
کے طبعی خاصہ اور قابلیتون کو اچھی طرح سے سمجھتا اور جانتا تہا۔ اور اس علم اور واقفیت نے اُسے بتا دیا ہوا تہا کہ ان
لوگونسے بہترین طریق سے کام لینے کے لیے فلان روش و انداز سب سے زیادہ مناسب ہوگا۔ وہ لوگ جواب اوسکی
اکھڑ کشادہ دلی و دلفریب دہقانیت سے اوسکے عاشق زار بنے ہوئے تھے۔ اگر وہ اپنی اصلی قابلیت اور لیاقتون کو انکی
اصلی رنگ مین ظاہر کرتا تو ممکن تہا کہ وہی شخص اوسکی خوبیون کو غلط سمجھ لیتے۔ بلکہ شاید اس سے بدظن بھی ہو جاتے۔ وہ
ہمیشہ سپاہی کو "بہائی" کہکر پکارتا۔ روسی سپاہیونکے لیے افسر کی زبان سے ایسی لطف آمیز صدا سننا بالکل ہی نئی بات تھی۔ اور
اس ایک لفظ نے اب سپاہ مین جو ایکطرح سے جنگی برادری ہوتی ہے۔ یہی اخوت پیدا کر دی تھی۔ سوورؔ در قواعد کوچ اور لڑائی
کیوقت کوئی موقع ہو ہمیشہ اپنے سپاہیون مین برادرانہ وار مل جلکر اونکے ساتھ کھاتا پیتا۔ مگر حوصلہ بڑہانیوالی ہنسی مذاق کیا
کرتا۔ اور ساتھہ ہی وہ ان تمام مصائب اور خطرات مین جنمین وہ اپنے سپاہیون کو پڑنے اور جنکو برداشت کرنیکا انہین
حکم دیتا تہا خود بھی اونکی طرح اونکے ساتھہ شامل ہوتا تہا۔ اور انکو مختصر و مانوس مگر جوش انگیز فقرون مین مخاطب کرنیکا
ڈہب خوب جانتا تہا۔ ان فقرون سے خام سے خام روسی رنگروٹ مین بہی حب الوطنی اپنے مذہب اور بادشاہ پر
آنکھین بند کرکے جان نثار کر دینے کا جوش دہو صفت کہ یہ رنگروٹ اپنے دیہاتی گہرون سے آتے وقت ساتھہ لاتے
ہین۔ کیونکہ روسی دیہاتیون کی فرمانبرداری اور شاہ پرستی ضرب المثل ہے، اور فوجی فخر و حمیت کی رگ دجو
وصفکہ روسی سپاہی مین فوج مین داخل ہوتے ہی پیدا ہو جاتے ہین، مشتعل ہو جاتی تہی"

اسی مورخ کا بیان ہے کہ "گو سوورؔ کی فوجی تدبیرین نہایت ہی زبردست اور اسکی چالین کمال حکمی ہوتی تہین۔ مگر
لڑائی مین وہ اپنے سپاہیون سے نہایت ہی سادہ طریق سے کام لیتا تہا۔ "سٹو پالی ای بی آدبڑ ہو او رمار دو" اسکا
مرغوب خاطر فقرہ تہا۔ وہ جانتا تہا کہ روسی سپاہیون مین جسمی اور عاقلانہ شجاعت کی جو اوصاف کہ اکثر دیگر یورپین
اقوام کے سپاہیون مین پائی جاتے ہین کمی ہے۔ مگر ساتھہ ہی اسے یہ بخوبی معلوم تہا کہ اپنے سپاہیونکی اس بلڈاگ کیسی ایسی
پامردی اور سر باختگی پر جسے دیکھکر ہی فریڈرک ثانی ذوالقلب اعظم شاہ پرشیا بے اختیار پکار اٹھا تہا کہ "روسی مر جاتا ہے
مگر وہ میدان جنگ سی بہاگیگا کبہی نہین"[1] پورا پورا بہروسہ کر سکتا ہے۔ بنا برین سوورؔ اپنے سپاہیونکو جنہین ہمیشہ حملہ

[1] یہ صفت روسیونمین اسوجہ سے اور ایسی ہے کہ اوسکی برابر دنیاکی کسی اور قوم مین نہین پائی جاتی۔ اونکی صفون پر صفین کٹتی جاتی ہین
مگر دوسرے اپنے ہمراہیون کی لاشونکے پشتون پر سے اسطرحسے گو یا وہ اونکے رفیق نہین جانورون کی لاشین پڑی ہوئی ہین۔ اور بعض
کا یاتن مسدنا تان یا جانتن تن برابید۔ اندہا دہند دشمن کے مورچونپر بڑہے چلے جاتے ہین ہمارہ مین سرانکے منتہو در وشتو نشہ
جراتی جا بانہ ہونیکا شاید آخری تماشا دنیا کو ستمبر ۱۸۷۷ء کی جنگ پلونا مین دکھا چکے ہین کسیطرح کم نہین مگر یہ کہنا کہ روسی سپاہی بہاگنے
کا نام نہین جانتے مبالغہ سے خالی نہین ہے پچہلے جنگ روم و روس مین پلیونا کے میدان پر کئی دفعہ پلیونا غازی عثمان پاشا کا جانباز بہادرون
نے انہی روسیونکے دل بادل کو توکدم بہگا دیا تہا زیادہ تفصیل ناظرین کو کتاب جرار پلیونا سے جو دفتر سے ملسکتی ہے معلوم ہو سکتی ہے

قواعد کرائی جاتی تہی۔ بڑے بڑے کالمون مین صف آرا کرکے آگے بڑہا دینا اور دشمن پہ فی الفور قطعی اور فیصلہ کن حملہ کرتا تہا۔ وہ بعیدی فاصلہ سے رائیفلی آتشباری کرنے اور دشمن کے سامنے ادہر اودہر رُخ بدلنے کو ناپسند کرتا تہا۔ اسنے جو قواعد مرتب کئے ہوے تہے اون مین سے چند ایک حسب ذیل ہین۔

"صف کو فی الفور پہیلا دو اور سر دفولاد سنگین سے دشمن پہ اُسی وقت حملہ کردو"۔ "آتشباری گاہ گاہ کرو۔ مگر جب گولی چلاؤ یہ یقین کر لینے پر چلاؤ کہ وہ نشانہ پر بیٹھے گی"۔ "یہ سنگین لیکر دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ گولی خطا کر جائے گی مگر سنگین کبھی خالی نہین جائیگی"۔ "یہ گولی چلانے والا احمق ہے۔ اور سنگین والا مرد میدان"۔ روسی سپاہی اوسکی دیوتاؤن کی طرح پرستش کرتے تہے۔ اور وہ عموماً ہر محاربہ مین کامیاب ہوتا رہا۔ اسمٰعیل کی محاصرہ کنندہ فوج فتح سے مایوس ہوکر محاصرہ سے دستبردار ہوجانے کی تیاریان کر رہی تہی۔ مگر سوروف کے پہونچتے ہی سب کے سب گرمجوشی کے ساتھ اپنے فرض پر کمربستہ ہوگئے۔ اپنے نوجوان سپاہیون کو بذات خود قواعد کراکر سکھایا کہ ترکی شمشیر کے مقابلہ پر سنگین کو یون استعمال کرنا چاہیے۔ اس نے باضابطہ و باقاعدہ محاصرہ کی طول طویل کارروائی کو چہوڑ کر ترکی قلعہ بندیون پر عام حملہ کیا جانیکا حکم دیدیا۔ شہر کی فصیلون مین ابہی تک کوئی رخنہ نہین پڑا تہا مگر اس نے دیکھ لیا کہ یہ ایسی روک نہین جو ناقابل گذر ہو تاہم ایسی صورت مین عام حملہ مین آدمیون کا نقصان کثیر ہونا یقینی امر تہا۔ مگر اس نے سوچ لیا کہ اگر محاصرہ کرکے توپون سے فصیلون کو توڑنے پر قناعت کیگئی تو اسطرح کئی مہینے اور صرف ہوجائینگے۔ علاوہ اس عرصہ مین جتنے آدمی صرف بیماری اور فاقہ سے مرجائینگے۔ اتنے عام حملہ مین کبھی ضائع نہین ہونگے۔ اسکی اس فیصلہ کی درستی کو سب تسلیم کرتے ہین۔ مگر اس صورت مین اسمٰعیل کے بہادر محافظین اور وہان کی دوسری آبادی کے قتل عام سے جو دہبّہ سوروف کی اس فتح پر لگا ہے۔ وہ بقول کریسی جو قیامت تک نہین مٹیگا۔ اور یہ واقعہ ایسا نفرت انگیز اور خوفناک ہے کہ قلم اوسے بیان کرنے کی طاقت نہین رکہتی"۔

حملہ رات کیوقت کیا گیا۔ محافظین نے حملہ آورون کو کئی دفعہ نقصان کثیر کے ساتھ پسپا کردیا۔ آخر روسی صفین فصیلون سے گذر کر شہر مین داخل ہوگئین۔ مگر لڑائی کا اس سے خاتمہ نہ ہوا۔ بلکہ شہر کے اندر پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ جاری رہی ایک ایک کوچہ میدان جنگ اور ایک ایک گہر قلعہ اور ایسا قلعہ بنا ہوا تہا۔ جسکی حفاظت کرنے والون کی شجاعت و سرباختگی کو مایوسی نے انتہائی درجہ تک پہونچا دیا ہوا تہا۔ روسی دستے چارون طرف سے شہر مین داخل ہوئے تہے۔ مگر وہ بمشکل دوپہر تک ہر طرف سے بڑہکر منڈی مین ایک دوسرے کو مل سکے۔ منڈی مین ان دستون کا پہونچ جانا اس کے مرادف تہا کہ وہ رستہ مین تمام مکانات کو خاکستر اور ان کے باشندون کو تہ تیغ کر آئے ہین۔ شہر کی تاتاری اور ترکی فوج اور آبادی کا کچھہ حصہ اس منڈی مین جمع ہوگیا ہوا تہا۔ ان بہادرون نے دو گہنٹون تک روسیون کے دل بادل کا جسے پیچھے سے برابر کمک پہونچتی جا رہی تہی کمال مردانگی سے مقابلہ کیا۔ ان مین سے ایک متنفس نے امان نہ مانگی۔ اور جب تک اس قلیل التعداد جماعت کا آخری مسلمان شہید نہ ہوگیا۔ لڑائی بند نہ ہوئی۔ اور اس اثنا مین روسیون کے تازہ دم دستے لوٹ مار اور خونریزی کے شوق مین ظاہر ہوئے بدنصیب

شہر میں جسکا بقیہ نصف حصہ تین دن اونکی رحم پر چھوڑ دیا گیا۔ لگاتار قتل ہوتے رہے۔

سوورو کا بیان ہے کہ ان چار دنوں میں ۳۳ ہزار ترک تہ تیغ اور سخت مجروح ہوئے اور دس ہزار گرفتار کیے گئے۔

مورخین لکھتے ہیں کہ روسیوں نے تقریباً چالیس ہزار محافظین کو تہ تیغ کیا اور صرف چند سو جانبر ہوئے جن کو قیدی بنا لیا گیا تھا۔ یہ تعداد صرف جنگ کنندگان کی ہے۔ ہزارہا پیرانہ سال مرد عورتیں اور بچے جو شہر میں ہلاک اور بے حرمت ہوکر بے دم ہوئے علیحدہ ہیں۔ ابھی شہر کے منہدم مکانات کے ملبے سے دھواں اُٹھ رہا تھا۔ اور بازاروں کے فرشوں سے خون خشک نہ ہوا تھا۔ کہ سوورو نے دو موزون مصرعوں میں قیصرہ کو بڑے فخر و مباہات کے ساتھ اس فتح کی اطلاع دی۔

بعض مورخوں کا خیال ہے کہ سوورو کی یہ ظرافت و مسرت بناوٹی اور نمائشی تھی۔ دل میں اسے بھی اس قتل عام خونریزی اور مظالم ناگفتنی پر سخت تاسف ہوا تھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد اوس نے ایک انگریز سیاح سے ذکر کیا کہ جب قتل عام ختم ہوچکا تو میں اپنے خیمہ میں واپس جاکر رو رہا تھا۔

کریسی لکھتا ہے کہ رومن سپہ سالار سیپیو بھی شمالی افریقہ کے قدیم و بارونق شہر کارتھیج[1] کو جلانے کے بعد اسی طرح رویا تھا مگر ایسے آنسووں سے ایسی خونریزی کے داغ کبھی نہیں دھل سکتے۔ روسیوں نے صرف ایک آدمی ترکوں کو خبر پہنچانے کے لیے جان سلامت لیکر بھاگ جانے دیا تھا۔ قابلترین ترکی جرنیلوں اور افسروں میں سے اکثر اسمعیل میں ہلاک ہوگئے تھے۔ چنانچہ محاربہ میں بعد ازاں ترکوں کو مسلسل اسی سبب ہزیمتیں اور ذلتیں پہنچتی رہیں۔ مگر اسمعیل کے قتل عام سے مسلمانوں میں اسقدر جوش بڑھ گیا تھا کہ سلطان سلیم پیچھے سے لگاتار فوجیں بھیجتا رہا۔ لیکن ان بیقاعدہ رنگروٹوں کی فوجیں روسی جرنیلوں کو مزید فتوحات کا مصالحہ بہم پہونچا رہی تھیں کے سوا اور کچھ نہ کر سکیں۔ روسی جرنیل کوتوسوف نے جنوری ۱۷۹۱ء میں باباطاغ کے قریب ایک ترکی فوج کو منتشر کیا۔ اور جولائی میں جنرل ریپنن نے چالیس ہزار روسی فوج سے وزیر اعظم کی ایک لاکھ فوج کو تتر بتر کر دیا۔

انگلستان اور پرشیا کی وساطت و معاہدہ جاسی

یہ اوپر مذکور ہوچکا ہے کہ انگلستان نے آخر روس کی پیشقدمی و دراز دستی کے نتائج کی واقعی حقیقت کو سمجھ لیا تھا۔ اور اپنی روش بدل لی تھی۔ اس دوراندیشی کا سہرا ولیم پٹ کے سر رہا تھا۔ اور اپنے ملک کو اپنے پاؤں آپ کلہاڑی مارنے کی پالیسی سے بچانیکا فخر اسی نامور کو جو اسوقت وزیر اعظم تھا حاصل ہوا۔ انگلستان اور پرشیا میں میں اتحاد ہونیکا بھی اوپر تذکرہ ہوچکا ہے۔ اس میں ہالینڈ بھی شامل تھا۔ اور یہ اتحاد ان تین ریاستوں نے ۱۷۸۸ء میں کیا تھا۔ اوسوقت اوسکا

[1] افریقہ کا مشہور شہر جو ٹیونس کے مقام وقوع کے قریب آباد تھا۔ اب کئی صدیوں سے کھنڈر پڑا ہے۔ زمانہ عروج میں وہ اٹلی کے پایہ تخت روما کا رقیب گنا جاتا تھا۔ اوسکی بنا کی ٹھیک تاریخ تحقیق نہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اسے ڈیڈو نے ۸۶۰ء قبل مسیح میں اور بقول دیگر روما کی بنا سے ۱۰۰ یا ۹۰ برس پہلے آباد کیا تھا۔ ۷۰۰ برس تک شہر مذکور اور وہاں کی جمہوری ریاست خوب رونق پر رہی ہنی بال کے وقت اوسکی شاہی شوکت کمال عروج پر تھی۔ اس ریاست کے روما کی جمہوری ریاست سے (باقی دوسرے صفحہ پر)

بتادہ ہالجیم اور ہالنڈ کی خانہ جنگیون کا خاتمہ کرنا تہا۔ مگر اس مدعا کے حصول کے بعد بہی اتحاد قایم رکہا گیا تہا۔ چنانچہ ۱۷۹۰ء مین اون تنازعات کے تصفیہ کے لیے جو قیصر جوسف اور اوس کی بلجین رعایا کے مابین تھے۔ ہاگ (واقع ہالنڈ) مین جو کانگرس منعقد ہوئی تہی۔ اوس مین ان تینون سلطنتون کے وکلا بہی شریک ہوے تہے۔ ان سلطنتون نے ڈنمارک کو بہی جس نے ۱۷۸۸ء مین سویڈن کے برخلاف روس کو مدد دی تہی آیندہ روس کی مدد کرنے سے روکدیا تہا جب ۱۷۸۹ء مین آسٹریا اور ٹرکی کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی تہی تو شاہ پرشیا نے آسٹریا کے حکمران خاندان ہپسبرگ کی رقابت کے باعث ٹرکی کے ساتہہ جارحانہ و دافعانہ اتحاد ظاہر کرنیکی خواہش ظاہر کی تہی۔ بلکہ اتحادی عہدنامہ کی شرائط بہی تیار ہو گئی تہین۔ جن کے روسے شاہ نے کریمیا ترکون کو واپس دلا دینیکا اقرار کر لیا تہا۔ مگر یہ معاہدہ تکمیل کو نہ پونچا۔ اور یہ اتحاد کا معاملہ رفت گذشت ہو گیا۔ لیکن جیسا کہ کہا جا چکا ہے آسٹریا اور ٹرکی مین ۱۷۹۱ء مین صلح انہی سلطنتون کے بیچ بچاو سے ہوئی تہی۔ اور ۱۷۹۰ء مین جو کانگرس بمقام ریشن باخ (واقع پرشیا) مین ہوئی تہی۔ اسی متحد سلطنتون نے اس بیچ بچاو کا فیصلہ کیا تہا۔ آسٹریا اور ٹرکی کے تنازعہ کو بکامیابی فارغ ہو کر پرشیا اور انگلستان روس کیطرف متوجہ ہوگر اور دربار روس کو کہا کہ اسی اصول پر جس کے مطابق آسٹریا نے ٹرکی سے مصالحت کی ہے روس بہی اس سے صلح کرلے۔

اس اصول کو سفارتانہ اصطلاحات مین "بصورت ماقبل جنگ" کہتے ہین۔ یعنی ہر فریق اپنی اپنی فتوحات سے دست بردار ہوجائے۔ اور دونون کے مقبوضات جیسے لڑائی سے پہلے تہے۔ ویسے ہی صحیح سالم رہین۔ روس نے اس اصول کو قطعاً مسترد کر دیا۔ اور براہ راست صلح کے متعلق گفتگو کرنے مین ہچکچاہٹ کے وزیر پرنس ٹموٹن کی معرفت دربار لنڈن و برلن کو اپنی تجاویز سے آگاہ کیا۔ اوسکی ایک تجویز یہ تہی کہ صوبجات مالڈیویا۔ والیشیا اور بسیربیا کو ایک آزاد ریاست بنا دیا جائے۔ جس کی حکومت ایک عیسائی شہزادہ کے ہاتہہ مین رہے۔ اس عیسائی شہزادہ کی بابت روسی مدبرین نے کوئی تخصیص نہ کی۔ بعض نے خیال کیا کہ کیتھرائن اس ریاست پر اپنے پوتہ کو حکمران بنانا چاہتی ہے۔ دوسرون کو قیاس تہا کہ وہ ریاست اپنے منظور نظر پوٹمکن کے لئے جو علاقہ مذکور پر امر واقعی فی الواقع شاہی طمطراق سے حکمرانی کر رہا تہا قائم کرنا چاہتی ہے۔

بہرحال ملکہ مذکورہ خواہ کسی کو اس علاقہ کا فرمانروا بنانا چاہتی تہی۔ کریمیا کے واقعات سے کل یورپ کو یہ سبق مل گیا ہوا تہا کہ یہ کاروائی آخر ان صوبجات کے روس کے ساتہہ ملحق ہو جانیکا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔ چنانچہ انگلستان اور پرشیا نے اس تجویز کو قطعاً مسترد

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳۰) تین بڑے محاربے ہوئے جو "پیونک محاربات" کے نام سے مشہور ہین۔ آخر رومن جرنیل سپیو دوم فاتح افریقہ نے ۱۴۶ء قبل مسیح مین اس شہر کو بالکل منہدم و منہدم کر دیا۔ اوس کی فصیل کا محیط ۲۳ میل کا تہا۔ اور جب اوسے آگ لگائی گئی تو وہ برابر ۱۷ دن رات جلتا رہا۔ اس بربادی سے پہلے اوس مین ۷ لاکہہ کی آبادی تہی۔ سینر (قیصر) نے اوس کے کہنڈرات پر ایک چہوٹی سی بستی آباد کی۔ اور رومن قیصر ایڈرین نے شہر کا کچھ حصہ از سرنو تعمیر کر کے اوس کا نام ایڈریانوپلس رکہا۔ وہاں والون سے ۴۳۹ء مین اسے وندال قوم نے چہین لیا۔ اور ساتوین صدی مین عرب مسلمان وہان متصرف ہوئے +

(مؤلف)

کر دیا، اور کیتھرائن کو جب یقین ہو گیا کہ یہ تمنا جو برسوں سے اوس کے سینہ میں جوش مار رہی تھی پوری نہیں ہو سکتی تو وہ بتامہا اوس سے دست بردار ہو گئی۔ مگر وہ حصول مستذکرہ بالا سے اوچاکوف اور اوس کے علاقہ متصلہ کو مستثنیٰ کر دیئے جانے اور روس کی سرحد دریائے نیسٹر تک بڑھائے جانے پر بڑے زور سے مصر رہی۔

انگریزی وزیراعظم مسٹر پٹ بخوبی جانتا تھا کہ بوگ اور نیپر کے درمیان کا روسی قبضہ میں چلا جانا ترکی کی سلامتی اور بالفاظ دیگر انگریزی اغراض کے لیئے سخت خطرناک امر ہوگا۔ روس اس جگہ کا مستقل قبضہ میں مل جانے پر قبضہ نیکولیف اور دیگر مقامات میں جہازات وغیرہ تیار کرکے اونکو بحفاظت تمام اوس میں پوشیدہ جمع کر سکے گا۔ اور پھر وہاں سے مناسب موقعہ ملنے پر قسطنطنیہ پر فیصلہ کن حملہ کرنے کے لیئے اپنے جمع شدہ جہازات کو اچانک بحیرہ اسود کے رستہ ترکی کے پایہ تخت کو روانہ کرنے کے قابل ہو جائیگا۔ پس ظاہر ہے کہ ایسا آل اندیش وزیر روس کے اس مطالبہ کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اس مطالبہ پر بھی اعتراض کیا۔ اور اپنے اعتراض کو باوقعت بنانے اور روس کو راہ راست پر لانے کے لیئے بحیرہ بالٹک میں انگریزی بیڑہ بھیجنے کا عزم کر لیا۔ چنانچہ انگلستان کے بندرگاہوں میں ۱۷۹۰ء کے اختتام کے قریب ایک بحری مہم کے لیئے شب و روز کی سرگرمی و مستعدی سے ضروری سامان تیار کر لیا گیا۔ اور پرشیا کو بھی شرائط اتحاد کی رو سے اپنا بیڑہ اس مہم کے لیئے بھیجدینے کیواسطے کہلا بھیجا گیا۔ مگر مسٹر فاکس اور مسٹر پٹ کے دیگر مخالفین کی پرزور مخالفت سے جنہوں نے اپنے مدعا کے حصول کے لیئے جائز و ناجائز کوئی وسیلہ ہاتھ سے نہ جانے دیا انگلستان کی عام رائے روس سے لڑائی کرنے کی مخالف ہو گئی۔

مسٹر فاکس یعنی اٹھارہویں صدی کے گلیڈسٹون اور اوس کے ہم خیالوں کو اپنے مدعا میں اس لیئے بھی کامیابی ہو گئی کہ انگلستان کی تجارت روس کے ساتھ خوب چلی ہوئی تھی جسکو لازمی طور پر لڑائی سے صدمہ پہنچتا۔ اسطرح تجار بھی فاکس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ۱۷۹۱ء کے پارلیمنٹری اجلاس میں اس مسئلہ پر کئی مباحثے ہوئے جن میں مخالف فریق کے مقرروں نے کوئی ایسی بری صفت نہ تھی جسے ترکی سے منسوب نہ کیا ہو۔ اوسے ظالم اور وحشی ملک بتایا گیا۔ اور کہا گیا کہ اوسے مہذب یورپین سلطنتوں کے زمرہ میں کبھی شامل نہیں کیا جا سکتا۔ نہ وہ اوس میں شامل ہے۔ اور اگر وہ معدوم ہو جائے تو دول کے موازنہ طاقت پر اوس سے کچھ اثر نہیں پڑیگا۔ اس کے برعکس کیتھرائن کی بڑی لمبی چوڑی تعریفیں کی گئیں۔ اوسے مجموعہ اوصاف حسنہ بتایا گیا۔ اور کہا گیا کہ یہ محض پاگلانہ خیال ہے کہ مغربی یورپ کو روس کی ترقی سے کسیطرح کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ مسٹر فاکس نے کہا کہ اول تو سلطنت عثمانیہ کا معدوم ہو جانا غیر طلب ہے۔ لیکن اگر ایسا ہو جائے تو یہ امر دنیا کے لیئے بہت مفید ہوگا۔ اوس کے ایک چیلے مسٹر وہٹ بریڈ نے جو گزشتہ صدی کا کبڈن میکال سمجھنا چاہیئے۔ اپنی تقریر میں کہا :-

" فرض کر لیا کہ قیصرہ اپنی اون تمناؤں میں جو اوس کی طرف منسوب کیجاتی ہیں کامیاب ہو جائیگی۔ قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیگی۔ اور ترکوں کو اون کے تمام یورپین صوبوں سے نکالدیگی۔ لیکن کیا کوئی منصف مزاج اس سے انکار کر سکتا ہے کہ اگر ایسا ہو گیا تو یہ امر بنی نوع انسان کے لیئے نہایت ہی مفید نہ ہوگا۔ وزراء کے فریق کے مقرروں نے ان بکواسوں کے جواب میں

ممبرون کو انگلستان کے حقیقی اغراض بتا کر سمجھایا کہ انگلستان کو قیصرہ کی بے اندازہ حرص وطمع کو روکنے اور اس امر کے حفظ ما تقدم کی کسقدر اور کیسی سخت ضرورت ہے کہ روس کی بحری طاقت اوچاکوف اور پھر ڈارڈینلز مین غلبہ پا سکے۔ کیونکہ اگر اسے ان دونون سمندرون مین غلبہ حاصل ہو گیا تو اسکا لازمی نتیجہ ہو گا۔ کہ پھر بحیرۂ روم مین بھی اوس کی بحری طاقت غلبہ پا جائیگی اور وہان پہونچکر وہ اپنا اصل روپ اختیار کر لیگی مگر اسوقت اسکی طاقت ایسی بڑھی ہوئی ہوگی کہ پھر تدارک تقریبًا ناممکن ہوگا۔ ان تقریرون نے سامعین کو کیتھرائن کے طریق عمل کے جو کمزور اجنبی قومون سے رہا تہا۔ پوست کندہ حالات بتائے اور آخر مین اپنے مخالفون کو سرزنش کی کہ وہ گورنمنٹ پر محض بہرہ بندی اور فریقانہ مخالفت کی وجہ سے پارلیمنٹ مین اعتراضون اور حملون کی بھرمار کرنے سے انگلستان کے اقتدار کو جو نامہ وپیام اور گفتگو مین جو مصالحت کے متعلق ہو رہا ہے کم کرنیکا باعث ہو رہے ہین۔ ۱۷۹۲ء کے اجلاس مین بھی اس مسئلہ پر پارلیمنٹ مین طویل مباحثے ہوئے اسوقت روس اور انگلستان کے تعلقات علانیہ بگڑ چکے تہے۔ اور مسٹر پٹ کو اپنے خیالات اور آرائے پچھلے سال کی نسبت بدرجہا زیادہ آزادی سے ظاہر کرنیکا موقعہ ملگیا تھا کیونکہ سال ماقبل مین ابھی تک تعلقات قطعی طور پر نہین بگڑ چکے تھے۔ اور ابھی صفائی ہو جانے کی توقع باقی تھی مسٹر پٹ اور مسٹر جنکنسن نے جو بعد مین لارڈ لورپول ہو گیا۔ کمال شاندار طریق اور بینظیر پیرایہ مین بیان کیا کہ "جو اصول انگلستان کو خارجیہ پالیسی مین ہر وقت مدنظر رکھنا واجب ہے۔ یہ ہے کہ یوروپ مین موازنہ طاقت قایم رکھا جائے۔ یہی اصل الاصول ہے اور موازنہ طاقت کا حقیقی قانون اس امر کا مستقاضی ہے کہ **بشرط امکان روس کی طاقت کو بڑھنے اور ٹرکی کی طاقت کو گھٹنے نہ دیا جائے۔**"

یہ الفاظ آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل اور اس لایق ہین کہ انگلستان کا ہر ایک بہی خواہ انہین ہر وقت مدنظر رکھے مگر افسوس گلیڈسٹون اور اوس کے ہمخیالون نے آخر اس اصل الاصول کو فراموش کر دیا یہی نہین بلکہ نیرنگی زمانہ سے اس فریق کمزور ٹوری نے بھی جس کو مسٹر پٹ۔ لارڈ پامرسٹن اور لارڈ بیکنس فیلڈ ایسے مدبرون نے اپنی شمولیت سے ممتاز کیا تھا۔ اب انیسوین صدی کے آخیر مین لارڈ سالسبری کی سرکردگی مین اس اصول سے منحرف ہو رہا ہے۔ اور اگر وہ جلد اس غلطی سے متنبہ نہ ہوا تو اندیشہ ہے کہ انگلستان کے حق مین یہ سنگین غلطی جسنے چند برسون سے اپنا جلوہ دکھانا شروع بھی کر دیا ہے۔ بہت مضر ثابت ہوگی مین رسالہ "مفروضہ آرمینیا"، "بسیط دور عہد حکومت" اور "تاریخ جنگ روم و یونان" مین موجودہ انگلشیہ وزارت کی اس غلط پالیسی کی خرابیان مفصل بیان کر چکا ہون اعادہ کی ضرورت نہین۔ ۱۷۹۱ء اور ۱۷۹۲ء کے یہ مباحثے جو بالخصوص اسوقت خاص غور کے قابل ہین۔ انگلستان کی پارلیمنٹری ہسٹری (تاریخ) کی ۲۹ وین جلد مین مندرج ہین۔ اور وہ انگریزی خوان ناظرین جنکو ٹرکی اور انگلستان کے طبعی اتحاد۔ قدرتی رفاقت اور باہمی تعلقات کے مسایل سے واقفیت پیدا کرنے کا شوق ہو۔ اس غرض کے لیئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہین پائین گے۔

فرانس جو سنہ (۱۷۸۹ء) انقلاب عظیم کی مشکلات مین جس کی تمہیدی کارروائیان شروع ہوگئی تہین مبتلا ہو گیا

ہوا تھا جس سے آخر خاندان بوربون کے ہاتھ سے ہی عنان حکومت نہ چھن گئی۔ بلکہ یورپ مین فرانس کا اقتدار بھی بالکل ناپید ہو گیا تھا۔ شاہی حکومت مین جو ابھی تک موجود تھی اس قدر طاقت نہ رہگئی تھی کہ روس کے برخلاف وہ دیگر دول سے شریک ہوسکے۔ یہی فرانس جس کا وزیر ورجینیز ۱۷۸۳ء مین روس کے برخلاف مشترکہ کارروائی کئے جانے کے لئے ہر ایک سلطنت سے درخواست کر رہا تھا۔ اب اس قابل بھی نہین رہ گیا ہوا تھا کہ فوجی حرکت تو درکنار سفارتی طریق سے ہی انگلستان و پرشیا وغیرہ کے ساتھ شامل ہو۔ رعیت کی اس عام مخالفت اور سرکشی سے تمام تاجداران یورپ کے دل دہل گئے اور سب کی توجہ فرانس کیطرف منعطف ہو گئی تھی۔ کہ دیکھئے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ آیا رعیت کامیاب ہوتی ہے یا شاہی مطلق العنانی۔ مگر ایک روس ایسا ملک تھا جو اس موقعہ کو جبکہ باقی کل یورپ کی توجہ مغربی یورپ کیطرف مبذول تھی ٹرکی کو پامال کرنے کے لئے غنیمت سمجھ رہا تھا۔

لیکن مسٹر پٹ کی فرزانگی اور تدبر نے حریص بے اصول کیتھرائن کو اس سے فائدہ نہ اٹھانے دیا۔ مسٹر موصوف کو فرانس ایسے ٹرکی کے صادق دوست کی امداد کی اس وقت سخت ضرورت تھی۔ لیکن جواب مدد کے قابل ہی نہ رہگیا تھا اور کچھ عرصہ تائید غیبی سے آسٹریا ایسا ترکون کا مخالف اوس کا ہمخیال ہو گیا۔ اور ان سب سلطنتون نے کیتھرائن کو ملامت کرنا شروع کر دیا۔ کہ وہ لڑائی جاری رکھ کر دول یورپ کو مغربی معاملات کیطرف متوجہ ہونے سے باز رکھنے کا باعث ہو رہی ہے۔ جب زبانی فہمائشون کا کچھ اثر نہ ہوا تو مسٹر پٹ نے فوجی دباؤ ڈالنے کا انتظام کیا۔ لیکن اوسے اپنا بیڑہ بحیرہ بالٹک بھیجنے کی ضرورت نہ پڑی۔ کیونکہ قیصرہ کو آخر ہوش آ گیا۔ اور اوس نے ترکی سرزمین کے بے اندازہ اغتصاب کا ارادہ ترک کر دیا۔ گو درینولا اوس کی فوجون کو ترکون پر برابر فتوحات حاصل ہو رہی تہین اور ان فتوحات سے کبھی کبھی اوسے انگلستان و پرشیا کی دھمکیون کی کچھ پروا نہ کر کے اپنے پوتے کو تخت قسطنطنیہ پر بٹھلانے کا ارادہ پورا کر دینے کا خیال ہو جاتا تھا۔ مگر آخرالامر حزم و مآل اندیشی کے مشورے غالب آگئے۔ اور قیصرہ نے مصالحت کیلئے کانفرنس کا منعقد کیا جانا منظور کر لیا۔

اکثر مورخین کا خیال ہے کہ مغربی دول کی دھمکیون کی بجائے زیادہ تر خزانہ کی تہیدستی اور پولش معاملات کی دقت نے اس حریصہ کو صلح پر مجبور کیا تھا۔ پولنڈ کے بلند ہمت محب وطن کوسکیوسکو[۱] اور اوس کے رفقاء نے پولنڈ کے باقیماندہ آزاد حصہ بچانے

۱ تہاڈیوس کاسکی اسکو پولنڈ کا مشہور محب وطن گذرا ہے ۱۷۵۶ء مین صوبہ لیتھوانیا مین پیدا ہوا۔ اور پہلے وارسا مین اور پھر پیرس مین فوجی تعلیم پاتا رہا۔ فارغ التحصیل ہو کر وہ فرانس کے عالی ہمت امیر لافیٹ کے ہمراہ جو اپنے خرچ سے سپاہیون کا ایک جہاز بھر کرلے گیا تھا۔ امریکہ گیا۔ اور آبادکارون کیطرف سے انگریزی فوج کے ساتھ لڑتا رہا۔ لڑائی ختم ہونے پر وہ پولنڈ واپس آ گیا اور بادشاہ نے اوسے میجر جنرل بنا دیا۔ بمقام دوبینکا اوس نے روسیون کو شکست فاش دی جس سے اوس کی فوجی شہرت دول یورپ مین مشہور ہو گئی جب روسی ظلم حد سے بڑھ گیا تو ۱۷۹۴ء مین اوس نے پولنڈ کی فوج لیکر اوس روسی فوج پر جو وارسا مین مقیم تھی حملہ کر دیا۔ عام دہقان بھی درانتی اور کلہاڑیان لیکر اوس کے ساتھ شریک ہو گئے (باقی دوسرے صفحہ پر)

مین اہم اصلاحات نافذ کر کے ریاست کی فوجی طاقت اور اندرونی حالت کو بہت کچھ سنبھال لیا تہا جس سے کیتھرائن کو بہت فکر لاحق ہو گیا تہا۔ اور وہ جان گئی تہی کہ اگر چندے پولنڈ کی طاقت اسیطرح مضبوط ہوتی چلی گئی۔ تو پھر اوسے ہضم کرنا مشکل ہو جائیگا۔ پس اگر اس ریاست کو لینا مطلوب ہو تو اوسکی اوٹھتی ہوئی خوشحالی کو ابہی دبا دینا لازمی ہے۔ اور اس غرض کیلئے بہادر ستورو اور سورما سپاہیون کو ترکون کے مقابلہ سے ہٹا کر پولنڈ بہیجنا ضروری ہے۔

اسی اثناء مین بمقام ماچین ترلون کو ایک اور عظیم ترک بوجنگ چکی تہی۔ جسپر وزیر اعظم نے روسی جرنیل ریپنن سے طویل نامہ و پیام کے بعد بمقام گالٹ زن ۱۱ اگست ۱۷۹۱ء کو التوائے جنگ کا معاہدہ کر لیا۔ اور پھر بمقام جاسی صلح کی گفتگو شروع ہوگئی۔ روسی کمانڈر انچیف پرنس پوٹمکن جو صلح کا سخت مخالف اور صوبجات ڈینوب کی شاہی کا خبط رکھتا تہا۔ یلغار کرتا ہوا سینٹ پیٹرزبرگ سے جاسی پہونچ گیا۔ اور اس نے آتے ہی ریپنن کی کل کارروائی کو یہ کہکر منسوخ کر دیا کہ جرنیل مذکور نے بلا اختیار معاہدہ التوائے جنگ کیا ہے۔ اور ایسی سخت نزاع انگیز بحثین کین جن سے کانفرنس کے ٹوٹ جانیکا اندیشہ ہو گیا۔ اتنے مین پرنس پوٹمکن کو بخار ہو گیا۔ اور وہ تبدیل آب و ہوا کیلئے اپنی مرغوب خاطر رہائش گاہ قصبہ نکولیف کو جاتا ہوا رستہ مین ہی مر گیا۔ اس اشد دشمن کے مرتے ہی خواہان صلح کے لیئے رستہ صاف ہو گیا۔ اور ۹ جنوری ۱۷۹۲ء کو روس اور ترکی مین باضابطہ صلح ہو گئی۔ یہ صلح نامہ عہدنامہ جاسی کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے رو سے روسی علاقہ دریا نیسٹر تک بڑہا دیا گیا۔ اور اس دریا کو دونون سلطنتون مین حد فاصل قرار دیا گیا۔

اس عہدنامہ مین ایک جز عرض جو پانچوین بھی مہمل سی عبارت مین اس مضمون کی درج کی گئی کہ عثمانیہ مقبوضات ایشیا کی شمال مشرقی سرحد کے ترکی کمانڈر خفیہ یا علانیہ کسی بہانہ یا حجت سے ان ممالک اور اقوام کے معاملات مین جو شاہ تفلس و کارتالینیا کے ماتحت ہین دست اندازی نہ کرین گے۔ اور نہ اون سے کسیطرح کا خراج اور محصول لین گے اس شاطرانہ شرط کا اصل مدعا سمجھنے کیلئے یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کیتھرائن بہی اپنے مورث اعلی پیٹر اعظم کی طرح اون صوبجات پر جو بحیرہ خزر اور بحیرہ اسود کے درمیان ہین دانت رکھے ہوئے تہے۔ محض اسی لیئے نہین کہ وہ نہایت زرخیز اور بارآور ہین۔ بلکہ ان فوائد اور آسانیون کے لحاظ سے بہی جو اونپر قابض ہو جانیسے ترکی علاقجات واقع ایشیا اور ایران پر فاتحانہ فوجکشی کرنے مین حاصل ہو سکتی تہین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۴) اور کرہی ریاست سے نکال دیئے گئے۔ مگر جب روسی اور پرشوی فوجون کا ٹڈی دل پیچہے سے پہونچ گیا تو وہ ہزیمت یاب ہوا۔ اور پھر سوورو نے ساٹھ ہزار فوج سے وارسا کے قریب اوسکی ۱۲ ہزار فوج کو شکست دیکر کوسکی کو گرفتار کر لیا۔ سوورو نے وارسا کے تیس ہزار باشندون کو قتل کیئے۔ اور ۱۷۹۵ء مین روس آسٹریا اور پرشیا نے پولنڈ کے باقیماندہ حصہ کو تیسری مرتبہ آپس مین بانٹ لیا۔ روسی قیصر پال نے کوسکی کو آخر قید سے رہا کر کے کچھ جاگیر بہی دی مگر اس نے واپس کر دی ۱۷۹۸ء مین وہ فرانس گیا۔ جہان نپولین نے اوسے کئی مرتبہ فرنچ فوج مین داخل ہو جانے کیلئے کہا مگر اس نے نہ مانا۔ اور ۱۸۱۶ء مین سوئزرلینڈ جا کر کاشتکاری کرنے لگ گیا جہان دوسرے برس گھوڑے سے گر کر مر گیا ۔ (مؤلف)

کیتھرائین نے ان دونوں سمندروں کے درمیان اپنی سرحد پر قلعوں کے کئی سلسلے تیار کرا دیئے تھے - اور ذخیرہ خزر میں زبردست بیڑہ ہر وقت موجود رکھتی تھی - روسی گماشتے ہر وقت جارجیا - امریشیا - منگریلیا اور دیگر چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے عیسائی حکمرانوں کے پیچھے لگے رہتے تھے - اور انہیں سلطان روم اور شاہ ایران کی اطاعت سے جن دونوں کے وہ عرصہ مدید سے باجگذار چلے آتے تھے - منحرف ہو کر روسی قیصرہ کی حمایت میں آجانے کے لیے بہکاتے رہتے تھے - یہ تدابیر شاہزادہ ہرکلیس والی جارجیا پر بالخصوص نہایت کارگر ہوئیں - قیصرہ نے اوسے تفلیس وخرکل کے زار کا لقب عطا کر دیا - اور اس نے ۱۷۸۵ء میں زارینہ کی اطاعت اور وظیفہ قبول کر لیا - پس معاہدہ جاسی کی دفعہ پنجم کا یہ مدعا تھا کہ ٹرکی سے ایک طرح یہ تسلیم کرا لیا جائے کہ روس ان اہم علاقوں کا محافظ اور سرپرست ہے - کوہ قاف کے علاقجات کو ہضم کرنے کی اسی خواہش اور اسی زبردست چال نے عہدنامہ قنارجی میں دفعہ ۲۳ کی بظاہر مہمل سی عبارت درج کرا دی تھی - چند برسوں کے بعد جب معاہدہ قرمان ہوا تو اس وقت اس پردہ کو قایم رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں رہگئی تھی - اور اوسے بالکل اٹھا کر روسی مدعا صاف صاف معاہدہ مذکور میں بتا دیا گیا - معاہدہ جاسی کی رو سے ٹرکی نے زارینہ کو ایک کروڑ بیس لاکھ قرش بطور تاوان جنگ ادا کرنیکا بھی اقرار کیا - مگر بعد میں زارینہ نے اس تاوان کو چھوڑ دیا - اور اسی پر خوش ہو گئی کہ ترکوں نے تاوان دینا منظور کر لیا تھا - روس کو نیپر سے لیکر نیسٹر تک کا علاقہ مع عشاء کوف کے مل جانے سے ساتھ ہی یہ بھی فایدہ ہو گیا کہ اوس کے علاقجات پولنڈ اور یوکرین کے لیے سمندر دیکھو ہودن کا رستہ کھل گیا - اس محاربہ میں تین لاکھ بیس ہزار ترک - دو لاکھ روسی - اور ایک لاکھ تیس ہزار آسٹروی ضائع ہوئے -

مگر یہ صلح قیصرہ نے نیک نیتی سے نہیں کی تھی - اس نے اسے محض دفع الوقتی کے لیے منظور کیا تھا - اور یہ ارادہ رکھا تھا کہ پولنڈ کی کامل تسخیر سے فارغ ہو کر اپنے مشرقی منصوبہ کو پورا کرنے کے لیئے دول یورپ کے کسی دیگر معاملہ میں منہمک ہونیکا انتظار کیا جائے - ۱۷۹۵ء میں پولنڈ کی طرف سے فراغت ہو گئی - اور ۱۷۹۶ء میں فرانس کے معاملات نے کل سلطنتوں کی توجہ کو از سرتا پا اپنی طرف مبذول کر لیا - جس سے کیتھرائین کو حسب منشاء موقعہ مل گیا - کہ اتنے میں اسے پیام اجل پہونچ گیا - اور سلطنت عثمانیہ سخت خطرناک حملہ سے بچ گئی -

مسٹر ایٹن جو اسوقت سینٹ پیٹرزبرگ میں مقیم تھا زارینہ کے مرنے سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے کے ارادوں اور تیاریوں کے متعلق حسب ذیل تحریر کرتا ہے :-

یورپ میں ترکوں کے برخلاف فوجی کارروائی کرنے کے لیئے جس جس سامان کی ضرورت تھی - وہ پولنڈ میں با فراط جمع کر لیئے گئے ہوئے تھے - خود پولنڈ میں روسی حکومت اور تسلط ایسی مضبوطی سے قایم ہو گیا تھا کہ اوسے وہاں کسی طرح کے فساد وغیرہ ہونیکا اندیشہ نہیں رہ گیا تھا - اوس نے اسقدر جرار فوج تیار کر لی ہوئی تھی کہ وہ اعلان جنگ پر [illegible] جانباز سپاہی ترکی علاقہ پر پہونچ سکتی تھی - اور راہی ملک کے لیئے ڈیڑھ لاکھ آدمی اوس نے درجہ پہنچائیو ہوئی تھی

اوس کا بھی بیڑہ جو بحیرۂ اسود میں تھا کل ترکی نیوی سے بدرجہا زبردست تھا۔ اور اس کے علاوہ اوس نے بیشمار چھوٹے چھوٹے جہاز بھی تیار کرا لیئے ہوئے تھے۔ جو تین فیٹ گہرے پانی میں چل سکتے تھے اور اس غرض کے لیئے بنائے گئے تھے کہ اونپر ساٹھ ہزار روسی فوج سوار ہو کر تین دن کے عرصہ میں سلطنت عثمانیہ پایۂ تخت سے چند میلوں کے فاصلہ پر جا اُترے تجویز یہ تھی کہ ایک طرف بیڑہ جہازات ترکی جہازوں کو ترکی بنادر میں ہی نیست و نابود کردے اور دوسری طرف عین وقت بڑی فوج خشکی کے رستہ قسطنطنیہ پر حملہ کردے ایشیا کے واسطے یہ انتظام کیا گیا تھا۔ کہ زبردست فوج دربند کے رستہ سرحد کو بہیجدی گئی ہوئی تھی۔ ایرانی خوانین سے وہ عرصہ دراز سے بظاہر بلا غرض و بلا مطلب مشفقانہ سلوک کرتی رہی اور اون کے باہمی تنازعات میں دخل دیتی رہی تھی۔ اوس کے سلوک اور مداخلت کا مدعا اب آکر ظاہر ہوا۔ بحیرہ کاسپین کے مغربی بندرگاہ دربند سے روسی فوج انہی خوانین کے علاقوں سے گذر کر ترکی سرحد تک پونہچ سکتی تھی۔ اس لیئے اونکو سالہا سال پہلے ہاتھوں پر ڈال لیا گیا تہا۔ کہ ضرورت کیوقت وہ فوج گذرنے کی بخوشی اجازت دیدیں۔ پس جب حملہ کا حکم پونہچتا ان خوانین سے فی الفور سمجھوتہ کر لیا جاتا اور فوج مذکور ترکی ایشیائی صوبجات پر کود پڑتی۔ اس حملہ کا یہ اثر ہوتا کہ یوروپین قلعوں میں ایشیائی اقوام کے جسقدر سپاہی موجود ہوتے وہ اپنی اپنی چھاونیوں اور قلعوں کو چھوڑ کر اپنے وطن کیحفاظت کے لیئے اُٹھ دوڑتے۔ اور اس طرح قسطنطنیہ کا رستہ بالکل صاف اور بے پناہ ہو جاتا ؛

بقول کریسی ترکی تاریخ کا اب وہ زمانہ قریب پونہچ گیا ہے۔ مین ٹرکی کو بھی بمجبوری اون محاربات عظیمہ میں جو انقلاب فرانس کی بدولت یوروپ اور بحیرہ روم کے متصلہ ممالک ہوئے شامل ہونا پڑ گیا تھا۔ اور نیز یہی وہ زمانہ ہے جسمین سلطان سلیم نے اصلاحات جدیدہ کا دور شروع کیا۔ اور خود اسی جد و جہد مین ملک پر سے قربان ہو گیا۔ اور سلطان محمود ثانی نے اصلاح کا کام اپنے ہاتھ مین لیکر اوسے بہ تکمیل پہنچایا۔ اس لیئے سلسلۂ فتوحات کے بیان کو تھوڑی دیر کے لیئے ملتوی رکھکر مختصر طور پر یہ بتا دینا مناسب نہ ہوگا کہ اون تغیرات سے پیشتر جو نظام جدید کے قوانین اور دیگر اصلاحات سے سلطنت عثمانیہ کے انتظام مین وقوع پذیر ہوئے۔ اٹھارھوین صدی کے اختتام پر سلطنت مذکور کی حالت کیا تھی ؛

باب (۱۱) یازدہم

سلیم ثالث کی اصلاحات سے پہلے سلطنت عثمانیہ کی حالت۔ ملک کی تقسیم اراضی لائیتون۔ لواؤن اور قضاؤن۔ پاشاؤن کی تقرریان۔ اعیان

سلطنت کی وسعت۔ بدانتظامی اور عام تباہی۔ سلطان کی حکومت کی کمزوری۔ وہابی۔ و روس۔ مملوک اور اہالی سولیا۔ پاشاؤنکی بغاوتین جاگیری انتظام مین خرابیان۔ محصلون کا جور وظلم۔ فوجی طاقت کی کمزوری۔ ینگچری و دیگر افواج۔ خاندان عثمانیہ کا کمال انحطاط

سلطان سلیم یوروپ ایشیا اور افریقہ مین ۲۶ ولائیتون یا صوبجات پر حکمران تہا۔ یہ صوبے ۱۶۳ لوا یا کمشنریون مین منقسم تھے۔ اور ہر ایک لوا یا قسمت مین کئی کئی قضا یعنی اضلاع تھے۔ ہر ایک قضا مین ایک میونسپلٹی موجود تھی تھا کسی بڑے شہر اور اس کے ملحقات یا چند چھوٹے چھوٹے قصبون اور انکے ملحقہ دیہات کو دیہاتی پرگنہ پر مشتمل ہوتی تھی۔ ولائیت پر تین دمون کے جھنڈے والا پاشا جو وزیر کا مرتبہ رکھتا تہا حکمران ہوتا تہا۔ یہ پاشا ولائیت کے ایک یا چند لواؤن پر تو براہ راست حکومت کرتا اور اپنی حکومت کی دیگر لواؤن کے حکام کی عام نگرانی کیا کرتا تہا۔ لواؤن پر دو دمون کے جھنڈون والے پاشا مامور تھے۔ ان لواؤن اور ولائیتون پر عموماً پاشا ایک کے لیے مقرر کیے جاتے تھے۔ مگر اکثر یہ ہوتا تہا کہ ایک ہی شخص کئی برسون تک بلکہ اگر وہ ایسا طاقتور ہوتا کہ باب عالی اوسے آسانی کے ساتھ معزول نہ کر سکتا ہو یا وہ بقدر متمول ہوتا کہ وقتاً فوقتاً رشوت خوار ممبران دیوان کو نذرانے وغیرہ بھیجکر اونکو خوش رکھ سکتا ہو۔ تو مدت العمر اپنے عہدہ پر قائم رہتا۔ ۲۲ لواؤن پر از روئے رواج پاشا مدت العمر کے لیے مقرر ہوتے تھے۔

گورنر کو صوبہ کے انتظام مین مدد دینے کے لیے باشندگان ولائیت مین سے دو یا تین معتبر اور معزز اشخاص منتخب کیے جاتے تھے۔ اور اونکی جماعت صوبہ کی مجلس شوریٰ کہلاتی تھی۔ اور اوسے اعیان پکارا جاتا تہا۔ انکا انتخاب خود باشندگان کرتے تھے۔ مگر باب عالی کی منظوری لازمی ہوتی تھی۔ بعض اوقات اعیان کا عہدہ موروثی ہوتا تہا۔ مگر اس صورت مین بھی باشندون کے حصہ کثیر سے نئے اعیان کی تقرری کا منظور کرانا لازمی ہوتا تہا۔ غیر مذہب رعیّت کو لیے اونہی مین سے چند فرقے علیحدہ علیحدہ بھی ہوتے تھے۔ یہ اپنی اپنی قوم کے خوجہ باشی کہلاتے تھے اور انکا کام یہ ہوتا تہا کہ ضلع کے لیے جو رقم خراج و محاصل مقرر ہے۔ اوسے ہر ایک خاندان پر علیحدہ علیحدہ تشخیص کرین۔

۲۶ ولائیتون کے نام حسب ذیل تھے۔ رومیلیا۔ بوسینیا۔ سلسٹر یا جزائر جس مین یونان کا بھی بہت سا حصہ شامل تہا کریٹ۔ اناطولیا۔ مصر۔ بغداد۔ رقہ۔ شام۔ ارض روم۔ سیواس۔ سعیدہ۔ شلدر۔ جدار۔ حلب۔ قرامانیہ۔ دیاربکر۔ ادانہ۔ طرابزون۔ موصل۔ طرابلس۔ البستان۔ قارص۔ شہرزور۔ اول۔ اوردان۔ کئی ضلعے اور شہر ایسے بھی تھے۔ جو کسی